یا صاحب البرکات والنجات

مصنفہ حضرت سلطان العاشقین قدوۃ السالکین جناب سید شاہ برکت اللہ

الملقب بہ صاحب البرکات صاحب درگاہ علیہ مارہرہ قدس سرہ العزیز

دیوان عشقی — مثنوی ریاض عشق

مجمع البرکات

رسالہ سوال وجواب — عوارف ہندی

جسکو جناب حافظ حاجی سید علی حسن صاحب احسن سجادہ نشین درگاہ علیہ برکاتیہ نے معہ دیباچہ

مرتب کیا اور بندہ ہیچمیرز خاقانی وفا مارہروی نے اپنی فرمایش سے

مرقع عالم پریس ہردوئی میں چھپوایا

محمد مبارک الٰہی کاپی نویس نقاش مارہروی

(باہتمام محبوب احمد ایجنٹ مطبع)

قیمت فی جلد (عہ)

ریاض سخن

بھولے ہین اب تو مردم دیدہ چمن کے پھول
آنکھون سے چن رہے ہین ریاض سخن کے پھول

حضرات یہ وہ گلدستہ ہے جسکی ہر پتی سے ناظر کو ایک خاص دلچسپی ہوتی ہے اسکے ہر ایک پھول کو معشوق کے گل عارض سے تشبیہ دیجاتی ہے اس گلدستہ کو ریاض سخن مین پھولے پھلے آج دس مہینے ہو چکے ہر مہینے مین ایک نئے رنگ سے اپنے حسن و جمال کی خوبیان پبلک کو دکھاتا ہے اس گلشن سخن کی جو شخص سیر کرے اسکو وہ وہ لطف حاصل ہونگے جسے بیان سے ہماری زبان قاصر ہے کہین سوسن اپنی زبان آوری کا سبق دے رہی ہے کہین نرگس آنکھون ہی آنکھون مین بلبل کو گل کی محبت کا اشارہ کر رہی ہے کہین جوانان چمن مست الست کیطرح جھوم رہے ہین کہین سرو اپنے خرام ناز سے عاشق مزاج دلونکو پامال کر رہا ہے غرض کہ یہ وہ گلدستہ ہے جسکی درستی کیلیے حضرت داغ بالقابہ اور حضرت امیر اور حضرت شوق اور حضرت جلال اور حضرت احسان اور حضرت مضطر اور حضرت شہیر جیسے لوگ اپنا اپنا عزیز وقت صرف کرتے ہین پبلک کے مذاق کے موافق علاوہ نظم کے آٹھ صفحے ناول کے بھی شایع کیے جاتے ہین اور نیز بامذاق لوگونکے لیے کچھ تھوڑا سا فارسی کلام بھی اس گلدستہ کے ساتھ شایع ہوتا ہے جسکے مصنف ایک مشہور اور مستند بزرگ جناب عالم و فاضل حضرت فرجدی سید شاہ صاحب عالم صاحب صاحب قدس سرہ العزیز سجادہ نشین درگاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ ہین جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے گویا خاص اہل فارس کا کلام ہے اس مجموعہ سخن کی سالانہ قیمت صرف مبلغ ([illegible]) معہ محصول ڈاک ہے جو صاحب محض گلدستہ نظم لینگے اُنسے ایکروپیہ ([illegible]) اور معہ ناول ([illegible]) معہ فارسی کلیات ([illegible]) روپیہ ہے غرض کہ ہر پارٹ اسکا قابل دید ہے منگائیے اور جلد منگائیے

المشتہر
سید علی احسن احسن منیجر ریاض سخن مارہرہ ضلع ایٹہ

مقدمہ

یا صاحب البرکات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
و آلہٖ و صحبہٖ فی الفضل العظیم

خدا در انتظارِ حمد ما نیست — محمد چشم بر راہِ ثنا نیست

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین
فی الحقیقت وہ مشہور و معروف خاندان جسکے ہر ایک جزو کو خاص و عام معزز نگاہوں سے دیکھتے ہوں اور واقعی وہ قابل افتخار و اعزاز ہو تو اُسکے وہ حالات جنکی وجہ سے اُس خاندان کے حضرات بابرکات مفتخر خیال کیے گئے ہیں اگر قلمبند نہ کیے جائیں تو اُس خاندان کے اعقاب بدنصیب خیال کیے جائینگے۔

مین اسوقت سادات بلگرام کے ایک بزرگ یعنی اپنے جد امجد قدوۃ السالکین

سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات
قدس اللہ سرہ العزیز کے مختصر حالات لکھکر آنکی تصنیف کے مجموعہ مین بطور دیباچہ
چھپان کیئے دیتا ہون ناظرین سے امید ہے کہ اُسکو قدر کی نگاہون سے
دیکھکر مجکو عزت بخشین گے۔

اصل مین آپکا اور آپکے آبا و اجداد کا مولد و مسکن قصبۂ بلگرام ضلع ہردوئی جو ملک
اودہ مین ہے تھا مگر آپکے جد امجد حضرت سید شاہ عبد الجلیل خلف اکبر
حضرت میر عبد الواحد قدس اللہ اسرارہما جو ایک مشہور و معروف بزرگ ہین مارہرہ
کے قیام کا سبب ہوئے جنکی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپکی طبیعت تنہائی
پسند بہت تھی اور اہلِ تصوف مین صاحب جذبۂ قوی مانے جاتے تھے آپ اکثر
صحرا نوردی کیا کرتے تھے چنانچہ عرصہ تک اُسی ذوق و شوق مین اپنے وطن اور
عزیزون سے کنارہ کش رہے آپکی عمر کا قریب قریب نصف حصہ اسی حالت
مین گزرا مدت تک آپنے اپنے اعزا کو اپنی طرف چشم براہ انتظار رکھا اتفاقاً ایک
مرتبہ اُسی حالتِ بیخودی مین ایک جماعت کے ساتھ آپکا گزر بلگرام مین ہوا —

یہ وہ زمانہ ہے کہ جن تاریخون مین حضرت بدیع الدین شاہ مدار کا سالانہ عرس
ہوا کرتا ہے۔ مکن پور جہان کہ حضرت موصوف کا مزار واقع ہے بلگرام سے قریب ہے

اور اس زمانے مین اُسکا راستہ بلگرام ہی ہوکر تھا یہ وہی جماعت تھی جو بغرض شمول
برکات عرس و فاتحہ مکن پور جاتی تھی غرضکہ جب آپ بلگرام پہونچے اور اوس محلہ
مین پہونچے کہ انکی ہمشیر کا مکان تھا گزرے اتفاقاً انکی بہن نے انکو دیکھکر پہچانا
اُنہون نے اُس محبت جبلی سے مجبور ہوکر (جو خدا نے ہر ایک بہن بھائی کے
دل مین ودیعت کی ہے) باواز بلند پکارا مگر یہ تو دوسرے ہی عالم مین تھے وہ آواز
نہ سنی آخر بمشکل تمام اپنی ہمشیر کے گھر مین آ گئے اور اپنے عزیز اقربا کے سمجھانے
بجھانے سے وہ دن اُسی گھر مین گزرا اور آخر شب سبکو سوتا چھوڑ کر وہان سے
نکل کھڑے ہوئے اسی سفر مین آپکا گذر انچھی کھیڑہ پر ہوا یہ کھیڑہ مارہرہ سے جانب شرق
واقع ہے یہ جگہ عرصہ سے غیر آباد ہے چونکہ اسپر ایک بزرگ کا مزار واقع ہے جو
حسین شہید کے نام سے مشہور ہے اسلیئے اس مقام پر آپ بھی معدودے چند
خادمون کا قیام رہتا ہے ۵۸۰ھ مین جبکہ سلطان محمد معز الدین سام الملقب بہ
شہاب الدین غوری خلافت گاہ غزنی پر جلوہ فرما ہوا تو چند مرتبہ وہ بارادہ تسخیر
ملک ہندوستان مین آیا حتی کہ ۵۸۸ھ مین بعد محاربہ عظیم راے پتھورا بادشاہ
دہلی کو زندہ گرفتار کیا اور سب سے پہلے سلاطین اسلامیہ مین تخت سلطنت دہلی پر جلوہ افروز
ہوا اِس درمیان مین راجہ بین سے جو انچھی کھیڑہ کا مالک تھا کچھ ملکی

پیچیدگیاں ہو کر نوبت بمحاربہ پہونچی چنانچہ ایک مرتبہ بذات خاص خود شہاب الدین نے
لشکر کشی کر کے فتح کیا اور بذریعہ سرنگ کل عمارت نیست و نابود کر دی اسی
حادثہ میں راجہ بمعہ جملہ متعلقین و متوسلین دب کر مر گیا اُس زمانہ سے وہ قلعہ بطور
ٹیلہ کے ویران پڑا ہے -

بہر حال حدود سنہ ۱۰۱۷ھ میں حضرت کا گزر اُس غیر آباد جگہ میں ہوا اور کچھ دنوں تک
شہید موصوف کے مزار پر آپ کا قیام رہا شدہ شدہ آپ کے قیام کی خبر مارہرہ پہونچی محمد
وزیر المخاطب بہ چودھری وزیر خان جنکے آبا و اجداد سلاطین عصر کی طرف سے علاقہ
مارہرہ کے قانون گو مقرر تھے اور یہ خود بھی اس عہدہ پر معمور اور مارہرہ کے رئیس اعظم
تھے اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوئے اور گویا بہ الہام غیبی ایک دن علی الصباح اپنے
ساتھ ایک جماعت بزرگ لیکر حضرت کے استقبال کے لیئے پہونچے اتفاقاً
حضرت بھی اُس روز ٹیلے سے اُتر کر خراماں خراماں مارہرہ کی طرف آ رہے تھے
راستے ہی میں وزیر خان سے ملاقات ہوئی اور وہ آپ کو بہ اعزاز تمام مارہرہ لائے
غرضکہ اُس زمانے سے پیرزادگان مارہرہ کی بنیاد مارہرہ میں قائم ہے بعد تشریف آوری
حضرت کی عمر کے تقریباً چالیس برس مارہرہ میں گزرے اور یہیں بعہد سلطنت
ابو المظفر سلطان خرم شہاب الدین محمد شاہجہان ساتویں صفر سنہ ۱۰۵۷ھ کو اس جہان فانی

سے جا ملے وفات پائی آپ کا مزار مارہرہ مین زیارت گاہ انام ہے آپ کے صاحبزادے حضرت میر اویس بلگرام سے مارہرہ مین اکثر تشریف لایا کرتے تھے مگر اُن کا مستقل قیام یہان نہین رہتا تھا حضرت میر عبد الجلیل کے بعد اُنکے معتقدین نے بہت چاہا کہ حضرت میر اویس مارہرہ مین اپنی سکونت اختیار کرین مگر آپ نے اُنکی درخواست نامنظور کی البتہ بہ نسبت سابق کے یہان قیام زیادہ کرنے لگے سنہ ۱۰۹۷ھ مین جبکہ آپ بلگرام تشریف لے گئے تھے حیات مستعار نے وفا نہ کی اور وہین انتقال فرمایا حضرت صاحب البرکات انہین بزرگ کے بڑے صاحبزادہ ہین اب مین اپنے معزز ناظرین کو حضرت صاحب البرکات کے حالات کی طرف متوجہ کرتا ہون -

حضرت صاحب البرکات کی ولادت باسعادت کا وہ زمانہ ہے جبکہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر کو تخت سلطنت پر بیٹھے دو برس گزر چکے تھے آپکا سال ولادت سنہ ۱۰۷۰ھ ہے آپ نے ایک شعر مین اپنی تاریخ ولادت خود لکھی ہے ؎

سالِ تولدم ہمہ تقویم دانِ شہر	روئے حساب شائق خوبان نوشتہ اند ۱۰۷۰ھ

آپکی ولادت قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی مین واقع ہوئی اپنے والد بزرگوار حضرت میر اویس صاحب کی حیات تک آپکی عمر کا حصہ بلگرام ہی مین گزرا بعد وفات اپنے والد ماجد کے کالپی تشریف لے گئے اور وہان حضرت سید شاہ فضل اللہ صاحب سجادہ

سے دست بیعت ہوکر بارہرہ تشریف لائے حضرت میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنے تذکرہ
مآثر الکرام مین شرح تحریر فرماتے ہین۔

سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن
میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم شاہباز بیت آستانش سدرۃ المنتہیٰ و یکہ
تاز بیت سیدانش سمٰوات علیٰ شعشعہ ولایت از جبینش پیدا و جبروت فقر
از ناصیہ اش ہویدا مدۃ العمر سر بر آستانہ خالق گذاشت و قدم بدر خلوت نفر سود
امیر و فقیر فرش آستانش بودند و گوے سعادت از صمد علوی و سفلی مے ربودند
اگرچہ اوائل حال دست بیعت بجناب سید عزی بن سید عبد النبی بلگرامی قدس سرہ
داد اما از مبادی عہد شباب تا آغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین میر سید
لطف اللہ عرف شاہ لدھا قدس سرہ لازم گرفت و حقیقی استعدادش بہ فروغ
باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت و از مشرب خاص آنحضرت حظ مستوفی
اندوخت و سند خلافت و اجازت اخذ نمود سید العارفین را نسبت بایشان
معاملات معنوی خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسرار حقائق و معارف اکثر بنام
مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب در نسخہ انیس المحققین
مندرج است طالبان را از مطالعہ آن حظ روحانی حاصل مے شود و نیز صاحب البرکات

بدار الولایت کالپی رفتہ از خدمت مخدوم زادہ عالیجناب شاہ فضل اللہ بن میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما تیمناً و تبرکاً سند اجازت و خلافت التماس نمود حضرت مخدوم زادہ قدس سرہ التفات ہا و عنایت ہا مبذول داشت و بہ عطائے مثال خلافت پایہ اش را بلند گردانید و بہ اعزاز و اکرام فراوان رخصت فرمود" الخ

اوّل اول جبکہ حضرت صاحب البرکات مارہرہ تشریف لائے تو اپنی جد بزرگوار کی خانقاہ مین قیام کیا جسکے ہمسایہ مین اکثر رذیل اقوام کا مسکن تہا چونکہ ایسی جگہہ آپکے قیام کے لیے مناسب نہ تھی اسلیئے آپنے وہان سے ترک سکونت کرکے اوس جگہہ قیام فرمایا جو فی الحال بستی پیرزادگان کے نام سے مشہور ہے جبکہ آپ کو اپنے قیام کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوگیا اُسوقت آپنے اہل و عیال کو بلگرام سے طلب فرمایا اور مارہرہ کو اپنا وطن قرار دے دیا آپکے دونون صاحبزادے یعنی حضرت شاہ آل محمد و حضرت صاحب البرکات شاہ نجات اللہ بلگرام ہی مین پیدا ہوئے پھر جبکہ آپ کا مستقل قیام اس خیر آباد جگہہ مین ہوا تو باہتمام اکثر معتقدین والا شان عمائد کنبوہ خانقاہ اور مسجد تعمیر ہوئی آپکے فضل و کمال کا شہرہ تہوڑے ہی عرصے مین آویزۂ گوش آفاق ہوا اور اکثر عمال اور تعلقدار

آپکے معتقد و مرید ہوئے ۔

اگرچہ آپ کو اسناد خلافت سلاسل خمسہ ابًا عن جدٍ حاصل تھین مگر آپ نے زیادہ ترواج
سلسلۂ علیۂ قادریہ کو دیا ہمیشہ آپ مطابق شریعت غرّہ عمل درآمد فرمایا کرتے تھے
آپکے معتقدین یا مریدون مین بھی اگر کوئی خلاف شرع رسوم کا شیوع کرتا تو آپ
اسکو تنبیہ فرماتے بلکہ اکثر لوگ جو باہر کے آجاتے اور وہ معاصی و مناہی مین مبتلا
ہوتے تو آپ اُنکو بطریق سنّت سنیّہ اپنے اخلاق سے ایسا گرویدہ کرتے
کہ وہ خود بخود اُن افعال قبیحہ سے تائب ہوجاتے ۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
اس جگہ دو ایک حکایتین آپکی عادات اور اوصاف اور اخلاق کی جو آپکے چھوٹے
صاحبزادے حضرت صاحب البرکات نے قلمبند فرمائی ہین ۔ بعبارتہ نقل کرکے
ہدیۂ ناظرین کرون ۔

ذکر اتیت و مسلمان شدن آن

وقتے کہ راجہ خوشوقت رائے قوم کھتری عامل مارہرہ بود فقرائے ہنود از فرقہ
اتیت آمدہ زیر درخت نیب کہ متصل آبادی سرائے بر دروازہ کٹرہ احمد سعید خان
صاحب جاگیردار واقع است فرود آمدند سردار آنہا ہر صبح و شام رسنے بر درخت
آویختہ بدان خود را آویزان میساخت بطورے کہ سر زیر و پا بالا و در زیر آن آتش

می افروخت وناقوس می نواخت وبران آتش مشل جوالہ بر شعلہ آمد ورفت
مے کرد وآسیب آتش باو نمیرسید تمامی ہنودان جمع شدہ گرد اگرد وست بستہ
باادب تمام می ایستادند بعد دو گھڑی کہ فرو می آمد انگشتہاے آن آتش افروختہ
را تبرک کردہ مے بردند ونذر ہاے از ہر قسم مے آوردند بعد دوسہ روز از اہل
اسلام ہم جمع شدند وبطرز ہنودان انگشتہاے میگرفتند ونیاز ہاے کردند
شہرہ عام وغلو تمام شد روزے بعد نماز عصر فقیر اکثر در باغیچہ کہ الحال درگاہ دوا ایجاست
مے آمد از انجا آن زمرہ بنظر مے آمد آن اثنیت سر دار سر وپا برہنہ بطرزے کہ
لنگ بستہ نشستہ بود تنہا برخاست ودیدم کہ بسوے ما می آید جوانی خوبصورت
نعلین چوبین در پاے بے آنکہ از کسی پرسد دعا وسلام کند روان روان ہمراہ
در آمد گویا کہ او را کسی گرفتہ مے برد دران وقت در حضور حضرت صاحب چندان انبوہ
نبود سعد دوسے چند حاضر بودند وقاعدہ چنین بود کہ ہمیشہ حضرت صاحب ہرگز
زنہار گاہے بطرفے نمی نگریستند مگر کسی کہ روبرو آید یکبارگی نظر بر داشتہ
بسوے او می نگریستند آن نگاہ کہ ع

آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند		آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

کسانیکہ این حالت دیدہ اند میدانند کہ ہیچ چشم مست بدان مستی ومخموری نظر

نیامده و نیز اکثر ضابطه بود که تکلم با هر یک از زبان نمی نمودند مگر بنابر ضرورت یا اشارت سیفرمودند مثلاً اگر کسے تازه وارد سے روبرو شد بچشم اشاره شد و بعض وقت لب بسته بدست مبارک ایما فرمودند اگر آینده معلوم کرد بجواب عرض نمود و الا حاضران گفتند که از کجا ئی غرض که رعب جناب عالی بر اہل مجلس بظهور هیبت و جلالت بشانے بود که از اہل دنیا و علما و فقرا هزارها معاینه شده که استفسار نکته یا استکشاف عقده نمودند جناب عالی هرچه از زبان مبارک ارشاد فرمودند سائلان یارائے تکرار نداشتند و همه گردنکشان که روبرو شدند باادب خشوع و خضوع کردند الحاصل که آن اثیت را دیده نیز بهمان قیمه اشاره فرمودند همانجا باادب تمام استاده عرض کرد که فقیر هم واز دوارکا که معبد هندوان است می آیم فرمودند که در تو هم دوارکا است از آن هم خبرداری عرض کرد که نے در کتب خود دیده ام باز عرض کرد که متصل آبادی فرود آمده ام و بر آتش آویزان مے شوم باز فرمودند که آتشے که در تست گاہے بران آویخته عرض کرد که نے در کتب خود دیده ام باز عرض نمود که اراده گیا تربینی دارم فرمودند که از تربینی که در خود داری غسل کرده گفت نے و همان جواب سابق گفته بی اختیار از زبانش برآمد لا اله الا الله محمد رسول الله

بعد ازان عرض نمود کہ ہمین جا باشم و بندہ از بندگان سرکار شوم و
این جماعت کہ ہمراہ دارم ہمہ را جواب دہم اینقدر عمر عبث رائگان ضائع شد
تمام معبد ہا را سیدم و ہیچ ازان حصولے نیافتم فرمودند کہ الحال بر دو آئینہ
کہ در سرواری راہ خود گیر ہر چند عرض نمود پذیرا نشد چار و ناچار رخصت شدہ
بطرف حاضران فرمودند کہ از سہ روز این آواز ناقوس و این غوغا غبار بخاطر آوردہ بود
الحال رفع شد سبحان اللہ ٥

جمال روے ترا ہر کہ دید حیران شد		چہ صورتے است ترا لا الہ الا اللہ

ایک اور حکایت جس سے آپکی استغنا کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور جو کمال فقر
پر دلالت کرتی ہے تحریر فرماتے ہین -

وقتیکہ نواب ثابت خان بہادر از ایٹہ روانہ شد از اتفاقات وقت براہ
سکندرہ بکول رفت از انجا بچہ چپرہ بیاہیرہ آمد از خبر آمد آمد جاگیرداران
و قانونگویان براے استقبال رفتند نواب فرمود کہ ہمانجا باز گردید حیف و حسرت ہا
ست آیم ہمانجا ملازمت نمایند و از خدمتگار گفت کہ گلیم سیاہ بیار کہ بدو برد شیر
مے روم لباس فقیران بایدپوشید و جاگیرداران وغیرہ را رخصت کرد
کہ شما ہمانجا رفتہ تشریف نشینید من ہے آیم خود درانجا قدرے توقف کرد کہ جاگیرداران

بحضور رسیدند فرمودند که خیلی است چرا جمع شده آمده اید ماجرا عرض نمودند
فرمودند که شما هما نجا روید ما هرگز هرگز نواب را آمدن نخواهیم داد درین اثنا
نصیر الدین خان آمده از طرف نواب تسلیمات و بندگی و چنین چنان عرض کردند
هرگز قبول نیفتاد و موی الیه دو باره به نیاز تمام و خاکساری ما لا کلام
گذارش نمودند طبیعت جناب عالی باز دست رفت فرمودند اگر او بر فوج خود
نازان باشد این فقیر اکتاک گرفته وقتیکه روبرو خواهند شد فوج و لشکر
ایشان بکار نخواهد آمد نا میرده رفته با نواب ظاهر نمود نواب خواست که بر نهیم رود نصیر الدین خان
دیده بود عرض کرد که صلاح نیست نواب ازین طرف بازگشته آن طرف
شهر دیره نمود صبح آن فضیلت و کمالات دستگاه میر سید عبد الله متوطن بلگرام
محله سید واڑه از ابناے سید بیان مرحوم که از چند مدت رفیق و مصاحب نواب
بودند آمدند باراده اینکه براے آمدن نواب عرض نمایند و از نواب دعوی کرده
آمده بودند که من معقول سکینم وقتیکه روبرو شدند بعد قدمبوس نیاز گزرانیدند
حضرت صاحب فرمودند که چه ضرورت است الحاصل بعد لایه و منت
تمام فقیر را حکم شد همین که روبرو نشستند هیچ نتوانستند گفت گویا که کسی
زبان بند کرده است بعد دیرے چون دیدند که چیزے نمیگویند و سر آسیمه

و حیران وا نشسته اند بفقیر حکم کردند که بسیار طعام خورانید از انجا برخاسته
بردم و طعام خورانیدم و را تناسے طعام خورانیدن گفتند که نواب چنین عادل و چنان
بر دین و اسلام قائم است و درباره مساکین و محتاجان شفقت و ایثار میکنند
و مساجد ها ساخته و انهدام بنیاد کفر کرده و اکثر کفار و بیدینان را در اسلام
آورده و آنانکه اباکردند او را قتل کرده و قطاع طریقان را و دزدان را از بیخ برکنده
مستاصل ساخته بر دینداران واجب و لازم است که دعاء خیر در حق اینچنین
کس هر پنجوقت کنند و ملاقات چنین دیندار را طاعت و عبادت دانند
و آرزو کنند و فقرا را رویه خلق باید چنانچه حق تعالے با رسول می فرماید وَاِنَّكَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ این بدخلقی و ترشی و تلخی از کجا خصوص درباره اینچنین دینداران
زنهار زنهار خوب نیست گفتم عبث صاحب درد سر میکنند هیچ ازین فایده نخواهد
شد اگر بزعم شما باشد که مکرر این حکایت پیش حضرت رسانم ممکن نیست
هرچه گفتنی باشد شما رو برو عرض نمائید بگرمی و ترشی تمام گفتند که من رو برو
مے گویم رو برو آمدن ندانم که با وصف فضیلت و جهاندیدگی و سلیقه کمال چه شد
که باز تا وقتیکه نشستند هرگز دم نزدند تا شش روز درینجا دائره داشت دیگران
هم آمدند و عرض نمودند پیدا نشد میر مذکور با نواب گفتند که نواب را اگر با فقرا

ارادت است و درویشی را طلبم که نواب حفظ کنند و دانند که فقیر این را میگویند
سید لطف الله عرف شاه لدها بلگرامی درویش کامل اند نواب خط نوشت
که صاحب را بخواب دیده ام از ان وقت آرزومندم خود بدولت تشریف
آرند و من بسبب کار و بار و بعضی سوانحات رسیدن نمیتوانم والا سعادت
میدانستم و سید عبد الله نیز خط نوشته بودند طرفه آنکه خطوط را گوند کرده بیش حضرت
صاحب فرستادند که بدست آدم خود بلگرام فرستند و مبلغ یکصد و بست و پنج روپیه
هنڈوی ملفوف ساخته فرستادند حضرت صاحب بدست آدم سرکار خطوط
به بلگرام فرستاده جواب طلبیده باول فرستادند میر صاحب عذر ضعف و
پیری نوشتند وقتیکه نواب برای بندوبست به اٹاوه رفت باوجودیکه از اٹاوه
بلگرام نزدیک بود باز خط طلب نوشته و هنڈوی صد روپیه و خط سید
عبد الله و پروانه زمین صد بیگه بخته و دو روپیه یومیه هم از اٹاوه یا بهره فرستاد
که حضرت صاحب به بلگرام فرستند چنان شد دیدند که از نیم مهانه کشود روزی
دو پیرزالی غالب کار کشمیر باشند بر بهته سوار آمدند قاعده بود که حضرت صاحب
وقت دو پهر همیشه وضو کرده بیرون تشریف آوردند دوگانه خوانده می نشستند
دو پهرها در خواب می بودند تا آنکه وقت ادای ظهر می شد آن زمان فقیران

از خواب برخاسته طهارت کرده بتهیه نماز مشغول مے شدند بهمان عادت قدیم
از اندرون تشریف آورده بعد فراغ دوگانه نشستند درین اثنا آن هردو
از دور درآمده آداب بجا آوردند و عرض نمودند که اصلح علی خان خواجه سرا ے
نواب که کل اختیار رو بدار نواب بود و بدره زر نیاز فرستاده عرض نموده که من
بدل و جان ارادت آورده ام و مرید شده ام آرزو دارم که بخدمت رسیده بیعت
نمایم از انجا که تمام کاروبار اینجا ذمه من است نواب نمیگذارد که از کول بدیگر پرگنه روم
چنان توجه فرمایند که بخدمت رسم و اگر بخاطر آید بنواب تلقین فرموده مرا طلبند
و این سخن و نذر سوا ے حضرت صاحب دیگرے را معلوم نشود همان وقت
حضرت صاحب فرمودند این جواب تعلق از روبروداروند هم همان وقت گرفته
خواهند شد زود بروید و این زر نیز همراه برید چرا که وقت نماز است مردمان مے آیند و
این همه یک معلوم خواهد شد هرچند عرض نمودند که از نیاز است باشد و او غلام است
و بسیار آرزومند است نموده که قبول شود قبول نکردند آنها هردو همیان گرفته بیرون
مے رفتند که شیخ خیر الله کنبوه که مرید صادق بود و از وقت واقف اکثر از همه اول
مے آمد نامبرده از دور درآمدن آنها را دیده متعجب شده که کدام اند و چرا آمدند و زود رفتند
چون روز برآمد حضرت صاحب تبسم فرموده فرمودند که امروز زر لک واپس دادم

وسے گذشت بیان کردند ثانی الحال بعد عرصہ معلوم شد کہ این فرستادہ نواب بود کہ براے امتحان فرستادہ"

آپ کے روزمرہ کے سب اوقات منضبط تھے دن بھر آپ وظیفہ مین رہتے بعد عصر ملاقات کا وقت مقرر رہتا آپ کی عبادت مثل عام لوگون کی عبادت کے نہ تھی بلکہ جو خاص اولیاء اللہ کی صفت ہونی چاہیے وہ آپ مین تھی حد سے زیادہ خضوع و خشوع نماز مین فرماتے تھے آپ کی عادات بھی سلف صالحہ کے مطابق پائے جاتے تھے حضرت صاحب النجات فرماتے ہین "

از ان وقتیکہ شعور یافتم حضرت صاحب را دیدم تا وقت وفات خمیازہ و آروغ گاہے ندیدم روزے درجاے نشستہ دیدم کہ ابنیا را آروغ و خمیازہ نبود از انوقت گویا تخصیص ہا تے درین تفحص بودم ہرگز گاہے ندیدم و گاہے خندہ و قہقہہ ہم ندیدم بعض وقت کہ نہایت خوش می شوند رومال بر دہن مبارک مے نہادند و چہرۂ مبارک قدرے سرخ میشد طاقت جسم بسبب ریاضت شاقہ ہرگز نبود بسیار ضعیف و نحیف بودند نماز اکثر نشستہ میخواندند و در وقت خواندن نماز چنان متوجہ و مستغرق مے شدند کہ جز ارکان نماز اصلا و دیگر خبر نمیداشتند روزے وقت نماز عصر مار سیاہ از سقف مسجد بیرون افتاد اول پیش حضرت صاحب آمد بعد ازان

پیش امام آمدہ درجائے کہ امام سجدہ میکند ہیچ خوردہ بفراغت نشست باز
روانہ شدہ پیش حضرت صاحب وازانجا باز پیش تمام مقتدیان آمدہ باز گردیدہ
پیش حضرت صاحب آمدے باز چنین گردش کرد مقتدیان وامام ترسان
وہراسان بسبب آنکہ حضرت صاحب نگروند استادہ ماندند نوبت سیوم محمد افضل
کنبوہ برخاست وازپا پوشش سرش کوفت وباز وخل نماز شد بعد نماز ہریک
آہستہ آہستہ شکرگزاری محمد افضل مے نمودند کہ ہمہ را ازین موذی خلاص کردی
ورنہ بندے حضرت صاحب فرمودند کہ چیست ہمہ ہا قصہ مارسیاہ تمام عرض
نمودند فرمودند کہ مارا اصلا ازین خبر نیست ؎

نہ ہمین نشستن و برخاستنت ہست نماز		دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چہ سود

بہرحال آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بے حد و پایان ہیں ہیں
مگر زور قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ ایسے پُرزور واقعات کا محاصرہ کرسکون
ہندوستان اور دیگر ولایت میں اکثر بڑے بڑے شخص کہ یا شناس درگاہ
سے فیض یاب ہوئے اور ہوتے ہیں -

آپ کا انتقال دسوین محرم روز عاشور ۱۱۴۲ھ کو ہوا بعد وصال آپ کے مزار پر
باہتمام بعضے امرایان معتقدین ایک بہت بڑا گنبد تعمیر کیا گیا رفتہ رفتہ اور مکان بنے

سے گئے چنانچہ اب اسوقت ایک بڑے احاطہ مین وہ درگاہ قائم ہے جس مین علاوہ اس گنبد کے متعدد صحنچیان اورکمرے ہین جو مزارات سے معمور ہین۔ آپکے انتقال کی تاریخین اکثر مورخین نے لکھی ہین منجملہ اُنکے دو ایک تاریخین جناب میر غلام علی آزاد کی مصنفہ درج کیجاتی ہین جو لطف سے خالی نہین ہے

بیدار دلے رفت سوے محفل قدس ۔۔۔ بربست ز صحراے جہان محمل قدس

تاریخ وصال او خرد کرد رقم ۔۔۔ صاحب برکات واصل منزل قدس

ولہ

سید کامل روشندل صاحب برکات ۔۔۔ رفت زین عالم و با حضرت حق یافت وصال

کرد آزاد رقم سال وفاتش بدو لفظ ۔۔۔ یوم عاشور ہزار و صد و ہم چہل و دو سال

ولہ

نگارین خامۂ من خون فشان است ۔۔۔ ورق صحراے خونی ارغوان است

کہ بود امروز سید برکت اللہ ۔۔۔ بگلگشت گلستان ارم راہ

چراغ اہل معنی قبلۂ دین ۔۔۔ مہ اوج کرامت قطب تمکین

بدست دل زند اہل عبادت ۔۔۔ ز نقش پای او فال ارادت

کند تا وصف او تا کے تکلم ۔۔۔ دو عالم در صفات ذات او گم

وصالش روز عاشورا ازان شد	کہ با سبطین جنت روان شد
نوشتم سال تاریخ مکرم	فنا فی اللہ شد آن پیر محرم
دگر تاریخ او برسے کشم آہ	وصالش یوم عاشورا حسبنا

آپ کی شادی بلگرام مین سید مودود بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی کی لڑکی سے ہوئی اور اُن سے دو لڑکے اور تین لڑکی پیدا ہوئین آپ کے انتقال کے بعد دونون صاحبزادے جدا جدا سجادہ نشین ہوئے اور اُس زمانے سے دو خانقاہین قایم ہوئین چنانچہ ایک خانقاہ بڑی سرکار دوسری چھوٹی سرکار کے نام سے مشہور و معروف ہین اس درگاہ کے صرف کے لیئے شاہانِ سلف کے زمانہ سے چوبیس دیہہ معاف ہین جنمین سے علاوہ حق تولیت و جایداد آل تمغائی ایک معتدبہ رقم صرف درگاہ کے لیئے مقرر ہے جسکا اہتمام و انتظام بہ قاعدہ مستمرہ وہ کمیٹی کرتی ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے برضامندی جملہ پیرزادگان اولاد حضرت مقرر ہوتی ہے علاوہ اِس جایداد موقوفہ کے چار سو چوبیس روپیہ چار آنہ سالانہ بطور پنشن گورنمنٹ سے ملتا ہے جو شاہان سلف سے مقرر چلا آتا ہے -

اب مین اپنے دیباچہ کو ختم کرتا ہون اور ناظرین کی دلچسپی اور آگاہی کے لیئے

آپ کا شجرہ نسب اور وہ وصیت نامہ جو آپ نے اپنے صاحبزادے کے نام
لکھا ہے درج کرتا ہوں وھو ہذا۔

آل محمد و نجابت اللہ سلامت باشند این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن
عمل نمایند و این رسالہ را ہموارہ با خود دارند باید کہ مشغول بیاد الٰہی باشند و
بکتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از تمام خود بلا جنبش نہ نمایند و بجانب اغنیا و
مردم دنیا نروند و بزیارت قبور و بدیدن عالمے کہ وصلے داشتہ باشد یا آنکہ
ظاہر او بدین و دیانت آراستہ باشد البتہ روند و دیدن او را سعادت کونین
دانند و ہیچ کارے و مطلبے بجا کو بکسے رجوع نکنند کہ سازندۂ کارہا کارساز است
و حسبۃ للہ برائے کار خلق با ہر کس تملق و لجاجت نمایند کہ باعث ثواب است
روزے حاکمے با این عاجز برائے کارے مخالفت کرد و در گذر کردہ شد
اکثر عزیزان باو ملتجی شدند قبول نکرد و گفت اگر فلانے مرا رقعہ نویسد از این
کار و انکار بگذرم عزیزان باین محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نوشتن بکد و جہد پیش
کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ؎

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد	صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

خواند و باز آمد و موافقت نمود بہر حال در یاد او باشند و بہر آن ففروا الی اللہ و لا تقنطوا

من رحمة الله و توکلوا علی الله بر دل و جان و زبان جاری دارند و طریقهٔ ظاهر را باسلوب
لاردو لاکد پیش سازند و شعار دین را هرچه تقیید تکلف کرده آید دریغ نکنند
جاهدوا فی سبیل الله آری جهاد اکبر همین است که خود را آرام ندهند تا که آرام نیابند
محاربه بنفس کنند و بحکمه رجوع نشوند و بر خلق هرگز هرگز اعتماد نکنند
و بایشها محتاج نشوند ه

بالغ هر احدی حاجت سه دو صنوبر است		شمشاد خانه پرور ما از که کمتر است
نصیحتی کنمت یاد گیر و در عمل آر	ه	که این
مجموع سستی عهد از جهان سست نهاد		که این ع

المقصود علم و عمل پیش گیرند بران مغرور نشوند و آرزوی آن کنند که چشم گریان
و دل بریان و عمل خالص و اجابت دعا و رفاقت درویشان و مسکن مسجد و آه درونا
و اخفای حال از مدد الهی و از فیض عالم پناهی میسر شود آمین هم درین بودم
که دل با من عتاب کرد و جانم پیچ و تاب نمود مطابق قول مشهور که خود فضیحت و
دیگران را نصیحت است تا همواره موی تو سفید شد دلت همچنان سیاه است
ظاهرت آراسته و باطنت تباه پس کار خود بنشین و بر حال خود غم و ماتم نمای کدام
حسنه از تو سر زده که دیگری را نصیحت پیش می آئی و کدام حمیده را سر انجام داده

کار شادی می فزائی بس کن و وقت از دست مده ؂

بنشین پس کاز دیدہ بردد رز	از نار فراق خود ہمے سوز

این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آن چنان باش کہ می نمائی یا آن چنان نمائی کہ
مے باشی چون نیک نگریستم ازان ہمہ بہترم کہ دل گفت آہ صد آہ ؂

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

بس کردم توبہ نمودم خموش گشتم بجوش و خروش آمدہ بودم بودم بار بہوش رسیدم
یخرج الحی من المیت بمنہ و کرمہ۔

شجرۂ نسب

نام	سنہ ولادت	سال وفات	جاے مزار
سید برکت اللہ	سنہ ١٠٧٠ھ	١٠ محرم سنہ ١١٤٢ھ	مارہرہ ضلع ایٹہ ممالک مغربی و شمالی
میر سید اویس	٠	سنہ ١٠٩٧ھ	بلگرام ضلع ہردوئی
میر سید عبد الجلیل	سنہ ٩٧٢ھ	سنہ ١٠٥٧ھ	مارہرہ
میر سید عبد الواحد	سنہ ٩١٢ھ	سنہ ١٠١٧ھ	بلگرام

سید ابراہیم	۰	۰	۰
سید قطب الدین	۰	۰	۰
شاہ بدہ	۰	۰	۰
سید کمال	۰	۰	۰
سید قاسم	۰	حدود سنہ [illegible]ھ	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید نصیر	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید محمد	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید عمر	۰	۰	۰
سید محمد صغریٰ	۰	۱۰ شعبان سنہ ۱۲۴۵	بلگرام
سید علی	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید الفتح ثانی	۰	۰	۰

سید ابوالفراس	۰	۰	۰
سید ابوالفتح واسطی	۰	۰	واسط
سید داؤد	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید یحییٰ	۰	۰	۰
سید عمر	۰	۰	۰
سید زید دوم	۰	۰	۰
سید علی	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید علی عراقی	۰	۰	۰
سید حسین	۰	۰	۰
سید علی	۰	۰	۰
سید محمد	۰	۰	۰
عیسیٰ موتم الاشبال	سنہ ۱۱۵ھ	سنہ ۱۶۶ھ	۰
سید زید شہید	۰	سنہ ۱۲۱	۰

نام	ولادت	وفات	مدفن
حضرت علی امام زین العابدین	سنہ ۳۳ھ	سنہ ۹۴ و ۹۵ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام حسین علیہ السلام	سنہ ۴ھ	۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ	کربلائے معلی
حضرت علی ابن ابی طالب زوج سیدۃ النساء بتول زہرا دختر محمد رسول اللہ صلعم سیدۃ النسا	۲۳ برس قبل ہجرت	سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف

قطعہ تاریخ از حقیر علی احسن آحسن عفی اللہ عنہ

اللہ الحمد مجمع البرکات — گشت مطبوع در بہین اوقات
وہ چہ تصنیف با کمال انیست — وہ چہ تالیف بے مثال انیست
کوزۂ کاندران بود جیحون — صدفی کاندران در مکنون
نظم او آتش چہ جوش دل افزود — نثر دلچسپ ہوش دل بربود
جادۂ شاہدان باغِ سخن — رونق افروز شد بصحن چمن
اہلِ معنی سبق ازین گیرند — اہل دل ذکر حق ازین گیرند
الغرض این ذخیرۂ حسنات — ہست تصنیفِ صاحب البرکات
مختصر گفتہ است دیوانے — کہ پئے عاشقان بود جانے
مثنوئ ریاضِ عشق نوشت — چہ ریاضے کہ رشکِ باغِ بہشت

قطعهٔ جوهری نموده رقم — عشق درویش شد سپرد قلم

قلمی شد عوارف هند — حل نموده معارف هند

پارهٔ مشتمل سوال و جواب — جمع کرده برای استصواب

برکات اهل دل ازان یابند — حسنات اهل دل ازان یابند

نیز حالات آن خجسته خصال — جمع کردم به واقفیت حال

چون مرتب شد این ذخیرهٔ پاک — مدد سال خواستم ز ادراک

هاتف غیب وان ز چرخ کهن — داد آواز کای علی احسن

سال ختم وظیفهٔ عشقی — گو مرتب صحیفهٔ عشقی

۱۳۱۵ھ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

بیا ای دل بجولان در صفات مهر سیالها | که کار عشق نگشاید بتدریس مسائلها

شکار شوخ چشمی شو که در میدان بیدادش | بهار خنده میدارند زخم نیم بسملها

ندانم هیچ ازین گفتن بچشم جان اگر بینی | ز هر رنگی نمودار است آن صید افگن دلها

بوحدت غوطه زن تا از دو کون آسودگی یابی | که دریا رفته را یاری نیارد کرد ساحلها

ز جام می کجا تسکین پذیرد اضطراب دل | جگر خون گشتن اینجا مینماید حل مشکلها

همین بیتابی دل بس بمعنی میدهد همدم | دگر مجنو و برفتار محبت راه و منزلها

دل مخمور عشقی بادهٔ شیراز می خواهم

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها

من آن جامم که پیشم سجده می آرد سر مینا
بجام من چه می بینی که باشد فر مینا

همایون قطره ام بحر عدم و صفم نمیدانی
که از خمخانه سیری کرده ام تا کشور مینا

بدیوانخانه خم گردر آئی بنگری هردم
حساب بیخودیها میشود در دفتر مینا

چه باک از نامه گر هستی و پندارم رقم دارد
چو ساقی دار و گیتی بپکند در محشر مینا

اگر سیل سفر داری ز هستی تا عدم جانم
تعالی الله بکاست سیر ساند رهبر مینا

نمیدانم ثنای او ولیکن اینقدر دانم
که سامان محبت می براندازد مینا

خس و خار خرد آلایشی دارد بمن عشقی
بسوزد گر مغان من گذارد اخگر مینا

زهی نور بسیط است این چگویم آب و تابش را
زهی تا مه چه بینیم حسن حجابش را

حباب باد ریا آشنا شد آنچنان هردم
که چندان موجها کردند پرگرد و رکابش را

ترا ال دل بجو دگر و کند صد نافه چین بوید
بصحرای جنون سوی تو نباشد ضطرابش را

تو نیلوفر چه غافل میشوی از دیده ام بنگر
که در هر ذره می باید شعاع آفتابش را

زبان گز نیزه‌ای آشنا شد در سخن گوئی
بجای حرز جان دارند اهل دل کتابش را

دل از گرمهای هجران سوخت لیکن این امیدم
که رنگ و بوی جانان انچه سان آید کبابش را

همین یک مصرع ناصر علی آمد خوشم عشقی
بود حکم پری در شیشه‌ها زنگ شرابش را

اکنون خیال باده در سر فتاد ما را — هان واعظا برون شو پندی مده خدا را
در صومعه ندیدم چندانکه بس دویدم — آن می که مستی او شاهی دهد گدا را
وی پیر دیر با من میگفت از ترحم — میخور که راز پنهان خواهد شد آشکارا
جامی که جم ندیده ای ساقیا بمن ده — کز بیخودی ندانم احوال ملک دارا
زین بحر بی نهایت در پیچ و تاب ماندم — ای دوستان خدا را گویید آشنا را
سرگشتگی که دارم از من مپرس جانان — از نوک خار پرسی حال برهنه پا را

هر شعر بیکه گفتم هر لولوی که سفتم
از کاشفی بدان فیض است عشقیا را

کدام فتنه ز عشق تو در سر است مرا — که از دو کون تهی کرده است دست مرا
به تیغ تیز کشندم نی رها کنند از دام — ز حیرت است که صیاد چون به بست مرا
براه راست فنا میروم ز بهر وصالی — که در وصل نشود زین بلند و پست مرا
ز جام و شیشه شناسم نه باده گلگون — نگاه ساقی من کرده است مست مرا
فغان نیم شبی گریه سحرگاهی — ز کار خانه عشقت همین بس است مرا

خیال قامت او دلنشین ما ست مگر
که کرده است شب و روز خودپرست مرا

چہا نشست که در بزم دوست دشنهٔ او
چراکه ساخت آه بلند پست مرا

سگے بدام روم گاه در قفس آیم
همین بس است بشوق تو بند و بست مرا

ز غنچه تنگدلی مشق می کنم عشقی
نه شور هجر نه ذور وصال هست مرا

نرگس مخمور ساقی میکند شیدا مرا
یک نگاهش میدهد بیهوشی صهبا مرا

گر دو جان گو بروانیم سر و سودا خوشست
لاف بنود نقد جان دادن درین سودا مرا

غرق طوفان ساز یارب چونکه تنگ آمد دلم
اشک غمازی که هردم میکند رسوا مرا

زخم ناپیدا و پیدا درد ها صد حسرتم
در سر و در سینه و در دیده و در پا مرا

زلف پرپیچ تو بر حال پریشان دلم
دو گواه متفق لفظ اندوالمعنی مرا

آن لب شکرفشان و گردش آن نرگسش
میدهد صد جان و هردم میبرد از جا مرا

عشقیا بر شوکت آشفتگی نازم کزو
فرش جمشید است در پا خار هر صحرا مرا

نے چو منصور انا الحق وار شد منظور ما
آه ما دار است و جانم بر سرش منصور ما

جسم ما طور است و جان موسی است سیدم [illegible]
صد تجلی مینماید نالهٔ پرشور ما

یافتم مجنون ما خود عین لیلی ست لیک
کس چه داند اعتبار و حالت معمور ما

خاتمی دارد سلیمان دلم اما چه سود
می نگیرد موعظتهائے که گوید مور ما

دیده ام هنگامهٔ عیسیٰ است در سر چیست
التفات ای کاشفی بر تشنهٔ مخمور ما

گر خلیل دل رود بر آتشین عارض چه باک
از لبش هر دم شود بردا و سلاما سور ما

گر نهنگ لا به بند آید همین کام است و بس
گریه صد طوفان نماید چشمهٔ معمور ما

عشقی الانسان سری خود نبی فرموده است
حیف نعمتهائے خود را می نه بیند کور ما

ز خود رفتن هم آغوشی است با آن دلستان ما را
سبب جز آب ننماید غواصان دریا را

چو نیلوفر هم پیداست زنبور سویدائی
تو ای خورشید کی تابی که بگشایم معما را

بدشت وحشت آهوئے دلم دیوانه میگردد
مگر زلف پریشان تاب داد این صید سودا را

سویدا دانهٔ عود است و دل چون مجمری ماند
بیا اے آتشین رو بر زن بوئے آب ده ما را

گشاید غنچهٔ دل از نسیم آه می باشد
صبا کارے نمی سازد درین گلزار دلها را

خرد چون پشه بگریزد ز دود آه شیدائی
چو عشقی آب می آید تبسم میکند جا را

اے خداوند کرم هر بستر شوایں بے بهرہ ها
استیانیست وہ کہ لقشا سد و دوزخ مهرو را

بے نیاز ایک نیاز آوردہ ام بر درگہت — کے پذیری چونکہ میسوزیم و زخود زہرہ را

تا چو گم ناسیم جز ناست نمیدانیم ہیچ — رغبتے در دل نمیدارم کہ خواہم شہرہ را

گر بہ جمعت تو سرائیم یک غزل از جان و دل — اے خوش آن ذوقے کہ رقاصی نمایم زہرہ را

اے صبا از عشقیا با کاشفی گوئی ز عجز

التفاتے کے نمائی ساکن مارہرہ را

الا اے پارسا خود کی رسی از رست و شو اینجا — کہ از خون جگر سازند مشتاقان وضو اینجا

زبان آرست دل نارست کے حاصل شود مطلب — خیال مطربان داری کہ میسازی گلو اینجا

دعاے مسکنی واللہ یک آہ گر گزاری تو — بباب مستجابے را کہ بخشد رو بہ رو اینجا

ہمہ ذکر اللسان ہذیان است ذکر القلب صحیح آ — کہ ذکر الروح راحت داد یارا مو بمو اینجا

چہ ہشیارم و گر مستم کہ ہستم زان او ہستم — مگو با من کہ تو خود کیستی اے سخت گو اینجا

ہر آن وعظے کہ واعظ میکند با وحی ثابت گر گویم — بقرآن مجیدش خواندہ ام لا تقنطو اینجا

تفکر کن در آلایش تو عشقی در ہمہ جا بیش

کہ ذاتش بس عیان است این و لا تتفکروا اینجا

رشک گلزار ارم روے شما — مشک حسرت برد از بوے شما

پابگل بنہ است ہر سرو سہی — زین خرامان سرو و لب جوے شما

غمزهٔ خون‌ریز پر دل کارگر
تا چه خواهد کرد گیسوی شما

باغ جنت از جمالست دو بر
عطرها یک شمه از بوی شما

چون نباری از دو فا چوگان ناز
خویش را چون سازم گوی شما

زندهٔ جاوید گردد عشقیا
هر که باشد کشتهٔ کوی شما

دور سازی چو پردهٔ لا را
بنگری جلوه‌های الّا را

الف و لام را چو سطر بکنی
تا بیابی تو حلقه‌ها را

ذکر و مذکور و ذاکر است همه
همچو موج و حباب دریا را

در صف عشق سر همی گیرند
حیف باشد اگر کشی پا را

وحدت و کثرت یکی گردد
خویش را گر نفی کنی یا را

ابجد عشق مشق بیخودی است
هان گزاری حساب با تا را

بشنو و گوش دل چو هوش کنی
که چه ساز است نغمه‌ها را

در حریم فنا گزاری نیست
گر بیاری تو این من و ما را

عشقیا درد عشق می ندهند
خسرو کیقباد و دارا را

چه سرشار جنونم بجر وحشت را غبار از ما — چه پشیدایم که یابد گلشن سودا بهار از ما

بوصل تو که آغوشم جدا خمیازه ها وارد — تغافل میکنی صد آه زین بوس و کنار از ما

دو چشمت با سپاه غمزه غارت کرد دل و جان — قرار از ما وقار از ما چه گوییم اعتبار از ما

دلم برد است و دینم برد و جان برد و ایمان هم — نمیدانم چه خواهد بعد این آن شهسوار از ما

بچوگان بازیت گوی دلم جائے نمی‌یابد — بپاے آرزو از باغ جنت خار خار از ما

بواعظ هیچ نقصان نیست یاران چون نمی‌بینم — دو چشم از ما سرشک از ما و آه شعله بار از ما

همه جور و ستم از تو جفا از تو بلا از تو — وفا از ما صفا از ما طریق جان نثار از ما

ز خود بیگانه گشتم تا که در بزمش رسے یابم — برین هم آشنا نبود نگار از ما نگار از ما

نیازت هر چه خواهی کن که عشقی سر نمیتابد
نویدے با نگار از ما قرار از ما قرار از ما

بر هر که مراد نشد آه آه ما — رحمے نمیکنی تو بحال تباه ما

از شیوهٔ وفا دل و جان کردهم نثار — داد وفا نداد و گہے پادشاه ما

زاهد غرور میکند از روزه و نماز — اشک ندامت است همین عذرخواه ما

حال مرا که هست بپرس از نگاه خویش — از چین جبین برق چه سوزی گیاه ما

بے رے که میکنی بکنے سوز باز پس — عهدیست و عهد شکست داد خواه ما

تو هر چه کرده بخدا راضیم لیک
صد حسرتی که گاه نگفتی گناه ما

عشقی توقع ناله چه مسکینی بشنو
در کبریائی او نرسد این سپاه ما

نیک نامی چو رود نام تمام است اینجا
که بسالوس و بناموس سلام است اینجا

غیر باقی است ز مطلوب چه پرسی خبری
مخلص دل ز سوی مقصد و کام است اینجا

عشق داریم که بیزد همه ملک و ملکوت
چه وجود و چه عدم هر چه غلام است اینجا

برو در دل چو رسی معرفت حق بینی
خانهٔ اوست که صد گونه پیام است اینجا

هرزه گردی مکن ای کعبه رو زنهٔ فوشر
منزل دوست ز من پرس و کام است اینجا

عقل کل مست ملک مست جهان هم مست است
لله الحمد چه خوش باده بجام است اینجا

سکه رو هیچ دلم دست بهر دانه و دام
خال و زلف تو عجب دانه و دام است اینجا

نه سبو دانم و نی جام و نه خم نی باده
گر نی عشق مرا شرب مدام است اینجا

جام بر جام زدم سیر نگشتم عشقی
کاشقی رحم کنی تشنه کام است اینجا

چون نگردد دیده جان ذات را
نور دهد ارض و سموات را

روح مشاهد شو ای جان بین
لات زنی گر نفسی لات را

نغمهٔ خنداست بعرفان ببین — دور کن هر شک و شبهات را

مست شو و چون بدلم دل رسید — شرح ده خمسهٔ حضرات را

دهر همه را متحرک بسکن هم واست — فهم کنی حرکت و سکنات را

پرتو خورشید بهر ذره ایست — هان نگری منصب ذرات را

گر تو خوری شربت خون جگر — طعنه زنی بر همه لذات را

صاحب لولاک نبی الورا ست — یاد کنی صاحب برکات را

نشهٔ عشقش چه بحقی رسید
جوش زده همچو موزات را

بصحن دل چه برپا کرده ام ایوان آتش را — صد آتش میدهم از آتش خود جان آتش را

بجز سوزندگی دیگر ندارد در جگر تیرش — دو چندان میکند هر دم نفس سامان آتش را

نیم با همین از بنت و لسوز باشد — که هر دم می چشد لبهای من الوان آتش را

ز کوی دل که چندان شعلهایش تیز میبینم — بیا می بینم پروانه هر چوگان آتش را

چه عشقت مطبخی کرده است در جان بیک هجران را — صلا هی دین و دل گسترده ام من خوان آتش را

ز هجر آتشین عشقت تن و جانم همی جوشد — چه شد نوح دلم تا بنگرد طوفان آتش را

سر و با عشق همچون شیشه و سنگ است ای یاران — چه باشد شیشه تا سیری کند میدان آتش را

چه لعل بی بهایست این ز هجر تشنه کامان دل
که سنگ و دلبسان تیشهٔ آهم کان آتش را

کتاب عشق را عشقی بخواند هر تر و خشکی
که سوزد خر و گرد واکند دیوان آتش را

ازان زمان که ببستیم با تو پیمان را
چه آفتی که ندادیم دین و ایمان را

ز دیده دیدهٔ گهی دیدنش نمی آید
که این نگاه بدادند چشم حیران را

کلید جنت دیدار پیچ و تاب دل است
چه احتیاج که رو آوریم رضوان را

ز دلبران جهان جلوه دگر دیدیم
که رنگ دیگر گرفته است این شبستان را

تجلی شب تار جلوه ها دارد
بیافت خضر درین ظلمت آب حیوان را

خیال قامت او تا چه کرده ایم
که بت پرست نمود است صد مسلمان را

بسوز عشق ز عشقی همین لطیفه بس است
که نیست زهرهٔ پروانه عندلیبان را

بسوی دلبر رعنا نگاهی کرده ام پیدا
ز بازوی گدائی وصل شاهی کرده ام پیدا

کجا باد صبا گل میکند دلهای پرخون را
نسیم غنچهٔ دل راز آهی کرده ام پیدا

سراغ منزل جانان ندیدم هر طرف گشتم
به چاک سینه اکنون طرفه راهی کرده ام پیدا

گهی گرمم گهی غلطم گهی در کوچها گردم
بسامان محبت دستگاهی کرده ام پیدا

نجات من بحشر میشود آخر بحمد الله ‌ ‌ ‌ ‌ که چشم اشکباری عذرخواهی کرده‌ام پیدا

شکستی میدهم بر کشور دل هیچو جانبازان ‌ ‌ ‌ ‌ ز اشک و ناله و افغان سپاهی کرده‌ام پیدا

شدم مستغنی از کون و مکان هر لحظه ای عشقی
براهش سر نهادم سربراهی کرده‌ام پیدا

ردیف با

دلم همیشه کشد آه ناله یارب ‌ ‌ ‌ ‌ ز خوان وصل تو خواهد نواله یارب

دگر نماند مرا آرزوی جام و سبو ‌ ‌ ‌ ‌ کشیده‌ام چو من از دل پیاله یارب

کنون کتاب سبق رفت از دلم یاران ‌ ‌ ‌ ‌ که هست ورد زبانم رساله یارب

امید و بیم ز خلد و سقر نمیدارم ‌ ‌ ‌ ‌ که کرده‌ام دل خود را حواله یارب

چرا نه بارش رحمت شود بدوش و برم ‌ ‌ ‌ ‌ که گرد ماه دلم هست هاله یارب

برفت مزرع اغیار و کشت زار خلل ‌ ‌ ‌ ‌ ازین دلم که ببارید ژاله یارب

بحسن تو چه بهار است باغ عشقی را
بصحن دل چه بکارید لاله یارب

انچه جز دوستی مرغوب ‌ ‌ ‌ ‌ هرچه هستی دلا تو هستی خوب

روز آری بعالم فانی ‌ ‌ ‌ ‌ همه چیز ناسب منسوب

فیض اقدس چو سایه فگند
انتشاریم صولت کروب

طالبا یادش ار کنی از دل
یاد تو نیز میکند مطلوب

قدم و دم اگر بهوشش زنی
ساخته میشوی همه اسلوب

پیش و پس را دلانه بشماری
از دم نقد آستانش بروب

آفرین آفرین است عشقی را
که چه سان کرد دست محبوب

چه واویلاست جانم را ازین شب
مبادا هیچکس را چنین شب

برای سوزنم آهی صد آهی
که گاهی وا نبینم چنین شب

شب از ظلمت نگاهی کیسر سد
تو گویی آب حیوان خورده این شب

فراقت میکشد هر دم سه من
طلوعی کن خدارا اندرین شب

بدره و جامه شب یک شرارم
بلی با شعله همسر نیست کین شب

سیه یار و ورازست این شب من
بگیسویت مگر شد همنشین شب

حذر کن جان من بشنو ز عشقی
ز مظلومی که باشد در کمین شب

ز جوش عشق ندارد چشم حیران خواب
که خواب در سر آن دیده هیچ نقش بر آب

خیال عارض آن شهسوار شد بدلم — کجاست تاب که جانم شده است چون سیماب

بتار زلف تو تار رگم ترا خواند — چه گوشمال دهی جان من بسان رباب

ز رسم جور و جفا هست در ره جانان — که چشم رخ دگرم میدهد عذاب و ثواب

نکات عشق باوراق دل نمودار است — چه احتیاج که ره آوری بچنگ و کتاب

خیال سیر علوی و سفلی ار داری — بدل نگر که دلت هست عین اصطرلاب

اگر بدیدهٔ جان نیک بنگری عشقی
یکیست بحر چه گوهر چه موج و آب و حباب

ردیف تا

دل که از صفحهٔ خط تو سبق خوانی یافت — همه شیفتگان منصب دیوانی یافت

آفرین باد بران دل که ز هستی بگذشت — رفت زین مملکت و مملکت ثانی یافت

جان معمور که در مدرسهٔ عشق تو رفت — از سر زلف تو تعلیم پریشانی یافت

جلوهٔ وصل مجو از سر و انائی خود — هر کسی یافت چنین رنگ ز نادانی یافت

مرشد عشق چه خوش دوش مرا داد خبر — هر که آسودگی یافت ز حیرانی یافت

هر که هندوی ترا کرد طواف از سر شوق — یعلم الله که همه رنگ مسلمانی یافت

در ته زلف تو سر گشته جهان عشقی

مدتی هست کنون دولت زندانی یافت

چشم حیرت پیشه را خار و گل رعنا یکیست
دل خرابی دیده را آبادی و صحرا یکیست

از هجوم رنگ کثرت عارف خود گفته است
شیشه بسیار است اما مستی صهبا یکیست

فیض عام ساقی ما بین که از انعام او
مست و مجنون عاقل و دیوانه و دانا یکیست

در تماشاگاه یکرنگی دوئی را بار نیست
دیده و دیدار و هم بینائی و بینا یکیست

جای انصاف است جای خوابگاه هستی
کاندران بستر گدای مفلس و دارا یکیست

سالک و نور تجلی زاهد و حور و قصور
جلوه فرمای دل و جان عشقیا یا یکیست

گر همت بازیچه ساز و خانه دل جای اوست
در جنون رحمی کند بر سر که سودای اوست

از تعلق هر که بگریزد چو شبنم زین چمن
در بر خورشید تابان بی تکلف جای اوست

ساخت اول بوی گل همدوش خود با فنا
در بقا از گلستان مسکن و ماوای اوست

آنچه پیکر است پیکر و آنچ از آفت لیک خطا
صد پریشانی بهم آورد این انشای اوست

نی همین پروانه سرگردان است اطراف شمع
هر کسی بر قد هستی واله و شیدای اوست

ما و سوز دل مهیا زاهد و حوران خلد
هست مشهور اینکه فکر هر کسی بر رای اوست

گرچه پروای ندارد آن جوان از بیکسی

عشقیا را ہمہ زبان از جان و دل پیرو است

با خودم جنگ است با کس گفتگو درکار نیست — دیدہ حیران است دیگر جستجو درکار نیست

بر تن زارم چہ تشریف است از خاک رہست — تار اشکم رشتہ دارد رفو درکار نیست

جام دل از بادۂ عرفان چو لبریز است پس — الفتے چندان بہر جام و سبو درکار نیست

وسعت دل یک بیابان دست سیری کن برو — ہرزہ گردیدن بہ سیر دشت کو درکار نیست

عشق و محفل کہ سرگردے کے گنجد خسرو

عشقیا در بزم یکرنگان عدو درکار نیست

کیست کو آشفتۂ آن زلف کافرکیش نیست — عالمے برہم زن چون غمزۂ دلریش نیست

یک نگہ ہم می نبخشد ز گنج حسن خود — ہیچ گاہے الفتے بر حال این درویش نیست

جذب دل سنگین دلان را سیر باید ز خیال — سنگ مقناطیس یک آہن ربا بیش نیست

بندۂ بند طبیعت گشتہ بنیاد ہم — غافلا خر شیوۂ حیوانیت در پیش نیست

ہیچ سوداے بروز بازپرس از من مدار — کشتۂ تسلیم جانان عاقبت اندیش نیست

گفتگوے عاشقان چون نغمۂ دست ابر

بے تکلف عشقیا اینجا اختیار خویش نیست

رشتۂ سبحہ رشتۂ دگر است — تار زلفش رشتۂ دگر است

غمزهٔ یار میکشد هر دم — بهر جانم فرشتهٔ دگر است

گاه از وصل تو نگشتم سیر — طالعم را نوشتهٔ دگر است

در دو دیدم دانهٔ غم — این تماشا که کشتهٔ دگر است

عشقی از بازپرس حشر مترس

کشتهٔ عشق کشتهٔ دگر است

رسم بی ناموسی اینجا جلوهٔ ناموس ماست — گوچه ناحق شناسان جنت الفردوس ماست

ور رهِ عشق صنم یک بت پرستی کرده ام — اشک زنار است دیگر ناله ام ناقوس ماست

دلبرم از دلربائی عالمی بر دوست لیک — آنکه حیران مینماید این دل مایوس ماست

تا چه مجنون است آه و اشک و شورشهای دل — اینهمه بر من ز لطف عشق جالینوس ماست

در حریم بی نیازی خودپرستی پی نبرد — گوشهٔ دارد ولیکن بیخودی جاسوس ماست

می نسازم با کسی جز خویشتن از بهر آنکه — شعله و پروانه هم شمع و درین فانوس ماست

از خرد هرگز نسازد عشقیا عرفان درست

آنچه معقول وے آید پیش آن محسوس ماست

ز هجرت جان و دل اندوهناک است — گریبان تا بدامن چاک چاک است

من تنها ز زلفت آشفته گشتم — جهان شوریده از سمک و سماک است

ز دوریت نالها دارد دل من
علاج او بچشم سرمه ناک است

ز جام عشق مستم تا نهایتی
که این مستیم چو خود می از آب تاک است

ز خون دل وضوی عشق سازند
بلی این آب چو هر گونه پاک است

سر تنهای کو تن را ست باد
ولیکن کو محبت اندوهناک است

چو عشق آمد خرد بگریخت شفقی
جهان پاک است گر جسم کم چه باک است

کسی که دست بدامان دلبر زده است
سر از شب به چرخ زیر پا زده است

ز غم بکن ای ساقی کرم پیرای
بر این دلی که شب و روز نالها زده است

به فرمان ای که بیکس نمی ماند
بر آن کسی که سری بر در شما زده است

بجان رسیدیم و دیدم بین تو نگرد
ز روی حسن چه سان پرده حیا زده است

تباه جسم بخت نیست حالیا جانرا
که عقل و دین و دلم عشق نا خدا زده است

نه پیچ کل جواهر نیکند سیلی
ز خاک کوی تو چشمی که تو تیا زده است

بکوه و دشت برفت شفقیا ز حجره خویش
اگر حکایت کاکل صبا زده است

ولی که ذکر جمیل تو دو گانو زده است
بحال ذات کرامت مو بمو زده است

چه نشه ها که ندارم ز بیخودی در خویش — ازان صبوحی که مرا باده در سبو زده است

کسی که خاک شود سر بلند و پست یکیست — بآبرو پرسد هر که آبرو زده است

تعلقی نکند با کسی دل عشقی

چرا که هر نفسش با دو نقش هم زده است

آرزوی سر اگر دارد کسی سودا نیست — غیر سر بازی چگویم عاشقانرا کار نیست

جلوهٔ مطلق عیانست نا بی جهت — حسن هر سو دیدن عالم اینرا در کار نیست

دست کثرت را بدریای حقیقت بان فرق — آشنای خاص را در بحر وحدت بار نیست

از خیال عارضت شوریدگان عشق را — آنچه در دلها نمود است دیگر آزار نیست

گفتگوی کفر و دین در عالم وحدت کجا — نیک و بد را امتیازی سکندر بکار نیست

صفحهٔ هر ذره تعلیمی ز هر روی اوست — سر زبان در دیده ام جز جلوهٔ دیدار نیست

عشق گر داری بیا ای مشتعلیا در راه دوست

خود خرد در راه جانان محرم اسرار نیست

عالم از نور دوست در رنگ است — چه کنم لیک دیده ام تنگ است

حیف گوش دلم نمی شنود — قصهٔ عشق کز لب چنگ است

دوست نزدیک تر ز ماست ولی — خود حجابم هزار فرسنگ است

از وصالت نمیدهد بوئے — زین سبب با صبا مرا جنگ است

اے نسیم سحر تو رحم کنی — غنچهٔ ما همیشه دل تنگ است

باش اے واعظ از طریقهٔ وعظ — رسم غمدیدگان سر و سنگ است

خرد و عشق را مناسبتے — هم چو در آبگینه و سنگ است

پرتو روے تو چه سان بینم — که مرا آئینه پر از زنگ است

از غم دوست عشقیا جاری است
چشمهٔ چشم تو مگر گنگ است

مست تقدیریم اینجا شیوهٔ تدبیر نیست — گفتگوئے با کمان دارے مجال تیر نیست

دشت امکان صید گاه غمزهٔ خونریز او — هیچ منظوری نمے یابم که او نخچیر نیست

اے حباب از خود تو در زندان غفلت ماندهٔ — ورنه جز دریا نبودیت هیچ دامنگیر نیست

چشم و لب سر در هم تماشائے دگر دارد بیا — احتیاجے با حساب روز دار و گیر نیست

گرچه با عالم الفتے بانے نمیدارند لیک — سوز نے را همسری با نالهٔ شبگیر نیست

گر خرد وصف طبیعت میکند گو کرده باش
جز حقیقت عشقیا در نامه‌ات تحریر نیست

هر ستم خنده بر جگر چاک ما دل است — بهر نثار دوست زر پاک ما دل است

پروانهٔ باده نیست بشوریدگان شوق | ای جام رو که چون تُنُک تاک ما دل است
پنهان نمی‌شوی ز من خسته هیچگاه | ای جانِ جان که چون نظر پاک ما دل است
غم بود از غمی تو مرا این زمان کنون | شادان تریم بر سر غمناک ما دل است
در بزم دوست رفتگی و بیخودی ز خویش | آسان شده که بر سر ادراک ما دل است
صیدی دو کون گاه نپرانکرده ایم | زانرو که صید در بر فتراک ما دل است

از زهر مار نفس کنون هیچ باک نیست
ای عشقیا چو مهرهٔ تریاک ما دل است

برفت آن زاهدی کو هستی آموخت | کنون پیر مغانم مستی آموخت
چه سنتها کز شقاوت ندارم | ز بالای تو یارا پستی آموخت
خیال پارسائی از سرم رفت | که آه سینه از خود رستی آموخت
ز صیدی بود کز دستش برون شد | ندانم از که چابک دستی آموخت
فدا سازم جهان و جان بر آن زلف | که جانم را شکست و بستی آموخت

خرد بگریخت از عشقی خدایا
مگر آن کاشفه هستی آموخت

انوار جمال تو بهر خانه و کوهست | هر چند بسر آکه ز اطراف و ز سمت

خورشید عیان بر سر آب است به پیشی
او هست به پیش تو اگر روی نکو هست

بر چهرهٔ تو طرفه بهار است گل من
چشمان مرا اگر نگهی چشمه جو هست

وصفم نرسد بر کمر نازک او دوست
یارای بیانش نه مرا یک سر مو هست

صد ریش ز غمهای تو بر سینهٔ من شد
گر آن مژه ات رحم کند کار رفو هست

عشقی چو الف هیچ ندارد به دو عالم
از گلشن عشق تو نگر رنگی و بو هست

خاصیت عشق تب مزاج است
عاشق چه کند که لا علاج است

خشک است و گرم است خصلت او
پس آب دو دیده احتیاج است

مطلق به تقدم نباید
هر چند که سرو سعاج است

نی فهم ز موج عین دریاست
خود قول حسین در رواج است

زین بیش چه گویم این سخن فاش
خر نیست که کلیش خراج است

پیداست نشان ز بی نقابی
آن را که چو زنده زجاج است

از محفل عشق زاهد آزاد
باز آگه منزل حجاج است

گر کاشفی است بر سر ما
عشقی دو جهان مرا چه باج است

ز عیبِ مردمِ چشمم همیشه در زاریست
ندانم از چه خیالِ تو مردم آزاریست

بجنس ستیم ز بازارِ دوستی یاران
که نقدِ جان بفروشند و غم خریداریست

چه چیز نیست بچشمانِ عاشقان که رود
ز خوابِ سیر ودو ز خیال بیداریست

ز می فروش همین مسئله بس است مرا
که بیخودی بره دوست عین هشیاریست

هر آنچه هست درین ره بخاکساری هست
که خاکساری عشاق عین سرداریست

کجاست بلبلِ شوریده تا دهم پندش
که گل نقاب ندارد چه جای خونخواریست

جگر غذاست ز خون شربت است سیدام
که از طفیل غمش کار و بار باجاریست

ز عشق صفحه نویسند عشقیا عاشق
خرد چگونه نماید گزین هنر عاریست

مرا و چوپانیم و راہے درین است
چون گدایانیم و شاہے درین است

سید و یعقوب من در دشت غم
یوسف و کنعان و چاہے درین است

کوہ من با لالہ و گل رو کند
حیف لعل بے بہاے درین است

یک صلاے میزنم اے برق حسن
ریختہ یا سازے کہ گاہے درین است

جان من جور و ستم بر من مکن
احتراز اے کن کہ آہے درین است

دین پناہم خواستم از ہر رہے
سروری و قطبی پناہے درین است

عشقیا خوش باش کم کن شکوه را
وہ ہو معلم قبلہ گاہے در من است

یاران دلِ شوریدهٔ ما خانهٔ عشق است — گنجیست سویدا که چو ویرانهٔ عشق است
در مکتبِ دل گر بسی بنگری آخر — افسانهٔ عشق است و کتب خانهٔ عشق است
از کشت دلم خرمنِ تحقیق بر آید — زانرو که سویدای دلم دانهٔ عشق است
تا چند ز کیفیتِ دل شرح نمایم — مستانهٔ عشق است که دیوانهٔ عشق است
از بیخودی و مستی دل تا چه بگویم — کاشانهٔ عشق است که پیمانهٔ عشق است
بر شمع رخت جز دل عاشق نگراید — پروانهٔ عشق است که مردانهٔ عشق است

از خیل خیالِ رخِ او سینهٔ عشقی
بتخانهٔ عشق است که خمخانهٔ عشق است

دلم در سینه یکسر جنون است — که از وے بر تنم دردِ جنون است
نه تسبیح و نه تهلیل است اینجا — صداے نالهٔ دردِ جنون است
نه تنها کوهکن دیوانگی داشت — به پوشش هر کسے بندِ جنون است
نمی آید بمکتب خانهٔ عقل — دل بیتاب شاگردِ جنون است
خرد را نیست دانی زین حال — دواے وصل در دردِ جنون است

نه از خم و پیچ و تاب بی سبب کند دل ‌‌‌ ‌ سر گرداب گرد جنون است

بمجنون داد لیلی را جنون داد
ازان رو عشقیا گرد جنون است

بدیر پیر مغان باده خواری آئین است ‌ ‌ بلی بعالم فانی هر آنچه هست این است

خموش ناصح ازین گفتگو که می نرسد ‌ ‌ بگوش او که ز چنگ و رباب تلقین است

مرا ز کفر و ز اسلام هیچ کاری نیست ‌ ‌ که زیر هر شکن زلف جلوهٔ دین است

ز انتها سخن نغز غنچه بشگفت ‌ ‌ که خویش را چو گرامی بکمال تمکین است

بزلف و آن رخ خود کرده ات چو بنگرم ‌ ‌ بچشم ترم که شب تا روز ماه و پروین است

سپهر از شب من گر سیاه بختی شد ‌ ‌ ستاره می شمرم در ستاره ام این است

ثنای دوست در اوراق عشقیا پیداست
ازین سبب همه مضمون نامه رنگین است

دلا در سینه راز درد و غم پوشیده نیست ‌ ‌ گرچه آخر این شراب بیخودی جوشیده نیست

جز که خاموشی ندارد بهره پیش اهل دل ‌ ‌ جلوهٔ آئینه گر خواهی نفس ورزیده نیست

همچو صرصر سرسری نتوان گذشتن زین چمن ‌ ‌ بر بساط رنگ گل ظالم دستی پیچیده نیست

گر سکندر دو عالم در دست باشد هوس ‌ ‌ دست صحرا دل از چشم باطن دیده نیست

کار بالعکس است در راه محبت دوستان
خنده اینجا گریه آید گریه‌ها خند نیست

اندران صحرا که شیر انداگر زنگاه است و بس
عشقیا راهش ز شاه کابلی پدید نیست

بسوی دوست پیام رسان فغان خوب است
چو نامه بر نرساند بدیجان خوب است

بدیده ام همه خوبان و خوبرویان را
خدا گواست که هر گونه آن جوان خوب است

ز بی نشان خبری میرسد هم اگر شنوی
بجویش ز دو در آئی که این نشان خوب است

بگو بزاهد خلوت نشین که بر سر دیر
ز بهر عقده دل نشئه مغان خوب است

بکام گر نرسیدم و گر فغان نکنم
که تا در آنچه رضای تو شد همان خوب است

ز چشم سر نتوان دید رنگ معنی را
چو دیده جان بگشاید همه جهان خوب است

[illegible] بجان و دلم بهر لعل اوست ببین
که گرگ خوب و رمه خوب و هم شبان خوب است

مراست ورد زبان گفتگوی سوز و گداز
که یافتم ز بیانها همین بیان خوب است

چه سان رسد به ثنای جمال او عشقی
که عقل کل نرسید است آنچنان خوب است

گرت دلیست بیا و ببین بهار بسنت
که عکس روی کسی داده کار و بار بسنت

بچشم اہل بصیرت که دید جان دارد
دگر بسنت هویداست زین بهار بسنت

ز حسن عشق عجب رنگ و داغ پیدا رد
بلند مشربی بین به لاله زار بسنت

بهار جلوهٔ گل هر کسے نمی فهمد
ز عندلیب بپرسید اعتبار بسنت

بسیر گلشن و گل نیست الفتم اکنون
بدل رسیدم و دیدم دگر بهار بسنت

چه جوشها که ندارد چمن بجلوهٔ خویش
نگاه رنگ گرفته است در کنار بسنت

ز رنگ و بو شده آماده کلبه ام عشقی
اگر صبا گذرے کرده از دیار بسنت

دل سالک خزینهٔ شاه است
بے تکلف کلید او آه است

دیدهٔ عشاق را به بین که درو
بے شب و روز جلوهٔ ماه است

کار هستی کجاست در رهٔ عشق
مرد جانباز بر سر راه است

دل محزون و لذت آن بخش
زین دو لو دوا عجب چاه است

خرم آن کو ز خویش بے خبر است
وہ خوش آنکس که از خود آگاه است

چه قدر ناز میکنم بر دل
که دل من ترا هوا خواه است

در عبارات عشقیا بینی
همه وصف و ثنای الله است

اگر بخود نرسی خود نمائی آسان نیست
چو از خودی برآئی خدائی آسان نیست

چه دست و پا زنی ای صید پای بسته بدام
ز پیچ و تاب دو زلفش رهائی آسان نیست

گذار بند طبیعت مجرد از همه باش
و گر نه اے دل نادان گدائی آسان نیست

چه شورشے که ندارد نهنگ و موج و حباب
درین محیط ولا آشنائی آسان نیست

بیا و دامن دل گیر گر غمش داری
جز این وسیله بجانان رسائی آسان نیست

ز قعر آب بیندیش و پا بجد بگذار
خدا گواست که این ناخدائی آسان نیست

فشان ز سر دو جهان دست عشقیا ورنه
بحال دم زدن بینوائی آسان نیست

ردیف شین

بذکر خیر تو داریم آرزو یا غوث
ز یاد تو دگرم نیست جستجو یا غوث

منم مرید غلام کمینه در تو
ز خاک کوی تو ما راست آبرو یا غوث

توئی که نام تو باشد محمد ثانی
توئی که یاد تو گویند چارسو یا غوث

فضیلتے که ترا است تا کجا گویم
جهانیان همه خوانند کو بکو یا غوث

مرا محبتے که دارم وسیله بیچ کے
که غیر تو دگرم نیست جستجو یا غوث

ز باغ قرب اولیا گل اندوے
تو آن گلی که هویداست رنگ و بو یا غوث

طمع ز فیض تو عشقی همین کند هر دم

بجرعهٔ پیر نود ساله جوان سازد
چنین کمالِ قدح بینم و جمالِ قدح

محب باده کشی گر کند شود محبوب
دگر چه شرح نمائیم ازین مآلِ قدح

متاع هر دو جهان در نظر نمی آرد
هر آنکسی که دمی دیده است حالِ قدح

کجاست طالع اے عشقیا که بعد وفات
ز خاک این تن زارم شود سفالِ قدح

ردیف خا

ز شوقِ تو شده دنیا و دین تلخ
ندانم چون کنی با ما تو کین تلخ

اگر زهر است در یادِ تو نوش است
که بی یادِ تو گردد انگبین تلخ

ز لبهای تو شیرین نیست کامم
مگر بختم رساند اینچنین تلخ

بهشت برین که رو کردم ز مسکن
ندیدم حاصلی غیر از همین تلخ

بخاک افتادگان کوی جانان
نماید مسندِ خلدِ برین تلخ

خمم کاهم غمیم ناتوانم
جبینِ برق چون سازی چنین تلخ

خسرو با عشق هم پهلو نسازی
که عشقی خوش نه آید همنشین تلخ

ردیف دال

دل از خیال زلف تو در تاب میشود
در دیده ام ز مهر رخت آب میشود

صد جلوهٔ دعا بسرش رنگ میدهد
آنرا که چاک سینه محراب میشود

بر خویش گردشے بکن و پا برون منه
معموره ایست سیل چو گرداب میشود

از نیستی مترس که کاریست بوالعجب
والله که سلب باعث ایجاب میشود

از کم گریستن بکن اے دل ملالتے
شاید که رفته رفته چو سیلاب میشود

یکدم بگلشنے برو و جوش گل ببین
وصف جمال دوست ز هر باب میشود

زور خسرو نه لایق عشق است عشقیا
کاین دفترے بعالم اسباب میشود

وصف رخ تو بر ورق جان نوشته اند
نے نے غلط بصفحهٔ ایمان نوشته اند

آنی که مدح وصف جمال کمال تو
از خامه بهار به بستان نوشته اند

با خوبی تو هیچکسے همسری نکرد
افسانه ایست اینکه ز کنعان نوشته اند

آرے ز عکس روئے تو رنگی گرفته است
هنگامه که از رخ خوبان نوشته اند

از دیده اشک سیل روانست دمبدم
شاید که این سفینه ز عمان نوشته اند

آنها که شور بحر محبت شنیده اند
از اشک چشم قصه بدامان نوشته اند

در رفتن منازل دل ره روان دل
اول قدم بچاک گریبان نوشته اند

سال تولدم همه تقویم دان شهر	روی حساب شایق خوبان نوشته اند

۱۲۱۰

روز ازل نصیبهٔ عشقی به راه عشق
با شاه کالپی همه پیمان نوشته اند

گشت دل چاک بسوی تو دری پیدا شد	رفتم از خویش بسی بال و پری پیدا شد
بود صد فکر که چون ره بوصال تو برم	همدرین سو غمت رهبری پیدا شد
نام بی ننگی و دیوانگی بر سر من	آنچه پیداست ازان پر هنری پیدا شد
تخم غم ز آب سرشکم شجری آه نمود	لخت دل قطرهٔ خون برگ و بری پیدا شد
رفت افسانهٔ محبوبی یوسف ز جهان	حالیا قصهٔ آن خوش پسری پیدا شد
از بلاست نشو پیچ دلم را اندوه	شکر لله که مرا در گری پیدا شد
صبحدم زلف و رخت خیالم بنمود	سحر و شام عجب زین سحری پیدا شد
سرگشته بدم بیابان هیچ فلاحی نرسید	سر زدم در رهِ او تاج و سری پیدا شد

واعظا هیچ نصیحت منما عشقی را
خبرت نیست که یک بیخبری پیدا شد

گر شب تا ز خودی پرده دریدن گیرد	صبح مقصود بصد جلوه دمیدن گیرد
لب میگون تو ز رو ذره که در آید بنظر	اشک چون دانهٔ یاقوت دویدن گیرد

بس رسا آمده این شیوه اگر شیفتهٔ — دیده کو و دل بچکیدن نه تپیدن گیرد
زاهد از جلوهٔ آن فتنهٔ خوبان بیند — سنگ بر سر زدن و دست گزیدن گیرد
گر شود طائر دل صید نگاهش والله — نه رمیدن نه دویدن نه پریدن گیرد
جام یکرنگی وحدت بکسے باد حلال — که ز خود رفتن و در خویش رسیدن گیرد

عشقیا گوش دل ار وا شود از شورش عشق
رمزے از هر در و دیوار شنیدن گیرد

ز تنم تمام درین جگر اعتبار دارد — که بهار لاله هر دم ز نگاه یار دارد
نه جگر فرو گذارد نه ز سینه هیچ جائے — نگهت چو تیر کاری سر اشتهار دارد
چه خوش است جانم از دل شب وصل نثار دارد — که عنان بیقراری بکف قرار دارد
بجدا ز خود برآیم که خدائے من نپرد — که بجو و نهفته ماندن بجدا چه کار دارد
بروم بکوه و صحرا ز جنون صلاح بینم — که شنیده ام بعشقت سر کار و بار دارد

نه منم اسیر بندش که کمند زلف جانان
چو تو عشقیا هزار دم دل بیشمار دارد

جگر از نوک مژگانت بهار تازه میدارد — کجا زائل شود رنگش که هر دم غازه میدارد
اگرچه لخت لخت دل شدم لیکن بحمدالله — خیال تا ز زلفت هر دمش شیرازه میدارد

جنونم وحشت آبادی است یکشهر رسوائی | که هر دم کوس شهرت را بلند آوازه میدارد

خیالش هم نمی‌آید ز استغنا در آغوشم | برین هم بازوی امید صد خمیازه میدارد

معانیهاست در هر مصرع رنگینگری عشقی
چو زلف یار کو مضمون بی اندازه میدارد

کسی در راه محبوبان قدم زد | که اول بر سر هستی قلم زد

خیالم بوسه بر دان لعل او دوش | چگویم کار عیسی از لبم زد

چمن شد سینه‌ام از عکس رویش | دلم صد طعنه بر باغ ارم زد

شناسای بدریای محبت | نمی‌آید کسی از خویش دم زد

من از بال هما پراندم | که عشقت سایهٔ خود بر سرم زد

ز فیض درد عشق آن جفا جو | دل من نالهای زیر و بم زد

چرا رنگین نباشد نامهٔ من
که عشقی از ثنای او رقم زد

ننگ میدانم دلی کاشفتهٔ یاری نشد | کور باد آن دیده کو حیران دلداری نشد

خاک باد آن تن که هم آغوشی محبوبی نکرد | چاک باد آن سینه کو از غمزه افگاری نشد

سر نه پنداریم کو سرداری داری نکرد | پا نه بشماریم کو شوریدهٔ خاری نشد

رفت منصور از صفا در پیشگاه دوستی — بر سر دارے چرا و چوپای دیدارے نشد

گل ز استغناے خود یک عشقے ار دو ولے — عندلیبم را ز آه و ناله انکارے نشد

تا که با خود آشنا شد دل گذشت از دین و کیش — هیچگه او را خیال سبحه زنارے نشد

بے تکلف عشق گر داری بیا در بزم دوست
از خرد در راه جانان عشقیا کارے نشد

در حلقۂ آن زلف بہار است ببینید — از ہر مژه صد سینه فگار است ببینید

یار است نمودار بہر جلوه که بینی — در ہر حدقه دیده دو چار است ببینید

وابسته نشد ہیچکس از تیر نگاہست — یکجان جہان صید و شکار است ببینید

آشفته دلم بر سر آن که کشیدیم — منصور صفت بر سر دار است ببینید

آہیست که دودش سقف چرخ نموده — سیاره نگر رنگ شرار است ببینید

بے تابی من ہمچو سپند است ز آتش — زینگونه غمش دست بکار است ببینید

عشقی ز خرد راه حقیقت نگشائی
از عشق درین بزم گذار است ببینید

نه در یاد صنم تنها دل دیوانه می رقصد — ز بالاے تو ہم آغوش بے تابانه می رقصد

درین محفل کدامی شمع رخسارے رسید امشب — که جانم بر نثارش چون پر پروانه می رقصد

بناد آتش عشقت دلم بیتابی دارد
سپندم میکند تحسین کہ این مردانہ می رقصد

برین رقصیدن من بابدیت صد آفرین کردن
کہ این شوریدہ از دنیا و دین بیگانہ می رقصد

تفاوت درمیان ما و زاہد اینقدر باشد
کہ ما ہم خانہ می رقصیم و او در خانہ می رقصد

نمیدانم چہ با تر نشہ ست حرح لعل میگونش
کہ بر لب سخن از وصف او مستانہ می رقصد

برقاص خرد با عشق ہمسر کی شود عشقی
یکے دانانہ می رقصد یکی رندانہ می رقصد

گر چنین جور و جفا از تو عیان خواہد بود
پس کجا جان مرا نام و نشان خواہد بود

گاہ بہم نشود دیدۂ حیرت زدگان
زیر خاک ار بپری ہم نگران خواہد بود

اے دل آگہ نہ از زہد فروشان بگذر
کار من در پئے آن پیر مغان خواہد بود

گر تو معمورۂ دل را نکنی ویرانہ
حاش للہ نہ از آن گنج نشان خواہد بود

دیدہ از درد فراق تو ندانم چہ کند
چشمۂ ہست کنون آب روان خواہد بود

الف قامت او قامت من نون کردست
آخر الامر ہمین است کہ آن خواہد بود

پیر صد سالہ اگر بادۂ عشقت بچشد
اللہ اللہ کہ دگر بارہ جوان خواہد بود

کاشفی گفت کہ عشقی ز خر و زر و دراے
از طفیل تو ہمان است و ہمان خواہد بود

گرچه از فتنهٔ چشم تو زبان خواهد بود — از لبت هست امیدے کلان خواهد بود

عالمے کشتهٔ عشق است ولا آگه باش — حال تو نیز چو حال دگران خواهد بود

بے تکلف برسد بر سر مقصود آن کس — هر که در زمرهٔ این باده کشان خواهد بود

چون هویدا شود آن گنج نهانم بر دل — آشکارا ے تو گر نیک نهان خواهد بود

اے خوش آن روز که در میکدهٔ صدق و صفا — دین من کعبهٔ من روی بتان خواهد بود

یارب این تیر جگردوز ندانم ز کجا است — آرے آرے نگر از چشم فلان خواهد بود

پیرو حافظ شیراز شدم از دل و جان — حالیا سخنم ورد زبان خواهد بود

عشقیا عشق و خرد بلبل و زاغ اند ولی — زاغ را نالهٔ شوریده چه سان خواهد بود

هر که از دست جنون دامن دل چاک کند — خود هم آغوشی ازان دلبر بیباک کند

بادهٔ درد کسے را که رسید است بجان — حاجتے نیست که رو بر عرق تاک کند

خورمی بر سر آن شیفته قربان گردد — که ز دل هر نفسے نالهٔ غمناک کند

هر که خواهد که باکسیر محبت برسد — اول آنست که هر گنج زرے خاک کند

اندر آن جلوهٔ مطلق بنماید هر دم — گر کسے دل ز خیال دو جهان پاک کند

اثرے نیست اگر نیش زند مار نفس — انکه اند دانهٔ دل مهرهٔ تریاک کند

در حریم خانهٔ دل هر که در آید یاران — تا چه گویم که چها ضربه ادراک کند

من به صحرای جنون آمده ام از دل جان — شهسوارے نگر این صید به فتراک کند

عاشقی از دست خرد زود رهائی یابد

عاشقی گر به تیغش سر دهد تا پاک کند

زاهدان رند جز از غزو وفا گیرند — آرے آشفته دلان دامن یارے گیرند

چیست این حجره نشینان که گزیند ز خلق — بهتر آن است که از خویش کنارے گیرند

گر خراب اندازان زلف تو عشاق چه غم — آخر الامر ازین رشته بهارے گیرند

جام بر جام زدن وصف رندان خوب است — طرفه جامے اگر از دست نگارے گیرند

بیقرار اند همه شیفتگان در کویت — سر واے تیغ نگه تا که قرارے گیرند

سر و همی نیست تجنب جم و مے عاشق را — اوج آشفته همین بس که بهارے گیرند

نفس خوش همه یک بادهٔ صافست اول — بهر و همی شیشه همین سینه نگارے گیرند

آن غزالم که بصحرای وفا سر زده ام — خوش آن است که خوبان به شکارے گیرند

صید خورشید رخان نیست که در آید — این شکار اهل دلان در شب تارے گیرند

نیست جز عشق درین بزم گرامی عاشقی

با همه اهل خرد کو سر و کارے گیرند

بصورت بی‌کسی جانم ستانی بی‌بدل دارد — کرا امواج آشنا همواره دریا در بغل دارد

ولی وامانده وارم نگاه گرم ساقی کو — کشد امداد آن صیدی که دست و پا شکل دارد

ز ناز و نازکی گل تا سبا افشانم کی آرد — دگر نخشد عندلیبم در دو بیتی صد غزل دارد

سرم بر کوه و صحرا از خرابی بیکسی بیرم — نه بشکست تقدیر دست دل عنان این خلل دارد

ز حسرت کرده‌ام خو گرچه عالم جلوه‌گر گشته — دلم از دیده تصویر این علم و عمل دارد

بچوگان ارادت تن دهی سامان حال است این — رسائی نیست گو پی را که از طاقت کسل دارد

عنان بگسسته گردیدم ز پیچ و تاب دل چندان — کجا پا بست من درین صحرا سر خار گل دارد

اگر گیسو گشاید با من برقصد جان بیزی
ز آسیب تغشقها آندم جوابی بر شکل دارد

شمع باگرم روی دیده‌گریان دارد — پس دگر کیست که در راه تو سامان دارد

می ندانم ز کجا می‌رسد این باد صبا — که دم از رایحه باد بهاران دارد

شمع و پروانه اگر سوز و گدازی دارند — بلبل از ساده دلی دام گلستان دارد

نه منم شیفته حسن بلاخیز تو بس — هر کرا دست دلی دست و گریبان دارد

آنکه در خانقه و صومعه می‌بود خراب — هست عمریست که بندوی تو ایمان دارد

گرچه پیر است تن عشقی بیچاره ولی

در رہِ دوست سروکار جوانان دارد

الله الله دل من میل کسے میدارد
کہ چو من شیفتہ در و بسے میدارد

نارسائی است مرا گر بسر بام تو لیک
نالۂ ماست کہ این دست رسے میدارد

دل محزون من و آن رخ آتش فامش
طرفہ کاریست کہ با شعلہ خسے میدارد

نیست جان در تن من از پی آن دانۂ خال
طائرے هست کہ سر در قفسے میدارد

زاہد و عارف و عاشق ہمہ خواہان تو اند
ہر کسے بر حسبے ملتمسے میدارد

بے تکلف بسر قافلہ خواند فرستن
آنکہ گوشے بصداے جرسے میدارد

عشقیا وصف تو ہر دم ز دل و جان گوید
می ندانم ہوسے یا نفسے میدارد

بزلفش دین و دل بستم گرفتار اینچنین باید
ز رنگ ماؤ من رستم سبکبار اینچنین باید

ز خود رفتادن اینجا قطع منزل میتوانم ہم
بلے در راہ معنی طرز رفتار اینچنین باید

تپیدن ہاے دل یک گفتگوی ہست با جانان
بلے در محفلش انداز گفتار اینچنین باید

گہے سنگے بسر گہ بر سنگے میزند عاشق
سر شوریدہ را آرے سروکار اینچنین باید

نزاکت می تراود عشقیا زین مصرع بیدل
ز خاطرہا فراموشم سبکبار اینچنین باید

کو دلے تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند / شعلہ زار شوق اندر خانمان پیدا کند

نیست عالم بہر آشوب غم آن نوجوان / گونہ گونہ رنگہاے سر زبان پیدا کند

کفر عالم می نہد زیر پے تابان عشق / کافرے آن بہ کہ در راہ بتان پیدا کند

در حریم دوست آن کس را رسائی ہست گر / بہر ایثارش بدل و جان ارمغان پیدا کند

ہر کہ بر رخسار آن گلرو نگہ را گرم ساخت / بے تکلف او بہار جاودان پیدا کند

دی مغنی می گفت آنکس نو بہار وصل یافت / کو نہال ہستی خود را خزان پیدا کند

ہیچکس را طاقتے پیدا نشد اندر سخن / گر میان دوست نے در میان پیدا کند

گر سر وارستگی دارد کسے زین با و من / بندگی در خدمت پیران پیدا کند

عشقیا انجام حیرانی بیا [illegible]

کو دلے تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند

دل سودا زدہ با ہوا میگردد / میتوان گفت کز ان زلف صبا میگردد

آفرین باد بران غمزہ عاشق کش تو / کہ در آئین جفا اہل وفا میگردد

نے ز سوداے دو عالم خبرے ہست مرا / غنچہ ہست کہ اندر سر ما میگردد

تر کنارے بدل و دین کہ نوشتہ [illegible] / دوستان بر سر من باز چرا میگردد

اگرچہ [illegible] لیکن عشق

از رہ دل ز کجا تا بکجا میگردد

نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد
میان ما و الفت آشتی بسیار خواهد شد

دل و دین جان و ایمان کرده‌ام آماده یغما
که روزی بهر آن غارتگری در کار خواهد شد

بامداد جنون دل مست و بیهش گشت دانستم
که زین ره حالیا بر کار خود هشیار خواهد شد

نگاه گرم ساقی برق سان گر جلوه آراید
بسا دلها و دین بینی که خرمن وار خواهد شد

ببیند گر دلم آن نقطهٔ خال رخ رنگین
تعالی الله که از دیوانگی پرکار خواهد شد

کنون یک قطرهٔ خون گرم جوشید از دل مستم
تماشا دیدنی دارد اگر سرشار خواهد شد

ز خود بیخود شدم از یک نگاه عشوه پردازش
نمیدانم چه خواهد شد اگر تکرار خواهد شد

قرار بیقراری کرده‌ام دیگر نمیدانم
که از من یار خواهد شد و گر اغیار خواهد شد

نجم عشقیا از خرمی در خویشتن سرگر
نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد

در خود سفری دارم و از راه مپرسید
مهریست در آغوشم و از ماه مپرسید

از سلسلهٔ کاکل و زان نرگس فتان
سامان جنون هست از این گاه مپرسید

تا خاک نشینیم اگر بد بدیدیم بدیدیم
یاران خبر از شوکت این جاه مپرسید

زخمی بجگر رفت که مرهم نتوان کرد
دیگر سخنی از نگهش آه مپرسید

اے جان من ز شورش کون و مکان گریز
ور جان و دل ز صحبت خود و دیگران گریز

خواہی ز بے نشان خبرے تا بتو رسد
حاشا کہ از طریقۂ کون و مکان گریز

گر ہوش رہبرے بکند اے بہ پیش شوق
در جاے راستان و دیار مغان گریز

از صومعہ چو ہیچ کشایش نمی شود
بشتاب جانب حرم بتان گریز

بال و پر است سیر و جہان مرد راہ را
عشقی ازین وسیلہ سوے لامکان گریز

ردیف سین

چشم دل داریم و دیگر از نگاہ ما مپرس
گر دو شیرہ ز خویش ہمسائیم و راہ ما مپرس

در شبستانہاے ما ز مہر روے آن صنم
صد تجلی میشود پیدا ز ماہ ما مپرس

ما چہ عصیان است کز ہستی بیاہش میبریم
پیش ازین دیگر چہ گوییم از گناہ ما مپرس

برق سان چین جبینش سوخت خرمنہاے دل
حالیا از کار و بار این گیاہ ما مپرس

با نگاہے تیر کاری نرگس فتان او
دل سپر کردیم و دیگر از پناہ ما مپرس

پیچ و تاب سوز ہجران را بسندہ کردہ ایم
بعد ازین از درد حال پادشاہ ما مپرس

عشقیا ہان بر سر کوے صنم دل دادہ ایم
شیشہ بر سنگے زدیم و از آلۂ ما مپرس

ردیف شین

سنکه هستم همیشه مایل خویش
گلشنی دیده ام ازین گل خویش

سستی ما نه از شرابی هست
دم نگهبند داشتیم در دل خویش

لیلیم در نهاد من پنهان است
تا چها یافتیم محمل خویش

حالیا دل به هیچ سو نرود
دیده در خویش تا منازل خویش

سختی با کسم نماند کنون
از خودم هست حل مشکل خویش

کشت زارم چه طرفه خرمن داد
سنبله چیدم از سنابل خویش

حیف صد حیف عشقیا زین رو
عمرها بوده ام چه غافل خویش

ردیف غین

آن منم کز جهان شدم فارغ
بی تکلف ز جان شدم فارغ

تا شنیدم حکایت دهنش
از گل و گلستان شدم فارغ

مستی یافتم ز لعل کسی
حالیا از مغان شدم فارغ

کرده ام اختیار گوشهٔ دل
از چنین و چنان شدم فارغ

جان نثار تو کرده ام حالا
از تو ای جان جان شدم فارغ

رفتم اندر سرای خلوت دوست | تا که زین این و آن شدم فارغ

عشقیا طرفه حالتی که کنون
جان ز من من ز جان شدم فارغ

خوش است دیده ام از سیر گشت زار ایاغ | چه خوشه‌ای که نچیده است از بهار ایاغ
کدام نشئه درین باده است حیرانم | که عالمی دل و دین میکند نثار ایاغ
نه جام جم نه سکندر آئینه و چه است | مگر آن دلی که دگر گشته است یار ایاغ
ز کارها همه بیکار گشته ایم اکنون | از آن سبب که گرفتیم کار و بار ایاغ
اگرچه خلد برین جای راحت است ابل | خوش است آب و هوای درین دیار ایاغ
ترا است صومعه و هم خانقاه ای زاهد | مرا است گوشه میخانه و کنار ایاغ

کجاست آتش دوزخ که عشقیا اکنون
کشیده است دم از شعله‌های نار ایاغ

ردیف لام

والله چگونه شرح کنم از وقار دل | لعل گران بهاست چو آئی نثار دل
صحرای امکان که خیالی گذر نکرد | جولان کند همیشه در و شهسوار دل
صد عمر طی شد آب دل من نخورد ولی | یکسر شیشه‌ای نگریم جیب یار دل

صیدیست زیر پنجهٔ وسگر او دو کون — بازی که طعمه بگیرد از شکار دل

در باغ جان سبزگی عرفان شگفته شد — بادی نسیم گر بوزد از بهار دل

از بحر غم نهنگ الم هیچ باک نیست — کشتی شکسته چو رسد بر کنار دل

تلقین پیر یاست که هر لحظه عشقیا
به مطلبی رسی چو شوی انتظار دل

ز سوز عشق هویداست در جبیدهٔ دل — بیان معنی آن سکندر رسیدهٔ دل

بحیرتم که ز حیرت بیکس نمی نگرد — کدام جلوهٔ رنگین به دیده دیدهٔ دل

خداگواست که یک لحظه هم نمی سازد — بکنج کعبه و بتخانه آرمیدهٔ دل

ز هیچ چنگ و کتابے ندیده ام هرگز — که یافتم سخنے از دهان دریدهٔ دل

بسان بلبل دیوانه میشود هر دم — بهار سرو و جهان برگل دمیدهٔ دل

باهل درد دوا بخشد از طریق کرم — ندیم عشق که گردیده برگزیدهٔ دل

بجز معرفت از آشنائی خواہے — حباب وار بپا بر کنارے دیدهٔ دل

بدید عافیت و از دو کون شد آزاد — کسیکه از ره تسلیم شد خریدهٔ دل

چه جو شما که نداری وے لے خمش عشقی
نه گفتنی است بکس حرف ناشنیدهٔ دل

تن پرستی را چو بگذاری بیابی کام دل
بی کمند عشق والله کی رسی بر بام دل

پنبه غفلت چو از گوش طبیعت وا کنی
بشنوی جانم ندای سینه پیغام دل

خود زبان حیران است در تفسیر این سخن
بی تکلف اسم اعظم می نماید نام دل

هر خسم و خمخانه را برهم زند از بیخودی
هر که یک جرعه چشیده از شراب جام دل

شیوه تجرید و تفرید ار کنی بینی خود
تا چه تشریف است سر تا پا ازین انعام دل

غافلا آگه نه ای از سیر دل صد حسرتی
وادی ایمن که هر دم طی نماید کام دل

در میان حق پرستی و ال پرستی فرق نیست
ای دلم آرام دل باشد چو باشی رام دل

کاشفی صد آرزوی شربت وصل تو هست
چونکه بیتاب است عشقی را همیشه کام دل

ردیف میم

گذر دارد بملک بیخودی جانیکه من دارم
ز دیر و کعبه بیرون است ایمانیکه من دارم

سرشکم در دل آن نوجوان کرده است تاثیری
بگو بیخود چه فرمایست باز انیکه من دارم

بدست دل شدم یک وادی ایمن نگه کردم
در هر صورت انا اللهی بیا یا انیکه من دارم

بداد من دل و دین آن بت سنگین دل ابروم
مسلمانان کردار دنیا مسلمانیکه من دارم

بخود چون بنا سیر دوم جنبش تجلی میشود پیدا
که دارد در حقیقت دل ... که من دارم

ز مجنون شد از شوق میر قصد سپندن — همه رشک فلاطون است دانائیکه من دارم

مکن سرگرمی ای عشقی بهر ویران این عالم\
گزر دارد بملک بیخودی جانیکه من دارم

ز هستی قطع مینداشد هر چند جان دادم — کشیدم خویش را یکسو بدست دل عنان دادم\
برای چشم ظاهر بین که تا حسن تو بشناسد — گلستان زار امکان را ز رویت ترجمان دادم\
بقدر هستی کوشش هر پرواز با پیشم — دل شوریده خود را نشان از بی نشان دادم\
ندامت میکشم از کرده خود بر سر کویت — نه دل دادم نه جان دادم نه این دادم نه آن دادم\
چو جولانگاه مه رویان شکست خاطر باشد — دل شوریده خود را لباس از کتان دادم

بکوی او گزر کردم دل و دین خواستند از من\
کنم آماده تا آن لحظه عشقی را ضمان دادم

ناله‌های سحری بر در و بامت کردم — چه قدر از دل شوریده بیابت کردم\
دل ندادم بقد سرو روانش گویا — دوستان بر دل بیچاره قیامت کردم\
می ندانم که نخست بازچه خواهد از من — سست جانی که مرا بود بشاشت کردم\
هر سحر دیکه تو داری بکن ای عشق که من — سر سودازده را کج سلامت کردم\
دیده‌ام در سر زلف تو بهار سحری — حاش لله که عجب هیچ زشامت کردم

رفتم از خود که ز من باز نه اندیشه کنی | اے حیا مست بہ بین تا کہ چہ کامت کردم

عشقی از صومعه باز آ که من با دل و جان
حالیا بر در میخانه اقامت کردم

بادشاهیم و گدائیم و سپاهی مائیم | سرخی و زردی و خود سبز و سیاهی مائیم
زمین و ارض و سموات همه دریا اند | انجم و شمس و همه ماه زماهی مائیم
مستی و بیخودی و باخودی هرچه که هست | خم و خمخانه و هم جام چو خواهی مائیم
کرسی و عرش چه در باست چگوئیم خبرے | کفر و اسلام همه عسر و تباهی مائیم
سال و ماه و سحر و شام چه یار است طلبے | خرد و پیر و عالم و داهی مائیم
هم ارواح و ملک و دوزخ و اعراف و بهشت | جمله عالم تو اگر نیک نگاهی مائیم

عشقی از راه حقیقت نظری در خود کن
تا بدانی که همه سر الهی مائیم

چون بخود در رفتم سوای را جوابی یافتم | سیر دل کردم سفینه ها کتابی یافتم
ناگهان گشتم جمال جاودانی جلوه کرد | طرفه تعبیر از طفیل طرفه خوابی یافتم
ذره از خورشید عالم را نسبت کم که من | در شب دیجور نور آفتابی یافتم
سوزش دل بیقراری های جان اکنون نماند | کز رخ خوکرده جانان گلابی یافتم

از شکست خود شکایت ها نمیدارم که این | تا نوائیهای پیری زان شبابی یافتم
پیچ و تاب گیسوانش دیده دانستم یقین | کز همه اشعار بیت انتخابی یافتم

حالیا بیهوده گردیها مکن عشقی که من
چون بخود رفتم سوالی را جوابی یافتم

در خود سفر کردم و صد هوش گرفتم | تعلیم ولی از لب خاموش گرفتم
تا ساغر تحقیق زدم از خم معنی | هر شیشه حبابی از دل بیهوش گرفتم
از شوخی و دیوانگی این دل بیباک | تا چند بگویم که کنون گوش گرفتم
صد شکر که از هر دو جهان دست فشاندم | بار غم جانان بسر دوش گرفتم
آه سحر و چشم تر و گریه بیتاب | از نیش نگاهی تو چه با نوش گرفتم
بیداری دل تا نگه گرم تو بخشید | کار دو جهان خواب فراموش گرفتم

عشقی شده ام محمل لیلی پس ازین راه
خود را ز سر شوق در آغوش گرفتم

گر گدا هستم ولیکن پادشاهی دیده ام | بنده ام اما بخود بیخود واسطی دیده ام
بستر بام و درش مشت غبارم باد برد | از طفیل خاکساری طرفه راهی دیده ام
تا که هستی را شکست و بست کردن غمزه اش | دوستان از آرزوهای تباهی دیده ام

به هیچ تدبیر نبردیم زنگ کلفت را مگر — صیقل آئینهٔ دلها ز آهی دیده‌ام

از رخ و زلف و لب و ابرو و چشم آن صنم — بادشاهی دیده‌ام پایان سپاهی دیده‌ام

زان عذار آتشین و آن هلال ابروش — بوالعجب حالی که در خورشید ماهی دیده‌ام

از شکست حال خود عشقی مرنج از بهر آنکه — اگر گدا هستم ولیکن بادشاهی دیده‌ام

ردیف نون

به پیر مغان باش و می‌پرستی کن — ز لعل ساقی گلچهره گیر و مستی کن

سر رشته‌های دراز دو زلف او مهم — بهتی که تو داری دراز و دستی کن

گشود عقدهٔ این کار گر همی خواهی — برو برو به صنم خانه بت‌پرستی کن

بغیر رو مکن ای دل که بیکسم آگه — که یار در تو نهان است خودپرستی کن

بهار عشق چو جان و دولت همی خواهی — شرار شوق دمد و نهان هستی کن

همین بس است ترا عشقیا درین عالم — به پیر مغان باش و می‌پرستی کن

ردیف واو

اگر گویم ثنای از لب او — کنم صد چو عیسی طالب او

چه وصفی دارد آن زلف سیاهش | که ایمانها رباید راهب او
دل آواره دارم گر بیابم | بیا دیدیم بچاه غبغب او
دمی کز درد هجران تیره است | چه باشد روز محشر یا شب او

ندانم دل شدم یا جان شدم بس
کجا بگذارم عشقی جانب او

ردیف ها

بپرس گر تو بیخود آئی به | بخدا با خودی نیائی به
نوک مژگان چو نیشتر کار است | گره دل کزو گشائی به
عاشقان دست از خون شویند | یار را پنجه حنائی به
من نیم من نیم چو او هست | زین سبب مدح خودستائی به
گشته ام از دو کون بیگانه | گر مرا با تو آشنائی به
راز دل گر نهان کنی جانم | تا ترا حال پارسائی به
عید گر در بهشت می آید | از تو صد بار روستائی به
ساقیا از خمار بشتابم | باده ناب گرنائی به

عشقیا بندگی ترا زیبد

دوست را دعوی خدائی به

ردیف یا

جنون دیوانهٔ دلهاے بیتاب است پنداری
محبت خانه زاد چشم پر آب است پنداری

ز حال بیخودی آگه نه از خود پرستی ها
وصال گلرخان تعبیر این خواب است پنداری

گر این آتشین روئے ندانم در خیالم شد
که در چشمانم طوفان سیماب است پنداری

شکست دل تجلی گاه مهرویان بود هر دم
درین محفل کتان همرنگ مهتاب است پنداری

کجا همسر شود خمخانه با کیفیت عاشق
بسر جوش دل صهبائی آب است پنداری

باین درد جدائی اشکے از چشمم نمی آید
محیط سینه ام مانند گرداب است پنداری

ندارد عشقیا جز اشک و آهی بهر کوئیت
مگر چشم و دولت همرنگ دولاب است پنداری

جهانے که دارد بلندی و پستی
اگر بنگری فی الحقیقت تو هستی

بدان رشتهٔ زلف پیچ و تابش
رسائی ندارم ز کوتاه دستی

بده ساقیا بادهٔ مخمور خود را
که گوید دعا بر خیالات هستی

بحیرت درم زین شراب محبت
که اول خمار است و آنگاه مستی

مبین خویشتن را که صد بار هست
ازین خود پرستی سر بت پرستی

منادی همین میدهد عشق سرمدم   چو از خود پرستی برستی برستی

شبی کاشفی گفت با عشقی خود
بجائے رسیدم که تو از نیستی

ترجیع بند

سالها بر در دل ناله و افغان کردم   دیده را بهر تمنائے تو گریان کردم

خواب و آرام ز سر زد دل و دم یکسو   آنچه از دست برآید به گریبان کردم

رو بمحراب بسا شب که بروز آوردم   روزها در تگ و دو شام غریبان کردم

چند در بتکده هم رمز نهان پرسیدیم   آتشی بر سر دین و دل و ایمان کردم

بے تکلف بزدم در صف دل نیزهٔ آه   بسر کشور جان کار جوانان کردم

حاصل الامر ازین شورش و بیتابی دل   سر خود را چو نثار ره جیلان کردم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز سر پرده هویدا گشته

گاه در مدرسه با اهل معما جستم   گاه از معبدها جلوهٔ مولا جستم

پیش سالک ز تجلی سخنے پرسیدم   گاه از باده کشان جرعهٔ صهبا جستم

گاه از برهمن و گاه ز موبد گفتم — حالتے را ز هر پیر و ز برنا جستم

ورشش را بار ز زنار و مصلا دادم — سبحه بگرفتم و از آهم سے جستم

قصه کوتاه ز کس عقدهٔ من حل نشده — تا پے ور دامن و دامن به ته پا جستم

از طفیل دل دیوانه که بیتابی داشت — عشقیا تا ز سر فکر چو خود را جستم

حالتے رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

تا که بر خاک در میکده جائے دیدم — تخت جم ملک فریدون ته پائی دیدم

نے جرس خواهم و نے نقش قدم در رهِ عشق — نغمهٔ مطرب خوش صوت صدائی دیدم

التجائے بکنم نیست کنون از دو جهان — سایهٔ دو و خم بال همائے دیدم

نشئهٔ می و گرم چشم تماشا دارد — کاسهٔ باده نگر قبله نمائے دیدم

درد دل پیش طبیبان نتوانم هرگز — خندهٔ لعل لب یار دوائی دیدم

فیض میخانه ببین چون بدل افگارم — تا که از پائے سبو مرهم لائے دیدم

حالتے رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

حالیا هر چه دلم خواست همان یافته ام — محفل باده کشان و مغان یافته ام

سبوے می و جام کنون ہیچ مرا کار نیست — زانکہ ہر گونہ ز مقصود نشان یافتہ ام

دل من رفت بجائے کہ نہ جائی است درو — فارغ از ہر دو جہانم کہ جہان یافتہ ام

سرمہ کز خاک درش تا بکشیدم در چشم — رنگ ما ہر چہ نہان بود عیان یافتہ ام

ما سوائے نیست درین کون و مکان تا بسما — حاش للہ کہ نہان است و عیان یافتہ ام

خاطرم جمع شد و تفرقہ از دست برفت — تا کہ ذات تو بذرات جہان یافتہ ام

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

ببرد یار از من و آن جام و سبوے ساقی — داد ما را بمن آن روی نکوے ساقی

زان صنم ہیچ نماندست ز ہستی اثرم — سنگ بر شیشہ فتاد است ز خوے ساقی

بستۂ زلف ندانم کہ چہ حالے دارد — کار زنجیر کند تار ز موے ساقی

فارغ از لذت کونین شود آنکس کہ دلش — ہست مخمور لب شیشہ کدوے ساقی

ہیچ چوگان زد و بر دوسے نماید ظلم — حالیا گشتہ ز تسلیم چو گوے ساقی

چہ معانی کہ بجانم نہ رسید اے عشقی — تا بخواندم سبق از مصحف روے ساقی

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

تار و پود سے بحجے پنبہ برون آوردہ / دل افسردہ ما را بہ جنون آوردہ

ہمچنان موج کہ از بحر برآید ہر دم / جوشش بیچونی و این رنگ بچون آوردہ

دشمن و دوست بکثرت چو ببینی جانم / ہستی ست کہ او خوب و زبون آوردہ

نیست خود روے گل و خار درین باغ جہان / تا بدانی ہمہ از کاف و ز نون آوردہ

دیدہ وا کن دگرے نیست درین جلوۂ ذات / مظہر خود ز تعین بہ نمون آوردہ

گنج مخفی بعیان آمدہ چون زیور و سیم / تا بدیدم کہ ہمون ہست و ہمون آوردہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

دیدم از دیدۂ جان جلوۂ برکات اللہ / یافتم در دو جہان جلوۂ برکات اللہ

طرفہ جاے است در میکدہ کانجا دیدم / بر صبوحی زدگان جلوۂ برکات اللہ

آنچہ معقول بمحسوس رسیدہ است کنون / یافتم یافتہ ہان جلوۂ برکات اللہ

در صنم خانہ و مسجد نگر از دیدۂ دل / عشق پیداست عیان جلوۂ برکات اللہ

تو کجا میروی اے دل کہ ہمہ اوست ببین / آشکارا و نہان جلوۂ برکات اللہ

دل سیاح کہ از خویش سفر کرد بدید / بے نشان تا بنشان جلوۂ برکات اللہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ

شور منصور ز سر پرده هویدا گشته

رباعیات

از جهر لبان جمع دل را آشوب
وز ذکر خفی تو خانهٔ دل می کوب
او کار اگرچه هر دو به باشند
لیکن ز پے صفا است بهتر جاروب

ولہ

آن دل که ز ما سوای مولیٰ پاک است
هر تسبیح کونین ورا املاک است
هستی است نه هستی که ما می داریم
مستی است نه مستیش ز آب تاک است

ولہ

در مدرسه ها دلیل و برهان پیداست
در معبد ها ثنای سبحان پیداست
القصه به بزم اهل عرفان چو رسی
یعنی بینی کمال وجدان پیداست

ولہ

شهزاده و شاه از حشم مغرور است
زاهد بخیال زاهدی مغرور است
سالک چو بدل تجلی می دارد
عاشق بجمال لم یزلی مسرور است

ولہ

در رتبهٔ وحدت نه قبول و نه رد است — انساب و اضافات و رو نیک و بد است
بحریست که جز عشق درو می نرود — هرگونه خرد ز حالتش بیخبر است

وله

در تن چو تفحص بکنی جان پیداست — در جان تو تجسس کنی ایمان پیداست
گر نیک نظر کنی در ایمان عشقی — بینی بینی جمال جانان پیداست

وله

آن شاه نجف که عالمش ممنون است — هرگونه از و جان جهان مرهون است
فیضی است بهر مشرب و مذهب از وی — جز فرقهٔ رافضی که آن مطعون است

وله

هر صبح صبا رساندم بوست — تفسیر کنان ز آیت آن کاکل و روست
فرخنده دمے که تا رسم بر سر کوست — افتان خیزان چو سیل در جستجوست

وله

بیخود شده را جلوهٔ دیدار بدست است — حیرت زده را نالهٔ افکار بدست است
غافل نشوی هیچگه از رنگ تماشا — آنرا که دل و دیدهٔ بیدار بدست است

وله

دل گرچه خیال آن صنم میدارد لیکن همه کاوش الم میدارد
القصه ز بهر وصل آن جان جهان فکری نتوان کرد که غم میدارد

ولہ

رسیده که چو آهو جسر بیده می ماند اگر ز خود نرید نارسیده می ماند
بدیده نشه عرفان چو سرخوشی نکند همه شنیده تو ناشنیده می ماند

ولہ

هر مذهب و مشرب که جهان میدارد بر خویش ز گفتگو گمان میدارد
رندی که ز هر دو می رود می دانم آن میدارد نه بلکه آن میدارد

ولہ

زاهد که نماز و روزه دارد در پیش از ورد و وظیفه خوانده خود را درویش
هیهات نگفتمش که مقصد نیست بی خویش ز خویش گر در آئی از خویش

ولہ

یکچند سطر نوشتم از خط سیاه فی الحمد و فی النعت و وصف صحباه
وانی بیقین که سر رموز عرفان ازبانشده شده ز برکات آله

ولہ

در خود چو نظر کنی جهان را بینی	کونین و مکانی و زمان را بینی
بیخود چو بخود رسی خدا مسید اند	جان را بینی تو جان جان را بینی

ولہ

گو باده که از سرزنش جان گذرم	از رنگ وصال و بیم هجران گذرم
سرمستی و بیخودی گرم دست دهد	از عارف و معروف و عرفان گذرم

قطعه

همچو نرگس در پئے نظارهٔ آن سرو سهی	دیدها وا کرده ام اما نگاهم بر نخاست
دیده را کردم سپید از انتظارش یا دلے	در شبستان سیاهم نور باهی بر نخاست

فرد

این چه سحر بود و این صیاد صید افگن بود	هیچ نخچیری سر نشد پیدا که او تیرش نخورده است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام آنکه از هر مذهب و کیش — لباس تازه دارد در بر خویش

ندائے داده در هر خانه از راز — جهانے از صداها گشته دمساز

خُمے پر جوش و شور مستی انگیز — که از وے جامها هستند لبریز

کدامین ذره کو مهرِ دل افروز — ندارد روشنیِ طلعتِ روز

هزاران خانه و یکخانه سازے — هزاران شیشه و یک جلوه بازے

نماید رنگها یک شیشه زار — تو خواهی جامه گوے و خواه دستار

ببین آن رشته فرخنده اطوار — که سازد گشته در تسبیح و زنار

چہ نازست این ازان عصمت مآبی
کہ عالم گشتہ حیرت انتسابی

ز لا احصی بجانم گشتہ مفتوح
کہ او خود حامد و جد است و ممدوح

نہان بی پردہ در پردہ عیان شد
ز بید و عمر نامید و جہان شد

جہان یک دو پرگار است ای یار
شدہ از نقطۂ احمد نمودار

سبلی از نقطہ گردد و پیدا
درخت از تخم میگردد ہویدا

مہیا شد ز نور شاہ لولاک
ہمہ عالم ز ماہی تا با فلاک

احد را پردہ از میم او شد
جہان چون زیوری از سیم او شد

احد چون بحر و ذاتش ہست چون دُر
جہانی چون صدف از نور او پُر

ز نور حق روانش ہست پر نور
جہان از نور او نوری علی نور

چو ہمدم گشت از علمک ما لم
صلای رہبری زد بر دو عالم

نبودی گر چنین مہر دل افروز
نگشتی امتیازی از شب و روز

چہ جانہا از ضیای آن سہ تام
تمیز یافتند از کفر و اسلام

بیانش کام دل را انگبین است
کہ نامش رحمۃ للعالمین است

بصحرایش فلک یک سبز سینی
سلاطین داغ غلامی بر جبینی

کمال انبیا در پیش آن شاہ
ہمان ماند کہ خور را پرتو از ماہ

ندانم پیش ازین وصفش کنم چون — برنگ چون هویدا گشته بیچون

خوش آندم گر شود از ما درودی — قبول خاطر آن فیض ودودی

درود از ما نیاز از ما برو باد — بر اصحاب کرام و آل امجاد

ابی بکر و عمر عثمان علی گوی — که هر یک بوده اند از کاملی گوی

سراپا فکر شان در کار دین بود — چنین بود و چنین بود و چنین بود

سیه بخت است آن بیدین و بدکیش — کز اینها میکند یاد از کم و بیش

مخالف را سراسر دم همین است — لعین است و لعین است و لعین است

بیان عاشق و معشوق و آشفتگی عاشق

بیا ای عندلیب نغمه پرداز — که می یابم ترا همدرد و همراز

من و تو بندهٔ یک گلستانیم — بدرد عشق از یک خاندانیم

بیا برخوان ازان گل داستانی — وزان برهم زن یک خانمانی

که از سوزش جگر شد داغ گستان — سپندی بر شرارش دین و ایمان

شرار دوزخ از یک نوکرانش — تپ خورشید از بندگانش

بیانش کردنم خود هست مشکل — درست آتش اندر سینهٔ دل

بیا ای آتش اندر سینه ام زود — که از سنگ طبیعت بر کشم دود

بیا ای آتش اندر سینهٔ ریش — طفیلی کن بجانِ آذرِ خویش

بیا ای آتشِ سوزنده القاب — که از سوزت جهانی می برد آب

که گویندم همه هشیار و مستی — یکی آتش پرست آتش پرستی

بغمی گر نفس داری جگر دوز — خرد سوز خرد سوز و خرد سوز

خرد را بازیِ طفلانه میدان — سراپا پیش را بیگانه میدان

خیالِ آگهی داری ازین درد — خرد را پوست بر کش ای جوانمرد

اگر پیش خرد این دانه سفتی — فلاطون بوعلی مردانه رفتی

روم القصه گر قصهٔ خویش — که دیگر برنتابد سینهٔ ریش

چه پیشی فارغ از تارِ رفوئی — نباید هر پیش در گفتگوئی

درین ره عالمی رفتست پرخون — نمیدانم چه سازم چون رسم چون

ز جورِ نفسِ کافر بیقرارم — شبی خون میخورد بر حالِ زارم

نقاب تیره دارد بر رخ روح — ازین آشفتگی دل گشته مجروح

بر بزم سکندر و هم کمین شب — سبا وا آنچنین را آنچنین شب

الهی وا لمنا بنا الهی — که آب خضر دارد این سیاهی

خداوندا نمایان کن بهارش | بحق مصطفی هم چار یارش
بحق مصطفی جهان را امان ده | خدایا بادهٔ عرفان بجان ده
بحق چار یار انش الهی | دمی بزدای از جانم سیاهی
بحق فاطمه وان شاه حسنین | که بودند آن نبی را قرة العین
بحق شاهِ جیلان غوث اعظم | بدستم جام عرفان بخش هردم
بحق نقشبند خواجه احرار | ز سوز و ساز خود سازی خبردار
بحقِ خواجه سلطانِ اجمیر | کنی زنفس کافر جانم چیر
بحقِ سهروردی شاه ملتان | بجانم جان ایمان بخش ای جان
بحقِ اهل دل زین این و آنم | امانم ده امانم ده امانم

در سبب تالیف گوید

بیا ای خامه برگو این چنین راز | که انجامش همی یابم ز آغاز
ز سر گر پا کنی دانم روی تو | ز خود بیخود شوی تا خود شوی تو
دمی اشعار وحدت خیز سر کن | جهانِ کثرتم زیر و زبر کن
نشانم ده ز حالِ بی نشانی | که وصفِ او شده فی کل شانی

حیرت چمن سیرے ہست پرجوش ❊ صلا دہ بلبلان را از ہم آغوش

ریاض عشق از عشقی بکن نام ❊ برای عندلیبان واکن این دام

کہ تا در حلقہ اش افتد حریفے ❊ ز گل در پردہ اش بیند روسیفے

چہ گلہا در سرشت ما سرشتند ❊ بہار آموز گلزار بہشتند

دلم یک عندلیبے تن شدہ وام ❊ خوش آن روزے کہ برگ گل کنم رام

درین واسے کہ بلبل یافت قیدے ❊ برای جلوۂ گل گشت صیدے

غرض این معنیم کل لفظ واسے ❊ وسے گو تا شود شوریدہ کاسے

ریاضم یافت پرتو زان ریاضے ❊ کنون عیسیم بین اندر ریاضے

خیال عیب بینی بر کن اے یار ❊ کہ در ہر قطرہ ام جوشیست سرشار

عیان است این سخن بر ہر کہ وجہ ❊ نہ جنبد ذرہ الا باذنہ

چو رنگ نامہ عرفان وشنگاہ است ❊ بدان از من ز برکات اللہ است

ز عجب احمدی دارم سبوئے ❊ ازان جاری است از ما گفتگوئے

کہ تا شمس کاشفی شد در جہان فاش ❊ چو خواہی کشف کفش پاے او باش

جمالش گشت آن مہر دل افروز ❊ کہ یاد شمس سینا ید ما و من سوز

درود و فاتحہ ہر دم بر اخاص ❊ ہمی گوییم واز اخلاص اخلاص

شروع داستان

بیا اے خامۂ مشکین شمامہ / ز حسن دوست رنگین ساز نامہ

خود آن بہتر کہ وصف آن پری وے / بیان دیگران انداز دیگر گوے

غلط فہمی مکن زنہار ای دوست / کہ مغزے ہست پنہان زیر ہر پوست

بعہد شاہ پیشین بود بنگال / کہ در وصفش زبانم میشود لال

زبان کز وصف او گوئے ربودے / بدلہا این خرابیہا نبودے

دل اینجا نیز یک حیرت شعار است / بوصفش عقل کل زار و نزار است

بیا اے چارۂ افسردہ ماہے / بملک حسن یک حشمت پناہے

سیہ چشمے وفا بیگانۂ او / نگہ دزدے حیا ہم خانۂ او

ز شیرینیش جہان در تلخکامی / ز تلخیہاش شیرینی تمامی

تغافل ہمعنانش از وفا دور / جوانی چابکے بیباک و مغرور

جبینش صفحۂ نور الٰہی / بہ پیچیدن عالمے کردہ تباہی

کمان ابروش ہموارہ در زہ / بوصف او ہمان بہتر کہ جان دہ

بچشمے مست اما مست خون ریز / نگاہش تیر اما تیر جان بیز

نگاہے یک بلاے ناگهان داشت — نه تیرے بلکه نوکے از سنان داشت

چه پیش نرگس آن غمزه بارے — سپر انداختن خود بود کارے

بمژگان چاک فرما پردهٔ جان — بهند و ترک تارے دین و ایمان

دو گیسویش نگر جان را کمندے — که آشفته در و صد مستمندے

کسے کاندر خیالے دید روے — ز سر تا پا پریشان گشت ہے ہے

به پیچش بود یک کفر فرنگی — که پیشش نام دین گفتن ز ننگے

غلط کردم که گفتم هست شش آن — فرنگ یک شمهٔ زان کافرستان

ز بوے نافه اش در کوی و بازار — صبا بر دست خود میداشت طومار

غرض این قصه را رشته دراز است — که انجایش نگفتن عین راز است

دران دام از پے آن دانهٔ خال — چه سان مرغ دل میزد پر و بال

بموئے مشک چین را حسرت آموز — بروئے رشک جنت آن دل افروز

عذارش یکجهانے داشت لبریز — خیالش سینه را میساخت گلریز

ز وصف بینیش جان هست مسرور — بورق ماه گوئی مصرع نور

ندانم تا چه لبها داشت آن یار — که در وصفش قلم گردد شکربار

بوصف آن لب میگون سیراب — سخن مستانه میخیزد درین باب

ازان و لهائی شیدا در عجبی بود
که جان می گشت و خود عیسی دمی بود

دهان تنگ او چون در سخن بود
تو گوئی غنچهٔ مقصود بکشود

بوصف آن زنخدان آه صد آه
بیانم چون رسد چاه است در راه

چو آرم از میانش گفتگوئی
دلم باریک میگردد ز موئی

چه گویم قامتش را خاص من
قیامت میشود در نام من

بقدش سرو گرچه توامان بود
ولی سرو خرامان آن جهان بود

ز بالایش دل من گشت شیدا
مثالی نیست بالا است پیدا

بسالم گریبان ماهتاب است
ز وصف آن بلند است آن بلند است

چو آن جان جهان رفتار کردی
چو دستش با گریبان کار کردی

ادایش را چه سان طبعم گراید
که وصفش در ادای خامه ناید

نگاهم چنین بود و چنان بود
سراپا قامتش ایمان جان بود

کلام القصه زان کان نمک شور
ز دکانی دو دست در بازار لاهور

سری چون سر فروشی آن جوان داشت
درخشان لعل و گوهر در دکان داشت

بهای گوهر از اندازه بیرون
که جان هم سنگ او بود و افزون

سراپا غرق خود پوشیده از شرم
شده هنگامهٔ بیع و شرای گرم

بر این نہج آشکارا شد دوکانش / ثوابت رشک برد از لولوانش

کسے پرسان ز گوہر ہا بہاے / کسے حیران بحسن دلربائے

ولے کو جان وہ پیدا نبودہ / بران لعل لبش شیدا نبودہ

نبودہ مشتری کو رشتۂ جان / کند پیدا وران دُرہا ہم دندان

نبودہ یک خریدار غرض مند / بران جوہر کہ باشد چون غرض بند

غرض یعنی رہِ تسلیم رفتن / چہ رفتن از امید و بیم رستن

چو بگذاری امید و بیم ادوست / شود حق الحقیقت مغز تا پوست

بجائے میرسی کز جا برون است / کہ لا خوفٌ ولا ہم یحزنون است

بخویشِ خویش رو بیخویشی آموز / ز بیخویشی چراغ خویش افروز

آمدن فقیرے و عاشق شدن بر آن جوان

چو شمعے نور خود را بر ملا زد / ہر پروانہ را گوئی صلا زد

جہان پروانہ سان گردید مسرور / چو شمعے سرورے ما گشت پُر نور

کس از نزدیک و کس از دور دیدہ / مر آن نور دیدہ نور دیدہ

غرض دوکانِ حسنش چون سمر شد / نہالِ حسن او چون پُر ثمر شد

چو آنجا حسن یوسف شد نمودار ضرورت بیش شد کار خریدار

که ناگه در رسید آشفته مردی چه مردی خورده جام گرم و سردی

دلش پروانه هر دم شمع جویان ز جان خویش از آتش گریبان

کتانش و سینه هم چو ماه صد روی سپندش آتشی سنجو است هر کوی

گیاهش برق را بشگفت پیوند کبابش سیخ را بشگفت پیوند

ز مژگان کسی در جستجوئی که سازد چاک و هم سازد رفوئی

جهان پیما بسان گردبادی بهر سو کرده پی مقصد شادی

بعالم این مثل با پسند دیدم که هرچه جسته را یابنده دیدم

ولی این عشق را کاری نکو هست که اوّل یافت بازش جستجو هست

پی آموز جست و جو خوش شد چو اول یافت و زانش جستجو شد

ببازار آمده دید پری زاد شده دیوانه تر دادش جنون داد

بدام عشق افتادن همان بود تو گوئی حال جان دادن همان بود

خوشا آنکس در این بازارگان ز نقد جان خریده جام عرفان

فتاده بر زمین بیهوش گشته جهان بیخودی در جوش گشته

همه بازاریان گردش دویدند بسوز او ز ساز خود بریدند

علاجے خواستند از ہر در و کوے
کہ صحت یابد آن مرد نکوروے

کسے با مصرعِ نسبت کرد او را
کسے از آب شستہ گرد رو را

اگر داری خیالِ عشقِ خوبان
تکلف نیست خود را ناشدہ دان

کسے از غم بروئیش آب می زد
چگویم نالہ شیب و شباب سینہ و

کسے بگفت آسیبِ پری ہست
کسے حیران کہ سحرِ سامری ہست

زچشمش سلسبیلِ اشک میرفت
زحیرت جانِ آن پرشک میرفت

فسون افسانہ خواندندے ہمہ کس
ہمان بودے کہ گردے شعلہ با خس

ز ہر چون کہ کردندے وسیلہ
تو گوئی رفت روغن در فتیلہ

بجز جانان طبیبے نیست اے جان
بدردِ عشق درمان را تو درمان

چو دردِ عشق شد بر جانِ مجنون
بجز لیلی نشد درمانِ مجنون

ہمہ کس گفتگو کردند با خویش
کہ بیماری ندارد مرد درویش

دلش ژولیدہ از غوغای عشق است
سرش شوریدہ از سودای عشق است

پری روئے کہ در دکان نشستہ
مر این درویش را در جان نشستہ

جمالِ آن جوان بیتاب کردہ
سراپا گیسوش در تاب کردہ

برفتند از سرِ دیوانہ یک یک
بداند آتش و آہنگر اینک

چو آن دیوانهٔ از رمز موتوا | چشیده لذتی قبل ان تموتوا
شده از بیخودی وز خویشتن گم | خیال آن مسیحا گفت قم قم
بهوش آمد ولی از خویش بیهوش | همه تن چشم گشته یا شده گوش
ز خود رفتن هم آغوشی ست ای دوست | بیابی تا که مغزت هست در پوست
چه بیند نوجوانی جان جهانی | نشسته بر دکانی مومیانی
جمالی و دیگر حور و پری بیش | همه خوبان به پیشش هیچ درویش
تعالی الله چه فیاض است داور | شکر را میرساند بی شکر خوار
بدر خویشش صادق یافت او را | چگویم صبح صادق یافت او را
بپیوست مرغ دل در دام سویش | ز رخ و جبهت وجهی کرد سویش
ز دین بگذشت و با بت بست پیمان | مسلمانان مسلمانان مسلمان
چو عشق بت کسی را دل نشین است | ز دین بگذشتن او را عین دین است
ندارد عشق با آئین دین به | که الناس علی دین ملوکهم

همدرین حکایت یاد آمده

ز حسنی بد بوده شهزاده | نموده صرف شغل خویش یا دیده

بنام فاحشه شد در جهان فاش | بگرد خانه‌اش بس گشته اوباش
ز اوباشان جوانی بود بیباک | با اوباشی از آن مجموعه چالاک
ولی آن بیوه شد با آن جوان بند | جوان هم گشت زین انعام خرسند
بیکدیگر کنار و بوس دادند | زخود با پردهٔ ناموس دادند
زن از فرخندگی در خود نگنجید | بهار وصل را هر گونه می‌دید
گهی بنیاد فسق او نیش زنبور | بسی سکر دی جدا چون مرده در گور
پی جنوال عشرت می‌نمودند | ز عشرت رنگ حسرت می‌زدودند
کسی از همسایگان چون دید این حال | نصیحت کرد بر زن کای بد افعال
نه آخر سرو دوزخ است انجام این کار | ازین بگریز و گفتار هم نگهدار
چه کردی تو بیکسی تا بره رو دی تو | زحال مغفرت آگه شوی تو
چو آنجا عشق دل را داد آرام | بگفتار خرد کی می‌شود رام
زن از ناصح چو بشنید این حکایت | بدو پرسید کای اهل درایت
چو جای سم و دوزخ است اما بیان کن | کجا خواهد شد آن یارم عیان کن
بگفت او نیز در دوزخ رود زود | سرانجامش همین است آتش و دود
زن از قول نصیحت گو نه آشفت | جواب نغز بین کو چون گهر سفت

چو دوزخ مسکن آن یار باشد
مرا خود جنت دیدار باشد

بدوزخ گر بسا بم آن جهان است
سر من در سر آن نوجوان است

مرا از دوزخ و جنت نه کاری
همین دانم که با اوشم به یاری

جز او گر دوزخم گر در بهشتم
با او در کعبه ام گر در کنشتم

چو دوزخ جای وصلم گشت با دوست
دلم را خوشتر از جنت نه نیکوست

چو در ویرانه با او هم کنارم
به از معموره کانجا نیست یارم

امید و بیم از خود کرده ام دور
چو با او میروم نور علی نور

مکن عیبم که من با دوست هستم
کنون بگذر که هستم هر چه هستم

نشستم آنجا که آنجا خیر و شر نیست
بغیر از عشق او میل دگر نیست

وصال دوست بیدارم در آغوش
جهان موعظت با دیست در گوش

ولی کز عشق جانان دردمند است
نصیحت بر سر سوزش سپند است

ولی کز عشق جانان چون شود گم
نه جنت میشمارد نی جهنم

نه دین داند نداند مذهب و کیش
بجز مقصود کو خود کرده در پیش

چو آن شوریده در حسن جوانی
بدیده بی نشان را در نشانی

بپیش پا نشست آن سرو آزاد
بسان بندگان می بود دلشاد

سقر با سوز هجرم یک شراری
بهشت پیش وصلم یک بهاری

زجنبش دیده‌ها را نور بیداد / بدل از غمزه‌اش ناسور بیداد
گہے مفتون آسیب پری بود / زہوش خویشتن زاندم بری بود
بمحراب ابروے آن دلربائے / پیاپے ساختے عاشق دعائے
نمودے سینہ را ہر دم نشانہ / بہ پیش نرگس ناوک زبانہ
زچشمش گرز جان نومید می‌بود / ز لعلش زندہ جاوید می‌بود
گہے بر ہندوش میباخت ایمان / گہے بر چہره‌اش بودے مسلمان
گہے شایستهٔ انعام بیداد / ز بالائش کشیدے گاه فریاد
اگرچہ چہر جانسوز است فی الاصل / نمک دیگر بزخمی می‌نہد وصل
گدا این دیده کو از دید خورشید / نمیگردند از بینائی اسپید
بفہمد این سخن کو سینه ریش است / که حیرانی به نزدیکان چه بیش است
گہے در پیچ زلف چون شب تار / نمودے کوچہ گردیہا عسس وار
گہے بر بخت خود میکرد نازے / که صیدم ساخت عشق شاه بازے
ز گلزارش چو بلبل داشت شیون / ز سرو وش طوق چون قمری بگردن
بہ عشاقان خوشش آن وقت خوش آمد روز / که تیر عشق جانان شد جگردوز
ندانم کے رسد فرخنده آنے / که یابد عشقبا ہم جان جانے

چنین میباخت هردم قرة العین | جمال جوهری را بی شک وشین

بصورت گرچه او خود بود مائل | ولی صد معنی آنجا کرده حاصل

بلی عشق مجازی هست پایه | بدان عشق حقیقی کوست مایه

بصورت سیر کن تا هست دانی | که این نهریست از بحر معانی

کجا معنی که بی صورت برآرد | کجا صورت که او معنی ندارد

چو معنی رنگ از صورت گرفته | ازین صورت بصورت عشق رفته

همه نور است از مه تا بماهی | ولا هرگز نیفتی در سیاهی

ندیدم بی مسمی هیچ اسمی | نه ظاهر بی مظاهر یافت جسمی

خصوص انسان ز خلقت هست اولی | انا سره ثنایش گفت مولی

بهر دو اول بانسان عشق در باز | درین نحو بسر جوش است کن باز

کلام قدسی اینجا گفت رحمن | بشکل خویش آوردیم انسان

چگویم تا چه گویم کمالش | که مسجود ملایک شد جمالش

بشنو از من ولیکن من لدنی | فقد یعنی رای الله گر بدانی

ولا عشق پیمبر دار در دل | که او خود بوده است انسان کامل

بعشق او ز عشق او نجات است | درود او با یاران فرخنده ذات است

غرض آن جوهری از ناز گاهی | بشوریده نمیکردی نگاهی
نگه با دیگران از وی تغافل | به دیگر همرهان از وی تکاسل
نگه دزدیدن اینجا عین دید است | بداند کو بمعنی رشید است
تغافل هست بر عاشق ترحم | خموشی دارد انداز تکلم

حکایت فی المثل

به مجنون گفت شخصی کای جنون بیز | مگر نشنیده بشتاب و برخیز
طعامی پخته است امروز لیلی | به بسیاری که دیدم هیچ میلی
ز دست خویش یک یک کفچه آشی | بهر کس میرساند خوش معاشی
تو هم رو تا ز دستش آش یابی | بهار جلوه اش هم خواهش یابی
چو قیس این قصه نیکو شنیده | بسان اشک عشاقان دویده
رسیده پیش لیلی همچو هاله | بگرد ماه و بر دستی پیاله
چو هر کس کاسه میکردی فراز | شدی ز انعام لیلی آن همه سیر
نمودی قیس هم پیشش پیاله | سر تا پا بزد بخشش خود نواله
چو اینجا حسن بیدرد است و بیداد | شکسته کاسه اش آن سرو آزاد

بہوش آمد جنون در جان مجنون
دوبالا گشت عشق آن مجنون

تغافل گر ز محبوبان نبودے
بعاشق شورشے در جان نبودے

تغافل فی الحقیقت ہست تعلیم
کہ قلب عاشقان گردد سراسیم

چو آرد عشق اندر جان تغافل
تغافل چون کنم زین سان تغافل

فحاصل جلوۂ جوہر فروشے
دران شوریدہ می آورد جوشے

نگاہے بر جمال یار میکرد
بسینہ نالہ را تکرار میکرد

بجز زاری نباشد کار بلبل
ببیند ور نہ بیند جلوۂ گل

بہ ہمنوال دیدے رنگ درویش
معطر ساختے جانراز بویش

ولے چون شب شدے آن نوجوانے
بسوے خانہ رفتے از دکانے

چو خود در روز تابان بر دکان بود
بشب در مغرب خانہ نہان بود

چگویم حال آن شوریدہ درویش
بسان عشقبازے بود دلریش

چو بودے روز بر دکان رسیدے
شبش را صبح صادق بر دمیدے

شدے شب چون جوان در خانہ رفتے
تو گوئی جان آن دیوانہ رفتے

نباشد امتی را ہیچ رہبر
چو در ماہی رود یونس پیمبر

بشب از ہجر او بیتاب بودے
بروز از لعل او سیراب بودے

بروز از دیدنش بیبافت جانے / بشب بے او زبودے آہ و فغانے

نبود آن نالہ و آہ و فغانش / بپاے کوس رحلت کوفت جانش

دلش چون نالہ را آہنگ دادے / ز دود آہ شب را رنگ دادے

چنان از سینہ کردے آہ جانکاہ / کہ عالم بود در استغفر اللہ

بروز اندر جمال جلوۂ یار / نبودے عندلیبش سیر گلزار

چو بودی شب زدے فوارۂ خون / مگر چشمش شد اصطرلاب جیحون

بدینسان روز و شب میبود حیران / مسلمان از جفاے نامسلمان

آزردہ شدن خویشان انجوان و فقیر را بحیلہ در دریا انداختن

بیا اے عشق تا گویم فسانہ / ز مہر کینہ ات جانہا نشانہ

بلیلی حسنہا اندا و کردی / ز مجنون کوہ نجد آباد کردی

ز شیرین کاریت خسرو روان یافت / ز تلخیہاے تو فرہاد جان تافت

بعذرا رنگہا افزودہ از تو / بوامق ہرچہ بود آن بود از تو

جمال یوسف از فرمودۂ تست / سر و کار زلیخا سودۂ تست

بہ مہرویان تو ناز آموز باشی / بعاشقان نیاز آموز باشی

زلست این عاشق و معشوق پیدا
گل و بلبل ز تو گشته هویدا

نئی پیدا و لے پیداست کارت
ز وصفت عالمے گشتست غارت

غرض چون حال شوریده سمر شد
بسان عشق او چون در بدر شد

ز معشوقی چو شهرت یافت آن ماه
پدر هم مادرش گشتند آگاه

بخویشان نیز این افسانه شد فاش
که بی بو باده عاشق گشته اوباش

همه کس یکدگر کردند افسوس
که اکنون میرود از دست ناموس

خجل خواهیم شد از خاص و زعام
بخویش و اقربا باشیم بدنام

همان بهتر که این آشوب پرداز
برون ناید ز خانه هیچگه باز

بماند در سرا خود نشسته
درے بر خویش و بر بیگانه بسته

فی الحاصل هر چه گفتند آن همان شد
پری در شیشه خانه اش نهان شد

بقید آمد خرامان سرو آزاد
شده خود صید کو بود است صیاد

پسر را مادرش در خانه کرده
نهان از چشم آن دیوانه کرده

برادر هم پدر کردند قیدے
که تا رویش نه بیند هرزه بیدے

زمانے هم برون نگذاشتندے
بدرجے همچو گوهر داشتندے

چو سازد شمع از فانوس مسکن
چگویم حالت پروانه را من

اگر پنهان شود در ابر خورشید ‏ نباشد ذره را از هستی امید

بدینمنوال چون بگذشت یک روز ‏ نیاید بر دکان مهر دل افروز

گذشته روز چون آن جان نیاید ‏ خرامان بر سر دکان نیاید

ندید آشفته چون دیدار دلبر ‏ شده آشفته تر آن زار دلبر

دو چندان گشت شورے در دل او ‏ ز هجر گل فغان زد بلبل او

بسانِ رعد هر دم ناله میکرد ‏ ز ناخن سینه را گل لاله میکرد

فغانِ سینه اش از هجرِ معشوق ‏ پیاپے میرسیدے تا بعیوق

زدے بر سنگ سر آن عاشق زار ‏ که با سنگ است عاشق را سر و کار

ز دودِ آه شب می ساخت بر روز ‏ بشب از شعله می افروخت شب روز

همه بازاریان در کاروبارے ‏ فقیر افتاده آنجا سوگوارے

ندیده یار را در صحنِ بازار ‏ خلیده خار سان بازار بازار

بدنبال و رخ سیم آن شوخ دلبر ‏ ز سر پا می نمودی پاے از سر

رسیده همچنین یک پیر زالے ‏ بسا محتاله و یک بدنامے

سراپا مکر و از زورے سرشته ‏ بسیرت دیو و بر صورت فرشته

بسر وقت فقیر آمد شتابان ‏ بکاهِ خشک گوئی نار تابان

بگفت ای دل شده افتاده چون | مگر نشنیده بینوشش اکنون
بشارت مادر او داد دشنام | چه گویم تا چه گویم با تو ای رام
ازین غیرت برفت از خانه ساده | ز ننگ طعنه در دریا فتاده
مرا جسم آمده بر حال زارت | که آگاهت کنم از کار و بارت
چو بشنید این سخن مرد پریشان | بلائی بر بلائی دید بر جان
بگفت از زال کای از بهر بیچون | زمانی همرهم شو تا بجیحون
ببر تا آن لب جو این تنم را | چه چیز است آنکه برده آن صنم را
بغرض رفتند هر دو تا بدریا | که موجش شور میزد تا ثریا
بسان اشک عاشق تیز رو بود | ز تیزی موج موجش تو بتو بود
خیالی گر گذر کردی بران جوی | شکسته میشد اندازه تکاپوی
بدید آن آشنا چون بحر بیتاب | چو ماهی بی تکلف رفت در آب
وصال خویش در این کار دانست | نه دریا بل حریم یار دانست
فرو شد بی تامل در محیطی | مرکب شد عدم اندر بسیطی
کسی کز عشق جان را عدم زد | تکلف بر طرف دم در قدم زد
ز جان دادن مشو ای دوست دلگیر | بده جان جانها بگیر برگیر

چو جان دادی چه جانها بر تو باشند | غمِ جانی ز جانِ تو تراشند

غمِ اینجا تا چه گویم شادیِ تست | خرابی باعثِ آبادیِ تست

خرابی گر نداری این خرابی | ز معموری خبر هرگز نیابی

خزان خود یک نویدِ نوبهار است | حصولِ بیقراریها قرار است

رفتن زال و بخویشان از غرق شدن عاشق نوید دادن وازین استماع افتادن معشوق در دریا

ندانم چون دهم این قصه را دل | بیانِ عشق بس کاریست مشکل

ادیبِ عشق چون تعلیم گوید | نخست از تخته ات نامت بشوید

دهد تعلیمِ وصلِ یار همدم | شوی با دوست ای مهجور بی غم

نما حاصل واله چون رفت در جو | شده فرخنده آن زالِ سیه رو

برفت اندر سرای آن پریزاد | بخویشش واقربایش مژده بر داد

که در جو غرق شد آن مرد شیدا | ز جان بگذشت و نامش نیست پیدا

چه داند این سخن شرمندهٔ عشق | نمیرد هان نمیرد زندهٔ عشق

شنیدند آن همه گشتند تازه | تو گویی کرده هر یک رنگِ غازه

فرستادند بر دکان پسر را / که تا بفروشد آن لعل و گهر را

پسر القصه بر دکان رسیده / کجا قالب که اکنون جان رسیده

شده مشغول در جوهر فروشی / فروشیدن نمود از تیز هوشی

همه بازاریان را دید برکار / ندید آن واله را در صحن بازار

چنان گذاشت تا پرسد که چون شد / ولیکن دل ازین اندوه خون شد

نه در بازار دیده روی عاشق / نه اندر شب شنیده بوی عاشق

دو سه روزی چو بگذشتند بیچون / ملامت بر جوان گردید افزون

چو اینجا حسن را با عشق کار است / بسا پروانه را شمع انتظار است

چه باشد شمع گر پروانه شود / چه باشد حسن گر دیوانه نبود

خریدارا نباشد یوسفی کیست / چو نبود عندلیب این رنگ گل چیست

بحسن و عشق نسبت از ازل شد / بنزد عارفان این رمز حل شد

همه ملزوم و لازم هست ابد دست / بقرآن فاذکرونی گفته اوست

جوان آخر بپرسید از کس احوال / چه شد آن عاشق شوریده احوال

بگفت آنکس مگر حالش ندانی / تعالی الله کنون با من چه خوانی

دو سه روز است کان شوریده تو / بدریا غرق شد غمدیده تو

[illegible]

شنید آن ساده چون افسانه از وی ‌ ‌ شده دیوانه دیوانه از وی

گرفت او را که ای گوینده اکنون ‌ ‌ بیا همراه تا آن روی جیحون

شده استاد آن مهرو زمانی ‌ ‌ بران ساحل که عاشق داد جانی

ز یادِ عشق او در سینه تف شد ‌ ‌ بسانِ قطرهٔ نیسان در صدف شد

فرو شد در عمیق بحرِ پرجوش ‌ ‌ گرفت آن کشتهٔ خود را در آغوش

جوان چون غرق شد در قعر دریا ‌ ‌ شد از بینندگانش شور برپا

بسان دم شد خبر بر هر دو شهر ‌ ‌ که طفلِ جوهری افتاده در بحر

غریو از شهریان برخاست آندم ‌ ‌ نماند هر دو زن در خانه از غم

بدینسان قصهٔ ناگفته استش به ‌ ‌ قیامت رفت گوئی بر که و مه

چو غم با دیگران شد بر سر او ‌ ‌ چه گویم از پدر وز مادر او

همه کس دام افگندند در آب ‌ ‌ فرو رفتند غواصانِ بیتاب

پس از دیری ز بسیاری تکاپوی ‌ ‌ بدست آمد بسی در قعر آن جوی

چو بینند آنکه با نازک میانی ‌ ‌ هم آغوش است آن افسرده جانی

سوی ساحل کشیدند از تهٔ آب ‌ ‌ تو گوئی یکدگر بودند در خواب

سرِ معشوق در آغوشِ آن بود ‌ ‌ لب آن سرو گویا توامان بود

پریشان گشت آن مجموع زنجال | جوان و طفل هم پیر کهن سال

با انبوه بر انبوه بودند | زیارت بر شهیدان مینمودند

بد انسان بند شد عاشق بمعشوق | بزور کس نمیگردید فاروق

چو آن خود رفته بود از خویش ای عور | ندانم رفته را چون میکنی دور

نمیدانم که زو بر دوش واله | گره محکم از ان مشکین کلاله

نه بکشاد آن گره کردند بس ساز | نگشتند آن جدا هرگز دو دمساز

نمی بینیم کسی بر سر زمینی | گره بکشاید از حبل المتینی

چو عشق انجا دو کس را داد پیوند | جدا هرگز نگردد از کس این بند

بدلها کز ازل رفت است رشته | نمیسازد جدا هرگز فرشته

عجب زخمی که تیغ عشق دارد | دو کس را بی تکلف یک نگارد

یکی گردد دو تن بر کن شکی را | نه تیغی کو دو تا سازد یکی را

کنون بگذر دلا از یکدو گفتن | نمی زیبد بعشق این دانه سفتن

بیا القصه بر آن قصه اکنون | که پاوش میکند در سینها خون

چو با معشوق آن عاشق شده بند | ز زور هیچکس نکشاد پیوند

بجودها گفتگوی رفت بسیار | شنود از مومن و مومن ز کفار

مسلمان مسئلهٔ گور و کفن گفت — هنود این سر و تن را سوختن گفت
چو انجا مرده فارغ گشت از غیر — بمسجد افگن ای جان خواه در دیر
سقر جنت نخواهد مردهٔ عشق — ثوابی هم عذابی مردهٔ عشق
ز خیر و شر برون رفت است نالش — ز کفر اسلام بیرون است حالش
پس آنگه پیش شاه عهد رفتند — بیک دیگر ز جد و جهد رفتند
به پیش شحنهٔ لاهور آن لاشش — ببردند آن همه با جنگ پرخاش
بگفت آن شاه آخر این سخن را — جدا بودن ندیده آن دو تن را
بگور آرند آوردند در گور — هنودان در گذشتند از شر و شور
نه گوری بلکه بود آن پردهٔ غیب — گرفتند از شهادت آن دو بی عیب
بمعنی تشبیه اول در گرفتند — پس آنگه در ختم تنزیه رفتند
بلی تشبیه اول پایه باشد — بدان تنزیه خود کان پایه باشد
چو خواهی جلوهٔ مهتاب بینی — خود اول قرص او و آب بینی
دلا اکنون چه گویم قصه را باز — که در جوش است جانم نشهٔ راز
بصورت کثرت آمد قصه این — بمعنی وحدت است این قصه من
رموز بیخودی گفتیم در هوش — بفهمی گر عرفان کنی نوش

بتفصیل علم اجمال است بے قیل | باجمال علم پیدا است تفصیل
به پیش رمز دان این نکته شد حل | مفصل مجمل و مجمل مفصل
شنو بی تخم تخمے و شجر نیست | بداند هر که از خود با خبر نیست
ز وحدت سوے کثرت رفته زین پیش | هو الظاهر هو الباطن ثنا یش
خود او عاشق خود او شد دلربایے | بجاے بلبل و گل گشت جاے
بدانی گر ترا عین الیقین است | حقیقت فی الحقیقه هست و نیست

گفتن قصه را در سلوک و آوردن بعضی اشغال

بحکم آنکه چون بیچون بچون شد | ز هر رنگے بدلها رهنمون شد
بهر رنگے اگر گویم همه اوست | غلط فهمی بکن زنهار ای دوست
کنون رنگ دگر دارم بیانے | ازان شوریده وزان دلستانے
کنم افسانه را بر حال سالک | نمایم شرح با آمال سالک
بود آن دلستان بل روح بوده | که اندر عشق دلم ممدوح بوده
بجسم اے جان کنایت شد ز بازار | بدکان درون گشته نمودار
ز نزدیکے که پیش آن یار بودند | یقین دانی که آن انوار بودند

خریداران گرفتم واردات است | خیالات است و حالات صفات است

ازان عاشق بدل رفتا بشارت | بلے جز دل که یابد این بشارت

دلا یکدم ز رنگ آب و گل رو | بدل رو هان بدل رو هان بدل رو

نه شب بود آنکه آن نازک میانے | بخانه میرسیدے از دکانے

حجاب نفس کافر بود بر روح | که دل از ظلمتش گردید مجروح

نبود آن روز کان تابنده خورشید | رسید بر دکان چون عمر جاوید

نمایان جلوهاے روح بوده | دل از دیدار او مفروح بوده

گهے وسع گاهے تفرقه دید | پریشان قبض و بسط را همی دید

نه آن خویشان چو آنرا قید کردند | دل شوریده را نومید کردند

دلا بشنو که اکنون گویم این بات | همه بودند آن وسواس و خطرات

ز نفسانی و شیطانی که هر دم | همی آرند بر دل صدمت غم

که در هجرش پیاپے ناله میگفت | خواطر از ریاضتها همی رفت

نبود آن زال اے جانم بیندیش | که از دستش بدر یارفت درویش

کسے کو بیقرار از عشق هر دوست | تو قتش امتحان می آید از دوست

پس آن زالے نبود آن امتحان بود | نبود آن جان وهی مقصود جانان بود

بشنو دم امتحان بار بیست مشکل | بعارف مینماید مقصد دل

خوش آن کز امتحان خوف و جوے | نمیگردد بحق سازد رجوے

نبود آن بجز کیفیت ربوده | سراپا محو استغراق بوده

ز استغراق چون دل گشت مفتوح | ضرورت هم گذارش میشود روح

غرض در روح چون ا یافت جاے | بنامند اهل دل آن را فناے

فنا گردید از خود گشت بیخویش | فناء فی الفنا آید بدل پیش

فنا آنجا چو شد عین بقا هست | انا گفتن دران حالت روا هست

شد اینجا روح و نفس و عقل و دل یک | بنزد اهل معنی کے بود شک

بساحل آمدن از قعر آن جوے | بقا بوده است بنگر اے نکوروے

فنا رفتن بقا باز آمدن دان | عروج و هم نزول اے دوست برخوان

پس آنگه جاے او شد در رداے | که لا یعرفهم غیری سواے

چگویم پیش ازین رمز نهانی | بود باقی شده از خویش فانی

نماند رهبر اینجا ره رو راه | اذا تم الفقر فهو است الله

اگر خواهی که فهمی این بیانے | مشو خودبین خدا بین شو زمانے

خداوند آنکه خودبین است واصل | ز خودبینی خدا بینی است حاصل

ولے تا هستیت کوهیست در پیش / نه بینی هان نه بینی جلوهٔ خویش

بکن این سنگ را از تیشهٔ ذکر / ببین آنگه درسان اندیشهٔ فکر

عزیز مصر در بازار دل بین / درخشان لعل در کهسار دل بین

چو دل بین لعل بین باشی چه نیکوست / شنو معقول تو محسوس آید دوست

عیان گردد جمال بے مثال / که فی الکل هو الکل است بالکل

در عذر تالیف و خاتمهٔ کتاب گوید

ولا این داستانها گونه گونه / ز عشق دوست چون آری نمونه

شمار عشق در اشعار ناید / بیانش با لب گفتار ناید

چو رمز عشق در گفتار بودے / خرد در محفل او یار بودے

کجا غند در نیا پیشهٔ عشق / درین صحرا نگردد بیشهٔ عشق

چو آنجا عشق برگوید فسانه / تو گوئی سینه‌ات آتش زبانه

کسے از گفتگویش سر برآرد / زبان آتشین چون شمع دارد

چه باشی تو که از عشقش زنی دم / تو خود لیلیا کن در عشق اسکم

کنون بس کن درین راه ای نازی / ترا لیکے بلکه یارای نداری

ازین راے که داری لب فرو بند — درین ره حی ندارد راے پیوند

بلے این درد را ننگ است یارا — بسان شیشه و سنگست نما ے

ز بیدردی مزن در عشق فالے — چو داری درد بکن قیل و قالے

بجز بیخود نگوید این معانی — معاذالله ز خود گفتن ندانی

ز خود تا بیخودی راه دراز است — گذشتن از خودی خود عین راز است

خودی کز خود بود آن خود نمائیست — خودی کز بیخودی آید خدائیست

فنا حاصل از خودی بگذر زمانے — پس آنگه گو سخن زین معنی بیانے

چو نے از بیخودی زن پرده هائے — که بر جوشد ندا اندر صدائے

خوش آن گویا که از خویش است خاموش — خوش آن پیدا که خود گشته فراموش

ز خود یکسو شو و در عشق زن دم — تو از خود عشقیا می باش ابکم

تگاپوے تگ و دو ساز چیز — ازان آتش رخ مست شرریز

ریاضم تازه کن زین لاله زارے — سمندر مشربان را ده بهارے

بیفشان آنچه در جانب شو و سوز — ردیف شعلها مانند نو روز

ولے در سینه‌ام زین داغ آتش — بگانه چون نشانم باغ آتش

بسوزش چون من و مائی نگنجد — دگر خود کیست تا رنگش بسنجد

همان بهتر که تا گویم این گفتگو بس / و هم چون شعله را پیوند با خس

درین ناگفتنی گفتیم رازی / ز شور عشق بس راز و نیازی

چو داری عینک عرفان بدیده / ببینی جلوه های این جریده

چو آنجا عینک عرفان دهد نور / بهر رنگی ز بیرنگی کنی سور

حکایت فی المثل

شبی سیری نمودم در شهره / ز هر کوی و دری جویای بهره

بهر سوئی همی رفتم پر آشوب / دل آشفته و جان عافیت کوب

ز حیرت آنچنان دل بیخبر بود / ندانم کوی دل یا کوی در بود

ببازار آمدم القصه آن دم / که دیدم رنگهای کیف و هم کم

نه آن کیفی که گو آورد حیف / کم و کیفی ز جوش بی کم و کیف

بجنبش پرده از جا درست بود / میانش شمع و یک بازیگری بود

صور هر رنگ رنگ از پرتو نور / نمودی داشت بر بند و یک پرده ور

چو دیدم آرسیدم از جمالش / چگویم رنگ اعیان داشت حالش

صور از عکس می آورد بر عین / تو آن سر می نمودی بی شک و شین

زعلم و عین هر دم داشت جوشی ‌‌‌‌|‌ ضرورت نارد و آن لحظه پوشی
عیان میساخت هر رنگی ز اعیان ‌|‌ ولی خود بود الان کما کان
ازین هنگامه تغییری نبودش ‌|‌ کم و بیشی تصویری نبودش
چو دیدم نیک نیک این قصه را باز ‌|‌ بتشخص ما هویدا هست این راز
کجا آن دیده تا بینم بهارش ‌|‌ ز جان خویشتن باشم نثارش
تنم یک پرده در روی احمدی نور ‌|‌ تو از خود عشقیا چون میروی دور
صورهای دو عالم در سیر تست ‌|‌ جمال و هو معکم در بر تست
عجب تا دیده بگشای و دیده ‌|‌ که این هنگامه در تست آرمیده
از انم پیش ازین گفتن عبارت ‌|‌ بعاقل هست تکفیه الاشارت
ازین پس ختم گشته نامهٔ من ‌|‌ دگر گفتن نداند خامهٔ من
نه رای رمز گفتن بود ما را ‌|‌ نه یارای نهفتن بود ما را
بگفتم انچه نزد من گفتنی بود ‌|‌ کنون گردان تو نظم ای عشقیا زود
عروض و قافیه گر دو نفینه ‌|‌ نیابی بر نتابی دل ز کینه
عروض و قافیه جز و ز خرد نیست ‌|‌ چو عشق انجا تمیز نیک و بد نیست
زند هر دم سر و دستش عشق این فال ‌|‌ که الفقرات لا تبیب سر حال

خرد از عشق بس اندوهناک است | جہان پاکست گر خس کم چہ باک است
نمی باید خبر و با عشق ہشدار | چو جاء الحق زہق الباطل اے یار
فحاصل این بیاض ما ز عشق است | تر و تازہ ریاض ما ز عشق است
نہ بیند جلوہ اش جز بلبل عشق | کہ پیدا نیست در وے جز گل عشق
خدایا تازہ کن ہر دم بہارش | بحقِ احمد و اولاد و یارش

تمت

رسالہ سوال و جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عصمت پناہے کہ بر فہم و ادراک راسطوت جلال او گداختہ اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
عَنِ الْعَالَمِيْنَ شوکت دستگاہے کہ در بلدۂ جسم سریر دل را تکیہ گاہ خود پرداختہ
قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰى حشمت انتساہے کہ شہر تن را با جلوۂ جان آباد ساختہ
نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ سلطنت جاہے کہ کارفرمائی رائے و تدبیر در ابراے اہتمام
معمورۂ جسد باختہ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ طرفہ تماشاہے کہ امتیاز لذائذ لون نعمائے
لون لون را در کام نفس انداختہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا اِعْلَمْ اَيُّهَا الذَّائِقْ اینکہ در بیان آمد

همه اطوار اوست جل شانه دیروز کثرت در وحدت بود امروز وحدت در کثرت است

ه در مقامی خار و در جای چو گل * در مقامی سر که در جا نیست مُل * لمؤلفه

به بزم جان که کسی قیل و قال میدارد	دگر بگاه دل شور حال میدارد
یقین بدان دگری نیست زین همه اطوار	هم او جواب کند هم سوال میدارد

آری شوریدگان بادیهٔ فراق که از غایت اضطراب با زمین و آسمان سوالها کرده اند
و از نهایت پیچ و تاب با جنبیده و آرمیده سخنها پرسیده اند ه مجنون ز سپهر شکایت
با ماه و ستاره در حکایت * فی الحقیقه اوست ع گهی بر صورت مجنون بر آمد *
که از طور عشق و طلب و اضطراب بر دلهای شان نمودار گشته ه می برد احببت
ان اعرف مرا * ورنه کو اهلیت این صفت مرا * موید اوست و آسودگان حریم
وصال و رسیدگان محفل جمال چون بجو و بجو در اسیر یافتند و جوش انا الحق زدند
و عجیب مشکل و کشاینده عقدهٔ لا حل شدند بی تکلف همو است ع گهی در کسوت
لیلی فرو شد * وفی انفسکم افلا تبصرون در بیت آمده شخصی را دیدم
که تنها نرد می باخت و دست راست با دست چپ مقابله نموده کعبتین می انداخت
پس ببین که مات شونده و بازی برنده کیست در باب ه همه محب همه محبوب
باز محبوب است * نگر که چنین جلوه بس عجب خوب است * مردمان از بی امتیازی

افہام این حال رانمی فہمند پری و دیو کہ برآدمی می رسند کارفرمائی میکنند و آن آدمی از سیان
سیر و و تاثیر الٰہی و جلوہ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ راشکر اند سُبۡحَانَ ذِی الۡمُلۡكِ وَالۡمَلَكُوۡتِ
صاحب سے معنی این فقرہ کہ ذی الملک والملکوت در مدح انسان منسوب ساختہ چنانچہ
فرمودہ اسے نسخۂ این فراز و پستی ❊ امانہ بدین صفت کہ ہستی ❊ تو بودی عکس معبود
ملائک ❊ ازان گشتی تو مسجود ملائک ❊ بود از ہر شئی پیش تو جانے ❊ وز و در بستہ با تو پیمانے
ازان گشتند امرت را مسخر ❊ کہ ذاتِ ہر یکے در تست مضمر ❊ جہانِ عقل و جان سرمایۂ تست ❊
زمین و آسمان پیرایۂ تست ❊ طبیعی قوتِ تو دہ ہزار است ❊ ارادی برتر از حصر و شمار است ❊
و این تاج بر سر مبارک حضرت محمد مصطفےٰ منور و منجلی است اَنَا اَحۡمَدُ بِلَا مِیۡمٍ وَمَنۡ
رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَاَی الۡحَقَّ دو گواہ شاہد حال اوست صلے اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین
اما بعد میگوید فقیر حقیر برکت اللہ کہ از مدتے اسولۂ چند در خاطر جا یافتہ بود و سیاحان
وارد و صادر نیز استفسار اقوال حقائق کہ معانی آن جز دلِ آگاہ نتواند فہمید در میان آوردند چون
از کرم کریم و لطف عمیم جلوہ بے تعلق و بے تسمع در نمود آمدہ بحکم آنکہ ع تو ئی سر آوردہ از جیب
ما ہم رنج دہندہ و شفا ہم ❊ ہم درد دہندہ و دوا ہم ❊ دل با جوبۂ آن سر افراختہ
درین چند اوراق بافتہ سوال وجواب نام ساختہ سازہر مقدمہ و پردہ ہم گفتگو را
بر معنی سلوک کشیدہ و نواختہ وَاللّٰهُ الۡمُوَفِّقُ وَالۡمُعِیۡنُ سوال این گفتگوے عقاید و مذہب

کہ مردمان باخود ہا مکابرہ دارند کسے سنّی است وکسے رافضی دیگر خارجی یکے شیعہ وہر کسے
بجائے میرود واز دلائل بطرفے راہے میگیرد وانچہ صدق وراستی وراہ مستقیم است
ہر کدام ازینہا محمول میتوان کرد **جواب** این عاجز بکتب عقائد ومذاہب آگاہی ندارد
وگاہے جز کشی نکردہ کہ ازان مجیب شود ولیکن بوجہے کہ دل ازنیاز مندی حاصل کردہ وبران
مستقیم است اینست کہ ہر چہار یار کبار ایمان بحضرت سرور سالار کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
آوردند ومسلمان شدند وہمہ اوضاع واطوار او درخود ثبت نمودند پس بدان از راہ محبت کہ اینہا بودند
مگر ذات او صلے اللہ علیہ وسلم بحکم فَنَا فِی الرَّسُوْل ہمہ سے مجنون مثل لیلی خود رانیافتند
پس چنین کسان اگر ازبیان روند عجب مدار جبر وار شود وبے خبر شو المقصود صدق محمد جسم یافتہ
آنرا صدیق اکبر گویند وعدل محمد صورت گرفتہ آنرا عمرؓ خوانند وحیائے محمد تشخیص یافتہ آنرا
عثمانؓ نامند وجود وعلم محمد در جلوہ آمدہ آنرا علیؓ دانند پس فی الحقیقۃ اوست کہ بچہار صفت
نمودار گشتہ چراکہ پیش ازین این ہر چہار چنین نبودند تا آنکہ ایمان آوردند اکنون بدانکہ نفرت
کردن یکے ازینہا نفرت از وست ونفرت او نفرت از خدا است وآن کفر است دیگر شنو
صدق وعدل وحیا وعلم ازین ہر چہار صفت اگر یکے گزارے انسان نباشی ہر کہ صدق را
گزارد آدمی نتوان گفت اگر عدل را گزارد ہیچ نیست واگر حیا گزارد وائے بر زندگانی او واگر
علم گزارد حیوان است دیگر شنو صاحبدلان کہ ارشاد تصور ومراقبہ کردہ اند گوش وچشم

وہنی دوہان آن راہچہار کتاب وچہار فرشتہ خصوصًا بچہار یار کبار نسبت دادہ اند

باید دید کہ اگر در حالت شغل چشم را گزاردکور دل است وگوش را گزاردن دل را

کر ساختن است ودہان را گزاشتن زبان دل گنگ کردن است وبینی موقوف

نمودن مشام دل را از ان ریاحین حمد وحمد و شنتن است پس معلوم شد کہ چہ از راہ گفتگوے

ظاہر کہ مذہب خوانند وچہ از راہ جستجوے باطن کہ مشرب نامند انکارے واکراہے

ومخالفتے گنجائی نمی باید اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ این سیارگان ان

ماہ اند کہ از آفتاب حقیقی درخشندگی یافتہ جستجو ہم زکجا تا بکجا راہے یافت

جلوہ مہر ستارہ وزان راہے یافتہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

عاطے از ولی اللہ سوال کرد کہ معنی این عبارت کہ قول حضرت علی است کرم اللہ وجہہ

بیان کن اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ الذِّکْرُ بَیْنَ الذِّکْرَیْنِ الذَّنْبُ بَیْنَ

اللّٰهِ نَبَاتَیْنِ ہر چند انکسار کردم رہائی نداد بضرورت برقدر طاقت بہ جواب

ملتمس شدم اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ اسلام یعنی سلامت بودن وآن غیر است

وتاکہ غیر است اسلام حقیقی نیست پس اسلام حقیقی میان دو تیغ است ومراد از دو تیغ

تعلق کونین است وحدیث ہم برین موید است کہ طالب دنیا وعقبے را مونث ومخنث

گفتہ وآنکہ اسلام پاک یعنی حق را خواستہ واین ہر دو را قطع کردہ او را طالب

المولی ذکر فرموده واین مرتبه را تجرید و تفرید خوانند اَلذَّاکِرُ بَیْنَ الذَّاکِرَیْنِ قول اهل کمال است
که ذاکر تا که نفی خویش واثبات حق نکند ذاکر فی الحقیقة درست نیست وبجائے نمیرساند
پس میان این دو ذکر که نفی خود واثبات اوست ذکرے عجیب است که رفته رفته ذکور
میساز چنین ذاکر را آه صد آه سه تا هستی تست با تو در پوست چه هیچ نه ترا حکایت اوست
اَلذَّنْبُ بَیْنَ الذَّنْبَیْنِ باید دانست که خود را نفی نساختن واثبات حق نکردن هم این
دو گناه است سالک را گناہے است که هیچ کبیره برابری آن نتواند کرد ے در هجر و وصل منفعل
هستی خودم چه خجلت کدام روز خرابم نمیکند ۞ المقصود معنی قول چنین کسے کرم الله وجهه
کرامت زهره که در بیان آرد و چه طاقت ادراک را که باستفسار شتابد لیکن حسب ذهن خود
آنچه نوشته نوعے مناسبتے دارد وازان الفاظ این معنی می خیزد و مطابق طور روندگان این
راه که از اعلی تا ادنے متفق بر نفی خویش واثبات حق اند وسالکان ازان مامور شده اند
تطبیقے دارد وَاللّٰهُ یَهْدِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ سوال معنی اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ
چه باشد جواب آدمی از آدمی است وحیوان از حیوان آهو از آهو شیر از شیر جائے
نشنیده ام که از شیر روباه واز روباه شیر پیدا شود معنی همین است اگر دیگر آرزو است
با اهل علم پرس نفے ترجمه اش چنین است که اعیان ثابته با عالم مثال در خورد و پیوند
گرفت ازان نتیجه بهم رسید که انسان میگویند و اسرارے که دارد از سبب نادانی

محرم آن نیست مگر آنکه رجوع باصل خود کند و آنها که باصل رسیده اند آثار سِرّ الابیه
را فهمیده اند و ارشاد نموده اند خَلَقَ اٰدَمَ عَلیٰ صُوْرَتِهٖ و آدم را بر نمونهٔ خویش آفریدیم
این دلائل بر سر الابیه موید و موجه است صاحب دلے بر ہمین معنی در جوش مستی فرموده
ع مادرے دارم که او جفت خداست ❊ من ازان مادر زنار آزاده ام ❊ لیکن چه حاصل
ع بر خود لقب از خواص کردی ❊ حیوان دگر قیاس کردی ❊ سوال
شرح اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ باز گو جواب مدعا ظاهر است چه گویم وحقایق او
اینست انسان که نام گرفته بسبب لبس یعنی خلقت و تعین که در و گنجائی یافته و نهان
شده وگرنه در اصل حق است در باللباس بار سببیه توان گفت ع
گر تجلی خاص خواهی صورت انسان ببین ❊ شخص را بشناس کو هم اول و هم آخر است
لمؤلفه بنام آنکه از هر مذهب و کیش ❊ لباس تازه دارد در بر خویش ❊ نهان در پرده
در پرده عیان شد ❊ بزید و عمر نامید و جهان شد لمؤلفه همایون قطره ام یکجر بحه ام
و صنعم نمیدانی ❊ که از خم خانه سیرے کرده ام در کشور مینا ❊ سوال حضرت
ابراهیم ادهم با چند اولیا بر کوہے نشسته بودند قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُمْ یکے ازان گفت
که ولی کرا میگویند فرمود که اگر کوه را گوید که روان شو روان شود همدرین کوه از جا
بجنبید و روان شد فرمود که بر جا باش من بر تو مثلے میزنم حکم نمیکنم آخر کوه بر جا ماند

این یافته نمی شود بیان کن هرچند از کرامت اولیا بعید نیست لیکن ولیکن بیار
تا فهمیده شود آدمی ضعیف را کجا طاقت که کوه پر شکوه را جنبش دهد **جواب** آنجا که وجود
است امکان جز وهم و خیال هیچ نیست پس وهم و خیال را دور ساختن چه قدر کار است
این فرقه که عین ذات اند ممکن در نظر ایشان وجودے ندارد و گردار و از آن ایشان است
چنانچه قول حضرت جنید است علیه الرحمة که تمام عالم شندهٔ من است و آفتاب را هفت
پاس باز داشتن از غروب که مشهور از شاه شرف بوعلی قلندر است رحمة الله علیه از همین قبیل
باید فهمید و این فرد فرموده اوست ؎ گر شبے دست دهد وصل تو از غایت شوق؛
تا قیامت نشود صبح دمیدن ندهم؛ تمثیل شو خیال را صورت بستن و نشاندن
و دور ساختن و آفتاب حاضر و غائب کردن چنانچه در هر شب هویدا است همچنان ممکنات
پیش رسیدگان ذات است ؎ گفتم چه بود عالم و آدم گفتا؛ فانوس خیالی و چراغی در وے
سوال اهل کمال میگویند که همه حق است غیرے نیست و این فرد هم مشهور همچنین
است که ؎ بیزارم ازان کهنه خدائی که تو داری؛ هر لحظه مرا تازه خدائی دگر است؛
و در فصوص هم فرموده اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ این فهمیده نمیشود اگر بیان
واقع است من چرا خود را غیر می یابم و اگر آن اقوال را غلط گوییم پس چنین کسان غلطی
کردن کرا است زهره باید که در شرح آری **جواب** اینچنین جلوه را مشاهده کردن

نه کار چشم سر است بلکه دیدهٔ جان بین باید در بیان نمی آید المقصود ذات دریا که همه آب است
و موج صفات و تعین اوست اگر فی الحقیقة نگری موج هم آب است اگرچه موج است
ه اے موج ز آب کے جدائی داری ⁂ دانی اوئی و گرنه دانی اوئی ⁂
ه بچه بین می باید اینجا موج بینی کار نیست ⁂ گرچه موج از آب دریا هیچگه اغیار نیست ⁂
دیگر شنو سیاهی ذات است و حروف صفات وے و این صفات را تا کجا شرح
و بهم که الفاظ عربی و پارسی و هندوی و دیگر اقسام ازو در وجود آمده چون بسیاهی
نظر کنی همه ذات است و اگر بحروف نگری همه اغیار خبردار ازین هم آسان گویم مثلاً
مسافرے آمد و نشست که دل را هیچ بسوے او الفتے نشد بعد و برا اظهار کرد که من
فلان و فلانے آنکه جان و دل مشتاق و منتظر او بود همان زمان بر سر نشاندند و خدمتها
کردند باید دید که همان ذات واحد بود بیگانگی و نادانی وحشت آورد و یگانگی و یکرنگی
الفت بخشید ه آب نیل است و قبطی خون نمود ⁂ سبطیان را خون نبود و آب بود ⁂
آه صد آه این وهم و پندار آشنا را بیگانه ساخته در ضلالت انداخته نقل است که بچه شیر
در دشت افتاده بود شبان آورده در رمه میشان پرورید و مدام همراه میشان بچراگاه
می برد و شیر میداد روزے شیر نر از بیشه آمد گوسپندان گریختند بچه ایستاده ماند آن
شیر از آن بچه پرسید که تو کیستی گفت که من میشم او گفت که غلط میگوئی تو شیری آن

بچه گفت که چه طور شیرم گفت بیا همراه من پس بُرد بر لب آب دریا و آنجا برابر استاده
کرده عکس او و عکس خود در آب بنمود و گفت بشناس که من و تو یک شکل و صورتیم چون دید
بشناخت و راه صحرا گرفت و شیر شد ع شیر بیدائے تجرد بودهٔ گردن فراز ٭ گردن شیران
نه زین و نے لجام انداختی ٭ پس بدان که فی الواقع شیر بود و اندیا نداند مگر وهم او
میش ساخته بود و آنهم درست است اگرچه با درست من تهم فهم نے نے به غلط رفتم که وهم
و پندار را بد گفتم و هم نعمتے است عظمی که دوئی ثابت کرده قول فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ را
سرانجام داده سر هجران و اضطراب کشیده رنگها افزوده چنانچه در تحفة الارواح
مندرج است هر که دوئی را ندانست یگانگی را نشناخت اگرچه معنی این قول دیگر است اینجا
موافق مذکور باید فهمید و فی الواقع اگر دوئی نمی بود این شور و اضطراب نمودار نمی گشت صحرا نوردی
و دشت پیمائی که میکرد و کوه نجد از مجنون آباد نمی باشد و بے بے ستون تیشهٔ فرهاد نمیرسید
برهمین حال حضرت شبلی علیه الرحمة فرموده اَللّٰهُمَّ احْشُرْنِي حَمِيَانًا که در انوقت هم اضطراب
و اشتیاق باقی باشد فافهم حیف صد حیف که این حرمان زده نفس گم کرده که مصداق
این عبارت است نه شور هجر دارد و نه جلوهٔ وصل از هر دو محروم است ع کندهٔ دوزخ
نه نهال بهشت ٭ لیکن ازین وسیله که همواره نقال سخنان بزرگان و حاکی قول صاحبدلان
میباشد البته بجائے خواهد رسید و بجائے خواهد پیوست انشاء الله تعالیٰ

تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر سوال
العلم حجاب الاکبر علم را چه طور حجاب باید گفت بزرگی فرموده ع کہ بی علم نتوان
خدا را شناخت ۞ و نیز متقدمین و متاخرین تا این زمان برای طلب علم گردیده اند و میگویند
و حدیث هم وارد شده که اطلبوا العلم ولو بالصین جواب معنی احادیث
بی شان نزول دریافته نمیشود شاید که این حدیث بر حال مبتدیان باشد لیکن مفهوم العلم
حجاب اکبر نزد عارف برین نوع است که علم در لغت دانستن را میگویند و دانست
تمام خلل و سد راه است اینجا فنا فی الفنا می باید اگر گوئی کمال کمل اولیا هم دانسته بودند
بشنو آنها علیهم الرحمة بمرتبه بی نطق و بی سمع و بی بصر رسیده بودند
گویا و شنوا و بینا حق بود ایشان نبودند تا فرمودند که اسمی کا اسم الاعظم پس ازین راه معلوم
شد که علم حجاب اکبر است یالیت رب محمد لم یخلق محمدا گفته که ادرین بزم
ساغر دهند ۞ که وارو بیهوشیش در دهند ع چو گشتم مست لا یعقل نقاب از چهره بکشاد
یعنی اول دانست او بر سید اند بعد ازان دانش من لدنا علما می بخشند علم حق در علم
صوفی گم شود ۞ این سخن کسی باور مردم شود ۞ شخصی سوال کرد که در حالت سرود شوق
و بی اختیاری می غالب میشود اگر بند کند در جگر خون پیدا میسازد و اگر اظهار کند حجاب مجلسیان
و بعضی جا مجموعه مخالفان بهم میرسد سد راه میگردد چه باید کرد جواب آنجا که گرمی شوق است ا

حجاب را گنجائی نیست ع بچشم مغزان جنون راکے حیا زنجیر پاست ۞ وفی الواقع
در ابتدار حال و شروع شوق خطرہ استیاز نمودار میشود ؎ هر جا که من و یار بهم باز
رسیدیم ۞ از بیم بداندیش لب خویش گزیدیم ۞ بے واسطہ گوش و زبان
از طرف چشم ۞ بسیار سخن بود که گفتیم و شنیدیم ۞ پس اگر آشنا ست چرا در بحر
بیخودی می غوطہ زند که نه در جگر خون است و نه حجاب همنشینان زبون وہ وہ ؎
چنان در خود فرو رفتم که هر دم ۞ جنون پرسد چه شد دیوانه من ۞ نه خبر حال و بجا لی
می ماند و نه اثر شوق و بے شوقی نمودار میگردد صفائی محض است دیگرے سوال کرد
که در حالت شغل سالک چون در خود آید گاه صورت نسار گاه شکل امرد او را نمودار
میگردد این محمود است یا مذموم جواب باید دید که از دیدن آن اشکال دل اگر

بجانب عرفان می رود محمود ست که رایت ربی بصورۃ الامارد و بصورۃ النساء
بیان اوست و اگر خیالات شیطانی سر بر میکند مذموم توان گفت لیکن صورت خود
دیدن از انها بهتر است ؎ نے نے ع هر چه بناید همیشه وید نیست ۞ یعنی هر چه در نمود
می آید و بقائے ندارد پس چه حاصل مرد باید که صاف رود بلوئے ازین الوان بند نشود
رفتار مردان پریچ است در اینحال سالک را خللے عظیم است ازین تعین بر آمدن دشوار
اکثر کسان در نظر آمده اند که باین اشکال گرفتار و از کار اصلی بیکار شده اند ؎ تا عکس هستی

تو نماید ور آئینہ معبود تو خیال تو باشد ہر آئینہ بعضے کسان را باین مرتبہ بشکل نسا
ظاہر و باطن پیدا گشتہ کہ خود را ہمان شکل متشکل یافتند و لباس و زیور زنان و آنچہ لوازمہ
آنہا است پوشیدند و از مقصود باز ماندند اگر مرومی کنند و ازین خلل بر آیند جلوہ طالب الکوئے
مذکور یابند **سوال** حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى تفسیر آن مفسران
فرمودہ اند اہل باطن چہ میگویند **جواب** صلوٰۃ وسطیٰ نزدیک سالکان نماز قلب است
کہ آنرا صلوٰۃ دائمی خوانند در اکل و شرب و خواب و بیداری و ہمہ حال جاریست
وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ سویدا وست آیہ کریمہ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ صلوٰۃ وقت
کار زاہدانست و نماز دائمی از عارفانست **سوال** نماز جماعت را تاکید است وَارْكَعُوْا
مَعَ الرَّاكِعِيْنَ و نیز در حدیثات و کتب فقہ بیانہا است کہ یک نماز جماعت بہتر از ہفتاد و
نماز تنہا این را در مقدمہ سلوک چہ باید گفت **جواب** حواس را گرد آوردن و متفق ساختن
جماعتے است عجیب از ان جماعت ظاہری کہ دل در انتشار و حواس بے اختیار است
باید دانست کہ آدمی را پنج چیز مرکب میگویند چنانچہ در کتب شغل مسطور است و بخمسہ قادریہ
عالمی با مور آتش و باد و آب و خاک و ہوا و ازین پنج ہر یکے پنج پنج توابعان وارد
کہ جملہ اصل و فرع ہر پنج بیست و پنج میشوند اگر این ہمہ متفق شدہ برکوع و سجود در آیند نماز جماعت
سر انجام یابد چنانچہ مطلع ہندوی ازین فقیر است جب لگ کیجے پانچ پچیس

شب نرودی ہم کے مارک بلین بہانوتی ایس ؛ ونیز خضوع تن وحضور دل وشہود جان
دربیان است اکثر فقیران نماز جماعت وشبها با عالم ارواح میگزارند واین ہم شدہ است ومیشود
که در مقام خیر و حاضر اند و در بیت الله آمده ہم بجماعت داخل میشوند الحال یاران انصاف
کنند و ہر جماعتے ازینها که نوشته شده پسندیده باشد و در ترجمه وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ
ثبت نمایند فقیرے سوال کرد که خلق آدم علی صورته چه معنی دارد حق تعالی
بیچون وبیچگون است وآدم بچون وچگون نمودار است چه طور این مقدمه راست آید جواب
سوالے که کردی در اصل غلط است که از تنزیه سائل شدن وجواب از تشبیه خواستن
مناسبتے ندارد وفے آب یخ میشود وتعین میگیرد مضائقه نیست نقل روزے
قاما عجب روزے که نه روز است و نه شبے برف را گفتم که تو آب ہستی بجمد وامتناع این
سخن سر فرو ماند چرا که لذت سینه تشنگی و گرم دلی ندیده بود بجواب نپرداخت ہمدرین تاب
آفتاب عشق نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ درخشندگی کرده دل بستگی او را
گدازشی داد و یافت آنچه یافت و دید آنچه دید آرے ؎ ہر که مانند حباب از دیده خود آید برون
بے تکلف صاف میگویم که دریا میشود ؛ المقصود اسم الله جامع جمیع صفات است
ومقام تعین واز احدیت که تنزیه محض است چهارم مرتبه فروتر این مقام است که آنجا باسم الله
موسوم شده این را واحدیت می نامند وانسان ہم جامع جمیع صفات است بالقوة اگر

خود را بشگافد و آرزہ طلب و عرفان بر سر رساند بالفعل ہم باید آنچہ کہ ہست چنانچہ سیدگان
سبحانی ما اعظم شانی تا با نا الحق گفتہ اند چرا کہ ہر مرتبہ کہ تو خواہی علو و دنو در وحدانیت مملو ہست
و در بشر ہم کہ پیر و جوان خورد و کلان ہندو و مسلمان اے عزیز این انسان سایہ آن شخص است
کہ وحدانیت نام دارد عراقی فرمودہ علیہ الرحمۃ ؎ بہشتے صحن گشتہ خانہ امروز ٭ نگر خوبان
گذر بر بام کردند ٭ پس لازم کہ آنچہ در اصل باشد و فرع نیز نمودار گردد و ہر جنبش و حرکت
کہ در شخص است در سایہ نیز پیدا و ہویدا است و کارکنان و جانبازان ازین سایہ گزشتہ بر اصل
قرار گرفتہ و جوش ع من خدایم من خدایم من خدا ٭ زدہ بلکہ ازین ہم رفتہ ذات محض شدند
؎ رفت زیستمو یک جملہ صفات بشر ٭ آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد ٭
کہ دران مقام تعین را گنجائی نیست ع انجا اگر آلہ بگوئیم قاصریم ٭ ؎ آنہا کہ سر بسجدہ
وحدت فرو کنند ٭ گر با دو دست سینہ خراشد وضو کنند ٭ زیادہ ازین گفتن طاقت نیست
ع سکھی رے اگیین پریت پنائی ٭ سوال جلوہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَاکَ لَمَا
خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَاَظْہَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ نعت اوست در آخر چون ظہور کردہ بایستے
کہ اول نمودار میشدے بعد ازان دگر انبیاء علیہم السلام جواب مصورے کہ تصویر
میسازد چندان تصویر ہا میکشد چون تصویر مقصود میرسد بس میکند ازین راہ خاتمیت او ثابت
شدہ چنانچہ کاتب کہ مشق میکند وقتے کہ حرف صاف می بر آید ختم مشق میکند نے نیز از

کہ پارچہ می فروشند اوّل چند تھان گزی می برآرد آخر کار تھان قیمتی می نماید اگر اوّل آن قیمتی
نمودار کند اعتبارے ووقارے پیش خریداران نیابد واین ہمہ دیر آمدا محض انتظار ہی
مشتاقان جمال اوست صلی اللہ علیہ وسلم خلوت آلبے وحشمت انتسابے کہ از خلوتخانہ
برملا می آید اول پیشکاران وتوابعان وعہدہ داران وارکان ودولت می برآیند بعد ازان
خود خرامان میشود پس موجب ظہور آخریت او نیست واگرنہ ہر گونہ اوّلیت داشت
کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست ﴿ دگر ہرچہ
موجود شد فرع تست ﴿ سوال انبیا علیہم السلام واولیا علیہم الرحمۃ کہ خاصان درگاہ
ومقربان الٰہ بودند چرا ذلت وپریشانی بدیشان رسید بایستے کہ ہیچونمی شد جواب آیۂ کریمہ
است وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی پس ہر کہ نہی کند نفس را از ہوا
وحرص کہ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ یقین کہ درین دنیا انتشار وپراگندہ حال ماند وہرکہ
موافقت نفس کند کہ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا است لازم والزم ظاہر حال او معمور ومسرور
باشد ودران حال کلام قدسی مؤید است کہ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ الْقُلُوْبِ لِاَجْلِیْ ونیز
حدیث ہم گواہ است اَجِیْعُوْا اَبْطَانَکُمْ وَاَظْمَاؤُا اَکْبَادَکُمْ وَاَعْرُوْا اَجْسَامَکُمْ
تَرَوْنَ اللّٰہَ عَیَانًا عَیَانًا عَیَانًا ہے ع ولا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند ﴿ نیست
موجب ذلت عاشقان صادق درین دار فانی در غرض دیگر آنست کہ آنجا عشق وطلب

خاکساری وخرابی لزوم ولازم آمده ٭ تو معشوقی ترا با غم چه کار است ٭ منم عاشق مرا غم
سازوار است ٭ چو شمعم شعله در تن زد که او لهاے ناز است این ٭ سراپا سوختم من هم
که آغاز نیاز است این ٭ اینجا شبهه سر میکشد که ذلت وخرابی بر حال مبتدیان است وچنین کسے
که گویند مَن رَآنِی فَقَد رَاَی الحَقَّ وَاَنَا اَحمَدُ بِلَا مِیمٍ است پس چرا بے حلاوت
باشد اے عزیز مگر نشنیده که ٭ گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ٭ گہے بر پشت پاے خود
نبینم ٭ گاه بودے که ٭ در پیرهن سبز و پیر ٭ کہ اے زن در دعا یادم آورے ٭ وقتیکه
رسیدی لِی مَعَ اللهِ وَقتٌ لَا یَسَعُنِی فِیهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرسَلٌ ٭
الحال تفصیل نوشتن را دفترها باید میداند هرکه میداند در تذکرة الاولیا مندرج است
که حضرت بایزید بسطامی علیه الرحمة در حالت سُکر بر دریا عبور کرد که پاے هم تر نشد و بر حوض
وضو میساخت و پاے لغزید و در حوض بیفتاد شخصے بدوید رسید و برآورد و اگر نرسیدے
در هلاکت هیچ باقی نمانده بود من فهم فهم سوال خطرات که در نماز و دیگر اوقات وعبادات
می آیند این را چه علاج جواب صاحبدلان علاج آن در رسالهاے خود نوشته اند
در دفع خطرات از بسیار ذکر و قوت حلال و از ماکولات خشک و نرم است لیکن مولوی قدس سره
علیه الرحمة چنین فرموده ٭ پوزبند وسوسه عشق است وبس ٭ ورنه کے وسواس را
بسته است کس ٭ در نسخه یکے از عارفان دیده شد که آدمی مثال آئینه است ازین راه عکس

هر شئے در و نمودار است لیکن دیدهٔ پاک باید تا شکل مقصود در نظر دارد هرچند قبله نما هر سو میگردد

فاما استقامت او بسوے مطلوب است نه نے بغلط رفتم که خطرات گفتم و علاج نوشتم

کیست خطره و کجاست وسواس ای عزیز بشنو انسان مرتبهٔ جامعیت دارد چنانچه تفصیل

آن بالاے کتاب نوشته از علوی تا سفلی هرچه تعینات است که آنرا خطرات خمس نامند

همه در وے مندمج پس هرچه در دل او پیدا میشود خالی ازین مقامات نیست آگاه دلانرا

تماشا است مخالفت گنجائی نمی یابد هرچه ظاهر و باطن نمودار است پرتو جلال و جمال آشکارست

آرے کاسنی تلخ از بوستان است بزرگے فرموده که در حال برون و درون جلوه نمودنه

تا می بینم گاہے بصفت قهار و جبار و مضل و قابض صورت میگیرد و گاه بصفت

رحمن و رحیم و غفور و رزاق و عزیز ملبس میشود پس کیست که از دگر بزم و علاج نماید ظاهر اسم رسید

سعی کسے گفت عاشقم هفتاد و جا هفتاد و جا یکجا نشنیدستم با اگر هر جائی آید بنده هم گفتم

سوال در کتب سلف دیده شد که فلان بزرگ در طرفة العین ختم هفتاد مصحف میکرد

و نیز جاسے دیده که بزرگے وقت سواری بر رکاب پاے نهاد و تا بخانهٔ زین رسید

ختم قرآن میفرمود جانمن این فهمیده نمیشود جواب معنی این سخن [illegible] بر روشندلان

مکشوف است اگر در تحریر آید تطویل می انجامد لیکن تمثیل بشنو که المجاز قنطرة الحقیقة

عصاے است گره دار که سی گره دارد [illegible] سو جمعیت رابهر گره عبور کردن

پدشوار می میسر می آید و آدمی مجرد دیدن ہمہ را در یک لحہ می بیند من فہم فہم بشنو مرو بینا شجر در تخم می بیند مفصل را در مجمل آری سیر معنی دیگر است و سیر الفاظ دیگر تا کجا نویسم کہ این بیان حدے ندارد وقتیکہ از خود برآید آن زمان این جام بادۂ معرفت بپاید ہمدرین نقلے عجیب یاد آمد روزے ازین کار بیقرار زار و نزار گرز م در بازار افتاد برنج دیدم کہ بقال درسبد نہادہ می فروخت صاف و سپید و بوے خوش داشت گفتم کہ این صفا و لطافت و نظافت از کجا یافتہ گفت یکچند بر سبز گیاہ با آب و ہوا سروے داشتم ناگاہ درویدند و روزہا در بوتہ ریاضت سوختند و خشک ساختند بعد ازان بچوب درشت چندان لکد کوب دادند کہ از پوست برآمدم و سراپا مغز شدم برنہیم خام و درین دکان افتادہ و بے سر انجام و سرحال نگرانم کسے نپزند و کدام وقت گزارشی دہند تا با شاہ ہم طبق شوم آہ صد آہ ہے بکار سوختنم شعلہ چون کند تقصیر چہ نخواندہ است مگر سرنوشت واقع طرفہ لطیفۂ نادر از نزہتہ الارواح درین باب یاد آمدہ خواستند کہ شناختہ شوی اول گفتند کہ گداختہ شوی نے نے ہے در طمع عشق جز نکو رانکشند ہلا غر صفتان و زشت خو را نکشند گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز ہ مردار بود ہر آنچہ او را نکشند چہ کار ہر کسے نیست کہ درین دیار بار یابد دل در جوش و زبان خموش و یاد فرا داد و می فراموش و از ہوش بیہوش و زہر درد و بلا نوشانوش آنگاہ یار آید در آغوش ولا بگوش دخود را ز دو فروش و این ہستی موہوم را بپوش

ودر دمے خروش تا بہوش رسی اے بیہوش سوال معنی این فرد چہ باید گفت

ے کدام ماہ جبین دوش محفل آرا بود * کہ شمع از در فانوس در تماشا بود * جواب

مضمون آن نعت زیبندہ است بحکم حدیث اَلْاِنْسَانُ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ

پس باید دید کہ آن نور شمع در فانوس تنزیہ از بصائر عوام مخفی است نگران آن ماہ جبین محفل

آرائے کثرت است کہ لَوْلَاکَ وَاَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّةَ در باب اوست وَکُلُّهُمْ

یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَكَ یَا مُحَمَّدُ خطاب براو صلی اللہ علیہ وسلم

دیگر بشنو بوجہے حق آئینہ خلق است کہ اہل بصیرت نگران آن جلوہ بحکم فَاذْكُرُوْنِیْ

سالہا در حیرت ماندہ اند واز خود رفتہ این را مشرب فنا خوانند مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ كَلَّ لِسَانُهٗ

بیان اوست وبوجہے خلق آئینہ حق است بحکم لطیفہ نزہۃ الارواح کہ او را نظیرے است

با تو وَلَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ

این را مشرب بقا خوانند کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُهٗ شرح اوست وَلَیْسَ فِیْ

جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ وَاِسْمِیْ كَاِسْمِ الْاَعْظَمِ دلیلے است ناطق پس آنجا کہ حسن حقیقی

در مرتبہ جمع کہ اہل تفرقہ ازان آگاہی ندارند متوجہ بآئینہ باشد و محفل آرائی او شبہتے

نیست ع پربہ جو جب تم جیتی مو تن سیا کرت جگ مو تن جیتیو * و رمزے دیگر ہم ہست

لیکن از ادب گفتن نمیتوانند سن فہم کاشفی علیہ الرحمۃ فرمودہ ے بحمد اللہ ہم در دام

شرب ❊ گہی برلب نکردم جام شرب ❊ فردے از جلال اسیر طرفہ معنی وارد ہ

چو مجنون رام آبادی نگردد ❊ بیابان گرد شوق سرکش ما ❊ یعنی مجنون ہرچند صحرانوردی

میکرد لیکن او رام آبادی و تعین بود کہ بسوے شہر لیلی خاطر نگران داشت و دلم را خصوصیت

کہ بر تنزیہ افتادہ کہ ہیچ تعین ندارد بحکم یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ **سوال** بزرگے فرمودہ

کہ بیزارم ازان خداے کہ در سگ و خوک نباشد دیگرے گفتہ بیزارم ازان خداے

کہ در سگ و خوک باشد پس ازین اختلاف تردد خاطر شدہ **جواب** آنکہ نفی کردہ روندہ وادی

مستغرق تنزیہ است و آنکہ اثبات کردہ سیاح صفات است کہ ذات را در صفات می بیند

تنزیہ و تشبیہ دریا را در موج فی الواقع ❊ تو آفتاب بہر گلشن و گلخن درخشان است و آنکہ بر قمر

او نگران است از پرتو او خبرے ندارد **سوال** اَلصُّوْفِیْ لَامَذْهَبَ لَهٗ چہ باشد

جواب اینکہ اہل ظاہر میگویند کہ صوفی را نفی مذہب است یعنی لا و اینہمہ غلط است بلکہ

عجیب صوفی است چرا کہ صوفی آنرا میگویند کہ بصفا رسیدہ ہیچ کدر و غبیر در دل و دیدہ او باقی

نماندہ اَلصُّوْفِیْ سُمِّیَ صُوْفِیًّا لِاِتِّصَافِ عَنْ کُدُوْرَاتِ الْبَشَرِیَّةِ وَالْغَیْرِیَّةِ

پس معنی آنست کہ جاے رفتار نماندہ و عین گشتہ و این در لفظ لامذہب لہ پیدا است فافہم

رباعی صوفی شدہ نیست نیست را مذہب نیست ❊ با دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست

رب رس رب شد رب را رب نیست ❊ جاے کہ بود شمس درانجا شب نیست **سوال** لی

بر دو نوع است یکے آنکہ خود را میدانند و دیگرے خود را نمی شناسد این یافتہ نمی شود

جواب مثلاً دو طفل از خاندان شریف اند یکے اطلاعے دارد کہ من از فلانم و دومی

نمی فہمد کہ کیستم اگرچہ ہست دیگر شنو انسان را باید دید کہ در مرتبہ جامعیت بحکم نَفَخْتُ فِیْہِ

مِنْ رُّوْحِیْ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہمہ معمور اند لیکن آنکہ حالات بالقوہ را

بالفعل آوردہ خود را شناختہ است و دیگرے در نیامدہ نشناختہ اگرچہ ہست نفے آنکہ میداند

مرتبہ ایجاب است کہ تنزیہ را با تشبیہ یافتہ و آنکہ نمیداند مرتبہ سلب است

بدل گفتم کہ از دلبر خبر جو ٭ دل آنجا رفت و او ہم بیخبر شد ٭ —

تمت

بالخیر

محمد مبارک الٰہی کاپی نویس ساکن مارہرہ ضلع ایٹہ

عوارف ہندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالاتر از سیاہی رنگ دگر نباشد۔ وصف نور ذات میکند کہ سیاہ است وہمہ انوار وتجلیات فرع اوست چنانچہ در گلشن راز گوید ؎

سیاہی گر بدانی نور ذات ست ۔ بتاریکی درون آب حیات ست

النور فی الاسود ساجن ساجن رہٹ ہے چھوٹے بڑے بیٹھ آرے ع کہ در سدرہ جبریل از و باز ماند ؎

رفت زمسعود بیک جملہ صفات بشر ۔ آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان فی ذات شد

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ نعت اوست صلی اللہ علیہ وسلم

وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین • اما بعد میگوید فقیر حقیر برکت اللہ اویس حسینی الواسطی البلگرامی کہ از مدتے در مارہرہ استقامت دارد اکثر امثال ہندی از زبان عوام می شنید و در پے معانی آن میرسید چون دید کہ رموزات معارف و اشارات حقایق از الہامی شونہ پدید پس شرح آن امثال موافق وجدان و حال نمودہ درین مختصر گنجانید و این چند سطر از ان کوشید کہ مستمعان بر غلط نروند بلکہ ازین راہ رہ بحقیقت برند اگرچہ بر صاحبدلان و اہل عرفان بیان این سخنان نمودن تحصیل حاصل است اما برائے مجاز دانان کہ جز ہستی موہوم در نظر شان پیدا نیست تشریح دادہ و این خود ہویدا است کہ کھیو سوندھا تو کو برہ کو تھ و سا بجھ کے مرے کون کیا لے رو ییے یعنی کسی کہ محروم ابدی و مردہ دل سرمدی است باوی اظہار این حال تا کجا باید کرد لیکن شاید کہ از معنی مثلی فضلی و کسلی و در سازند و بہ اذواق علوی پردازند و خیالات نسبی و اضافی در بازند و ندانند کہ کھچڑی کھائیے دن بھلائیے یعنی بر گفتار راضی باشند و بکردار در نروند اے عزیز از زبان تا بوجدان تفاوت بسیار است و از بیان تا بعرفان منازل بیشمار سے علم ... سر بسر قیل است و قال ❊ نہ از وے کیفیتی حاصل نہ حال ❊ پس باید کہ گرائید

و بر آیینہ یعنی ہستی موہوم را بزدایند نیازمند چون اکثر اوقات گوشہ
اختیار کردہ و خیال ملاقات از سر نوردہ از خوف آنکہ تنہائی دیوانگی انگیزد
و سودا آویزد ازین راہ کاغذ را ہمدم خود ساختہ و قلم را محرم پرداختہ۔ و مرے
کے چنین نرالی ٹاھ سخنان ذوق و وجدان درین اوراق باختہ
اگرچہ این بیچارہ را چہ یارا کہ اونٹ بوڑے بھیڑ بھتاہ لیے۔ مصرع
ہمہ سر در نقاب ما عرفناک ٭ نہان را عیان گمارد و لابیان را در بیان آرد
و بے نشان را در نشان سپارد وفا ماچہ کند کہ بتعبیر ع لیس فی الدار غیرنا دیار
آن بے نشان و نہان و لابیان بے تکلف عیان و در نشان و بیان است
کہ ع نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش ما ٭ پس بہ ضرورت قلم را دوانیدہ
و بعوارف ہندی نامید سوال اگر کسے گوید کہ نہان عیان ست
و لابیان در بیان پس عیان را بیان چیست جواب ؎

خود گوید و را ز خود ز خود می شنود	و از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند مصرع

ہمو بیندہ ہم دید است و دیدار ٭ دیگرے درمیان نہ لا احصی ثناء علیک
انت کما اثنیت علی نفسک المقصود توقع از خوانندگان آن دارد
کہ سہو رفتہ و خطائے گفتہ را بہ اصلاحے کوشند و بذیل کرم بپوشند

وندانند کہ با عبارت ادنیٰ معانی اعلیٰ را مناسبت نمودہ و ادبے از دست
ربودہ و باستہزا پیش تو آیند کہ بنیا دھنیا مونج کی تانت یا آنکہ
نئی چکنیان انڈھی کا پھلیل بدعتے و اختراعی کردہ معانی لطیف را
با عبارت کثیف در نوردہ بلکہ ؎ گفت و گوے عاشقان در کار رب
جوشش عشق است نہ ترک ادب ٭ اے عزیز ہر دنوی کہ در نظرت
می آید اگر بدیدہ تحقیق نگری علواست کہ ع ہر موری سلیمانی است ہر حقیقت نیست
عنقائے ؎ مگس را بچشم حقارت مبین ٭ کہ او نیز در بارگہ مہتر نیست ٭
دلا تو کجا میروی ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ با کار خود محفوظ باش
و در یار خود ملحوظ تا محفوظ گردی ؎ اگر ابلہے مشک را گندہ گفت ٭
تو مجموع باش او پراگندہ گفت ٭ الٰہی چون ببرکات خود موسوم
گردی لبیات خطیات منسوب نگردان و ہر سکنات و حرکاتش
بخویش بے خویشش جاری و ساری گردان تا این نمود نا نمود گردد
و نا نمود در نمود آید تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر
انک علی کل شئ قدیر لمولفہ ؎

یک چند سطر نوشتم از خط سیاہ	فی الحمد و فی النعت و وصف صحباہ

وانی بہ یقین کہ ہر رموز عرفان — از ما نشنیدہ شدہ زبرکات اللہ

کاہو بہٹا پیاری کا ہو پیٹہ سہم اشارت باین امثال میکند کہ اگرچہ خرافات است اما صاحب ہوش را ترجمہ ذات و بر نادان خرافات ست ؎

نگویند از سر بازیچہ حرفی — کزان پندی نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان — بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

دیگر شنو ممکن کہ مقام سراب است نوشیدگان بادۂ عرفان را شراب است و چشم ظاہر بین از و خراب آرے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرة دلی کی دلوالی مُنھ چکنیان پیٹ خالی اشارت بہ ساکنان وحدت است کہ روے شان از نور منور است و باطن شان از ماسوائے مبرا کپڑے پہاٹے کیا دیکہو گھر دلی آئے این ہر دو مثل از یک قبیلہ است یعنے شاہ است بکسوت گدا سو سیانی ایک مت پر توے عقل کل بیان میکند کہ ہمہ خردمندان و خرد عالم فیض یاب از وے اند نو لاکھہ کا پور والیکی دوار الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلایق اگرچہ معنی این قول دیگر است لیکن اینجا موافق

مثل مجمول نموده شده پس باید دانست که مذاہب و مشارب که در عالم پیداست ہر چند بایکدیگر مختلف الطریق است اما مرجع ہمہ کسان اوست جل جلالہ س

عالم خراب فتنۂ یک جلوہ بیش نیست	ہر کس کہ ہست چشم براہ غبار اوست
ہم در طلب تو خرقہ پوشان	ہم در ہوس تو بادہ نوشان
ترسا کہ زند ہمیشہ ناقوس	چو یک زن تو شدہ بناموس
چندین کہ نہان و آشکار اند	این گفت و گوے باتو دارند

جوئے تین بیسی سوئے ساٹھ س

تا طرز غیری کہ ہست این رشتہ دوتو	یکتو ست خود اصل و فرع بنگر تونکو

نزد بینا دل وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت س

کثرت چونیک در نگری عین وحدت است	ما را شکے نماند اگرچہ ترا شکی است

چنانچہ تخم در شجر و شجر در تخم ع

تر بین بیج کے بیج ماہنہ تر و ہی مین ایک نہ نیارو

پس بنگر کہ در شمار سیصت کثرت پیدا است و در لفظ شصت وحدت ہویدا فی الحقیقۃ ہر دو یکے است آرے تا در شصت اونہ در آئی

نہ بینی جاوہ ارنا الاشیاء کما ھی مارے کھونٹا سے نلے خیر آباد طرفہ
تماشا است قلب المومن عرش اللہ تعالےٰ اگر کسے دلش را آزارد
پس عرش اللہ تعالیٰ را در حرکت آوردہ باشد بہ مزد دیگر بشنوے

اگر یک ذرہ را برگیری از جا	خلل یابد ہمہ عالم سراپا
دل یک قطرہ را گر بر شگافے	برون آید ازو صد بحر صافے

من فھم فھم آرے کل شئ فیہ کل شئ ع

باشد ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

و دل مومن را بخیر آباد ازان مناسبت دادہ کہ محض خیر و بصلح کل آبادہ است
مارے بھٹیاری روئے کوتوال از ہمین قبیلہ است آئی نہ گئی
کولین لاگی کیا بہن بہئی نادر مثل است آئی یعنی در خود آمدیم و نہ گئی
یعنے در ظاہر نہ پیوستیم والفتے نکردم ۴ اے بیخبر از حسن مقید چہ کسی
پس خلوت تاب و عزلت انتساب بحکم وفی انفسکم چون در خود آمد
معمور و مسرور گشت یعنے کولین لاگی کیا بہن بہئی و درین حال عشق
صغیر کہ یحبھم یحبونہم بیان اوست جنبشے کردہ و سیر الی اللہ ہمین معنی دارد ۔
مزد دیگر بشنو ذرہ را با آمد و رفت چہ کار یعنے آئی نہ گئی ہر چند کناہ گرفتہ

یعنے کو لین لاگی لیکن آفتاب درکنار اوست اینجا عشق کبیر کہ جیونکہ
طغرا اے اوست جلوہ نمودہ واشرقت الارض بنور ربہا قربان آن کسم
کہ مریم صفت حیات ابدی عیسی وار درکنارش نمودار است بجھینسا
بجھینسون ہین کہ کسائی سے کھوسنٹے قول عاشق است مصرع
میروم اینک بحر لقاں غیب ؛ ومختصر آنکہ ع یا جان رسد بجانان یا جان زتن برآید
ناچ نچانون آنگن ٹیڑھا ودرین مثل حال مبتدی است صحن امکان کہ
وصف او ع چہ جسم وچہ جان جملہ جہان صورت اوست ؛ کج پنداشتہ
یعنے غیر انگاشتہ واین نمی داند کہ در ما قابلیت رقاصی نیست وگرنہ
می گفت جوئی ناچ نچاوے سوئی ناچون ناچ ؎

گل شوی بلبلم وسرو شوی فاختہ ام	کہ بہر رنگ برائی کہ بہر رنگ توام

پس باید کہ بجز وش وبرجوش وبہوش آئے مصرع
بردار قدم کہ ہر قدم معراج است جوئی کا چھہ کاچھیئے سوئی
ناچ ناچیئے۔ از حق بہ بین۔ ؎

گہے در کسوت لیلی فروشد	گہے برصورت مجنون برآمد

آرے از انجا کہ برصورت مجنونست شورش وناشکیبائی نمودار است

وورکسوت لیلےٰ عشوہ جان ستائی سزاوار ست

درمقامے سرکہ درجاسے چوگل		در مقامی خار وورجائے چو گل

پس باید کہ چنان باشی کہ نمائی وچنان نمائی کہ باشی گندم نمائی وجو فروشی را از دل بتراشی نا چن نکسی گھونگھٹ کیسا
ع محجوبے وعشق چون نمی آید راست

وگرنہ بہرزہ مجنبان درائے		اگرمے کشی بار فیلان درائے

رمز دیگر شنو جان من چون جلوہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ از بطون بہ ظہور زدہ بس نقاب بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ما را در کش مکش می انداز و اگرچہ آفتاب در آب تابان است لیکن عجائب چشمی کہ بیواسطہ در آفتاب نگران پس ازین راہ می گوید ع

پردہ بردار کہ صاحب نظران منتظر اند ع

زلف یکسوکن کہ خورشید از نقاب آید برون۔ جو چل گئی پھلیا بھونا و چین سے گئے۔ درین مثل اشفتگی پیدا است یعنی ہر حرفی کوشش کہ کردم محجوب از کمال استغنائے خود منظور نکرد یعنی سوخت وفش درپے آن کار زار ونزار وخوار گردیدہ آہ ست

گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری ایہ بین	درد دل گفتم تغافل کرد خواری ایہ بین

سورداس پربھ بھلی بینی ہے کچی کئی اور پون مین چنگا تو گٹھوٹی مین گنگا باہل ظاہر ارشاد میکنند کہ اگر وجدانی داری پس دلت بہتر از کعبہ است ۵

یک کعبۂ صورت است و یک کعبۂ دل	در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل

شخصی را دیدم کہ از حلاوت دل بیگانہ تسبیح ہزار دانہ در دست داشت و میخواند و میگفت کہ مارا از بزرگی این در رسیدہ است کہ از خواندنش نماز پنجگانہ را در کعبہ معظمہ ہر روز خواہم گذارد و از وسیلہ اش بہر صلوٰۃ خمسہ در بیت اللہ خواہم رسید در خاطرم رسید کہ ہنوز نارسیدہ است پیش ازین چون می فروشد و بر نادانی خود نمی خروشد ۵

کین رہ کہ تو میروی بترکستان است	ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

سبحان اللہ این خود بوئے از کعبہ نشنیدہ و از بیخودی بر خود نازیدہ وحال آنکہ حاجیان کعبہ معنے طالبان کعبہ صوری را در حساب نمی آرند ۵

ہزار رحمت آفرین مردانہ رفتی		کمال از کعبہ رفتی در رہ یار

بگریہ آمدم و جائے گریہ بود آنجا	۵	بکعبہ رفتم و شوق درت فزود آنجا

قول ایشان است۔ دیگر شنو۔ کٹھوٹی کہ عبارت بدل است و گنگا

اشارت به بحر بے پایان لیس چون اندیشه تو از ماسواے روے تافت
وا ز تنگ و پوے شفا یافت بے تکلف جلوه وحدت بر تو تافت
لی قلب ان عصیته عصت اللّٰه ؎

مرا که جنت دیدار در درون دل است
چه احتیاج بجنات و حور عین باشد
مرا به هیچ کتابے دگر حواله مکن
که من حقیقت خود را کتاب می بینم

دگر شنو کاسه چیپن پر از آب که آنرا بهندوی کٹھوتی گویند در نظر عارف
گنگا است یعنے بحر بیکران آرے از بسکه جلوه شهود بر وے
متجلی است ع

در هر چه نظر کند خدا را بیند ؎

اے حباب از خود تو در زندان غفلت مانده
ورنه جز دریا بسوے تو هیچ دامنگیر نیست

جب تب گنگا سوروں پار- اشارت بموت میکند
سوروں عبارت از جسم و گنگا عبارت از روح است یعنے
روح را که پس پشت کرده و بکثافت جسمی رو آورده نزدیک است
که او هم از تو در گذرد و ترا پس پشت اندازد ببیل نه کو دا کود می
گون اشارت به بار امانت میکند که در تنگ دل ودیعت است

وتن مرکب اوست یعنے بار امانت عشق وعرفان است پس میگوید
که در حالت جوش وحبت او تن که مرکب اوست معطل است
وناکاره مصرع

زہستی تا عدم یک جست تمیدارد شرار من

اندھلی کلکل پاتال کھینوا نابینا اشارت ازان است که چشم
خلق بین را دور وکور وعور کرده در جوف دل که عمق آن حدے ندارد
آشیانه زده است شنیده ام غاریست در الہ آباد که حد آن
کسے نیافته چنانچه بادشاہے بود چندان روغن وشمع ہمراه
داشته ویک ماه راه دران غار رفته وباز آمده وبانتهاد آن نرسیده
واضح باد که این وصف وصف دل است وآن شمع که ہست تجلی است
ونام دل ہم الہ آباد دانی پس چون گدایان برو تا بادشاه گردی دیگر
از وسعت دل تا چه گویم ملمولفه

لعل گران بہا ست چوآ۔ ل بغار دل

ودرین مثل طریق شغل است از مرشد معلوم خواهد شد ۔۶

چو در دل می روم سیری کنم در لامکان ہر دم

اندھلا ملان پچھوٹی مسیبت حال سالک است کہ از ہمہ
چشم بستہ بر دل صنوبری نگران است حضرت بایزید بسطامی
قدس اللہ روحہ فرمودہ کہ سی سال است کہ بر در حجرۂ دل نشستم۔
پھوٹی مسیبت اشارت بشکستگی دل میکند کہ انا عند المنکسرۃ
القلوب لاجلی آرے فقیر را چہار چیز باید دو شکستہ و دو درست
دین درست و یقین درست دل شکستہ و پا شکستہ۔ ع

بُرد ند شکستگان ازین میدان گوئے

اٹھ نہ سکون ساڑھے تین بجری آرے رہ ندۂ این راہ نشستہ
باید اشارت بافتادگی است ع

تا نیفتادم ندیدم کعبۂ مقصود را

پس جائے کہ اینچنین افتادگی است حصہ زیادہ تر از حصہ
ایستادگان است کہ با خود اند و مشتاق مرتبہ کمال اند و خواہان
بہبود و این نمی دانند کہ۔ ع

کہ ہر بہبود نابود ست و نابود است بود اینجا

المقصود سہ نیم حصہ کہ گفتہ ناسوت و ملکوت و جبروت را سطے

گردہ و در لاہوت چندان بارے نیافتہ اگرچہ یاری گرفتہ
پس این مرتبہ متوسط است از تعین و تشخص عیان می گردد
نہ بتیدی است نہ منتھی کہ تعین در حال منتھی معلوم و مبتدی از ہمہ
مراتب محروم پس بے تردد مفہوم می شود کہ متوسط است۔ دھوبی
کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اشارت بر نفس سالک است حضوری
دوست کہ ساحل دریاے بیکران است بحکم دع نفسک
و تعال در آنجا بارے نہ و در خانہ یعنے خود از تعبیہ الجوع طعام
الصدیقین کارے نہ و گاز اشارت بہ شست و شوی ماسوی گردہ
کتا چوک چڑھاے چاکی چاٹن جائے۔ عزیز من سگ نفس
بد بلائے است ہرچند دوست میداری دشمن میگردد و اعمال پاک
ترا انجاس دہد پس۔

خلاف نفس کا ذکر کہ رستی۔

رمز دیگر شنو چوک چڑھائی۔ اشارت بہ تزکیہ نفس میکند
اگر تو تزکیہ نفس کنی بر نفس کل کہ عبارت از کمال اوست میرسد
ہمدرین معنے قول پیر بسطام یاد آمد کہ اگر پیش ازین خوبی نفس

می دانستی لقمۂ زمید ادمی وہلاک نکردمی ناحق چوٹ جولا ہا کھاے گرگھ چھوڑ تماشے جاے ۔ ۵

خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت است	چون کوے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است ۵
با پری روے اگر ہمخانہ باشد کسے	میل بیرون میکند دیوانہ باشد کسے

فی الواقع مرد این راہ بخلق آویختہ بہ نہ باخلق آمیختہ یا اشارۃ بہ تنزیہ است کہ تماشاے تشبیہ او را بیکار نیست چونکہ بحلاوت علم الیقین رسیدہ و بادۂ عین الیقین نہ چشیدہ و گرنہ میگفت ۔ ع

یار گر ہرجائی آمد بندہ ہم کم نیستم

و جولا ہا عبارت ازان است کہ در بین رشتہ گرہی نمی فگند یعنی از غیر صاف و یکتا می برآرد کرہری جا نو ملار گا نون حال خود رستہ است کہ در چشم مردمان حقیر و خوار است اما دلش در ترانہ مصرع ۔

وغنّی لی منی قلبی وغنیت کما غنی

مترنم و مسرور است دافع غم و ہم رافع و ہم و الم حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ شبے در مسجد خوابید والی مسجد پاسے حضرت گرفت

وکشید تا بزینہ پایہاے مسجد رسانید و در وقت کشیدن
از ہر زینہ پایہ ازآنہا بر سر مبارک ضربے وشکستے میرسید و آن
حضرت بہ ہر ضرب وشکست کہ میرسید می خندید و خوشیہا
میکرد ناگاہ یکدو پایہ ازان زینہ باقی ماندہ بود کہ والی مسجد پایہاے
مبارک گذاشت ایشان در گریہ آمدند والی گفت کہ در کشیدن و
ضرب خوردن خندہ می کردی و در گذاشتن گریہ می کنی بارے
بیانش کن حضرت فرمود کہ بہ ہر ضرب مرا مقامے حاصل می شد
ازان می خندیدم و در گذاشتن از یکدو مقام باز ماندم ازان می گریم پس
ازین نقل معنی مثل ہویدا می گردد اندہلی کون سوجھے کندیری
کا گھر۔ آرے بلندی را پایہ از صحبت پیر نیست چونکہ او بجی ونا راستی
را می تراشد ہم جز آستانِ توام درجہان پناہی نیست دگر ٹٹ
کی دوڑ بارہ تائین برہین معنے محمول نمودہ بھوئین پڑا آسمان
جائی اشارت بہ سیر الی اللہ میکند بلکہ فی اللہ۔ ع

گرچہ من افتادہ ام دل یک فلک پیما است این ۵

من وسیر دو عالم باد پاے شوق ز نازم	خیال گوشہ گیری خانہ زین است پنداری

بہکھاری اور پچھوڑ مانگے اینجا تعلیم رضا و تسلیم میکند یعنے بر کردہ و دادۂ او راضی باشی ؎

رضا بداده بده وز جبین گره بکشا	که بر من و تو در اختیار نکشاده است
ادم ابر ہر چہ میدار و خوشم	اینچنین خوشش باش ہر گز دیدۂ

نے سنے پچھوڑ مانگے اشارت بہ صفائے حال است کہ ہر گز شرک خفی ہم گنجایش نیابد ؎

این کار از ان فتاده مشکل	معشوق غنی و ناگدائیم

بہیک کی ٹکری بازارین ڈکار۔ اینجا ممانعت انانیت میکند ؎

نمود کفر درین رہ ز خود نمائی بہ	بہ نزد باز خودی دعوۂ خدائی بہ

و نیز ارشاد باخفای حال میکند کہ اظہار نباید کرد آرے عاشقان راز روشنی است کہ راز خود پوشیدہ دارند بلکہ خود را از خود۔ تالی دو نون ہاتھ باجے معنے مثل ظاہر است من تقرب الی شبرًا تقربت الیہ ذراعًا فاذکرونی اذکرکم برہان است و یحبہم و یحبونہ فرمان ؏

سور داس کہین گے نہ بجھے ایک و رکو منہیا

کمل کا کہوٹا نواب سون لیوا دیبی۔ ؏

عاشقانرا درجہان لنگے بس است۔

المقصود ظاہر شان سِجۡنُ الدُّنۡیَا سِجۡنُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ در غایت خرابی و نہایت دوزخ ۱۲
بے تابی است اما باطن شان از رابطہ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ
در کمال سیرابی دانی اگر بیابی۔ منڈلی باندی نوپلی تیل۔ یعنے
سر ما سوی اللہ از سر بدر کردہ و تراشیدہ ہ

سر م بد نیا و عقبےٰ فرو نمی آید | تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست

بظاہر تنگی و ناموسی ندارد باندی عبارت از عبدیت گفتہ و نوپلی
تیل اشارت بزینت کردہ پس شخصی کہ اینچنین ترک ما سوی کردہ
فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ از نیاز تمام وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ رجوع بحق
آردند مراتب فلکی نے نے نہ رتبۂ فقر کہ تفصیل آن براے اختصار
نگفتہ بر سرش متجلی و منور گردند۔ اندہلا موتے سر ک چڑھ
مجھ کوئی نہ دیکھے۔ آرے مردی کہ چشم غیر بین بستہ و نابینا کردہ
بمقام علوی کہ۔ ع

ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

رسیدہ بر سر دون ہمتان و تن پرستان از نفرت اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ

طعنہ میکنند و بر ہمہ لذات دنیا کہ الدنیا ملعون و ما فیہا الا ذکر اللہ و اعانہ پشت
پا میزند و حالانکہ کسے نمی بینند و نمیدانند آرے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم
غیری دونون دین سون آترے پانڈے کبیر گئی اور پانڈے
حال کامل است کہ باین مرتبہ رسیدہ و از تکلفات کونین رہیدہ بجدی
کہ ریاضت و عبادت و کفر و اسلام یعنی کبیر و پانڈے را ہم دخلی نماندہ
و برمرتبہ ہیچ کہ متکائے مردان بر ہیچ کسے است آرمیدہ ست

سواد الوجہ فی الدارین درویش ۔۔۔ سواد اعظم آمد بے وکم بیش

رندی و ہیم نشستہ بر خنک زین ۔۔۔ کفر نہ اسلام نہ دنیا و نہ دین
بے حق نہ حقیقت نہ طریقت نہ یقین ۔۔۔ در ہر دو جہان کرا بود زہرہ این

دوہرہ

کبیر جو ہر ہیا تو کیا بہیا ہرہین سب کچھ ہوئے ۔۔۔ ہر جن ایسا چاہیئے جا بین کچھو نہ ہوئے

و لفظ پانڈے مشیر بکفر حقیقی است

چو پیر ما شود اندر کفر فردے ۔۔۔ اگر مردی بدہ دل را بمردے

صاحب گلشن راز فرمودہ و قول حافظ شیراز است قدس اللہ روحہ

در کارخانہ عشق از کفر ناگزیر است ۔۔۔ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

موید اوست اگنین ناٹھے نہ پچھون پگھا این حال اہل تجرید وتفرید است کہ بہ تحقیق رسیدہ وجز خود را ندیدہ ؎

درین میدان ولم بشتافت بسیار ‌‌‌‌ میان لاوا لایک الف یافت

قول اوست دیگر شنو حالت تردامن ولب خشک آنست کہ بآمدہ یعنی باستقبال منتظر اند یعنی اگون ناٹھے و بافعال واعمال ماضی یعنی برفتہ در خجالت اند وعفو خواہ یعنی پچھون پگھا ومحقق از ہر دو رہیدہ ویدم حال مشغول گردیدہ ؎

با آمدہ ورفتہ دگر یاد مکن ‌‌‌‌ حالی خوش باش دان کہ مقصود اینست
تردامن وخشک لب سخن بپذیرو ‌‌‌‌ باسوختہ دم زن کہ درو خوش گیرو

بھاگنے چور کھوٹا لابھہ لفظ چور برائے آن گفتہ کہ در بار امانت خیانت کردہ یعنی عشق وعرفان کہ در وودیعت بود آنرا بشناخت ہوا وحرص صرف کردہ بہ تعلق ماسوا خرچ کردہ پس مرشد میگوید کہ ہرچہ کردنی است بکن وکوششی کہ داری بہوش آئے ورنہ ؏

آخر نہ بزیر گورمی باید بود ؎

رسے من بھور نہ ہوئی ہے آون ‌‌‌‌ ایکو کام نہ کرسکے آئے برس گناوت

سے نے لفظ چوہر بر عارف حمل کردہ می شود کہ از دنیا و اہل دنیا بحکم
خذ ما صفا و دع ما کدر چیزہا حاصل کردہ و گرفتہ و ایشانرا چیزے
نیست چنانچہ حضرت حسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ من دنیا
را بازی دادم یعنے نان این جہان خوردم و کار آن جہان کردم یا آنکہ
اشارت بر بے وفائی معشوق میکند کہ گریختن از عاشق کار اوست وز دیدن جان شعار او

دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون	عمت آمد پئے دل بردن و در سینہ نیافت

تو یکی بوند اشارت بر گرمی دل است آنکہ خطر و سوختہ می گردد و نمی ماند یعنے بجاون دل کہ آن بریان
اوست کو بری بن گئی فی الواقع شکستہ قدمی دارد کہ بجا میرسد کہو کھاؤ مست ہو کنوارے تاکہ خراب شود
عقل معاد حاصل نمی شود۔ وہو بی بیٹا چاندی کیا پہاسے ٹے چرا سے

گر زخارہ و خارہ سازد بستر و بالین غریب	خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینی را چہ غم

و گاہ زان معنی دارد کہ ہر چہ دل عاشق را از خیال غیر شست و شو می
میدہد صاحب لمعات میگوید غیرت معشوق آن اقتضا کرد کہ عاشق
غیر او دوست ندارد لاجرم خود را عین ہمہ اشیا کرد تا ہر چہ را دوست دارد او را دوست داشتہ باشد

لاجرم عین جملہ اشیا شد	غیرتش غیر در جہان نگذاشت

کانو بین کمل سہیو ٹہا دی کلیم را اشارت بذات میکند

کہ سیاہ است ۔ ع

اہو نندلال بہت ہون تیکا م کا ہے نہ دیہو

یعنے در سہر تلوین افتادہ ام چنان کن کہ بہ تمکین رسم المقصود سہر وقتیکہ آن نور بر سر و دوش سالک منور می شود بمقام اصلی کہ تمکین است

مید ۔ باندر کے ہاتھ ناریل ۔ ۵

رموز عشق مگو زاہد ریائی را	مکن بشہر بدآموز روستائی را

و ناریل را با رموز عشق ازان مناسبت کردہ کہ در کشادن آن سہر و تردد است ۔ ع

اگر کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

لسنی اور بے خرچ ۔ ۵

پیر در دو کشش ماگرچہ ندارد زر و سیم	خوش عطا بخش خطا پوش خدائی دارد

قول حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ مشہور است کہ صوفی را دو حالت روی دہد یکے سوختن بے تکلف دوم ساختن بے تصرف

دوہرہ

دیرا بلی جو تیل سون ہم بن تیل بلانھ	نان ہم بانجھ نہ بالیخہ یو ہین بل بل جانھ

گھر بین میری مالوا دُکھ چندیری جاے۔ ہ

باغ مرا چہ حاجت سرو و صنوبر است ۔۔۔ شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است

آرے۔ ع

در زیر گلیم نشست ہشدار۔ ہ

درون خانہ خود ہر گدا شہنشاہ است ۔۔۔ قدم برون منہ از حد خویش سلطان باش

شنہ سمو ئی پیٹ کو ئین۔ اگرچہ لسان حیرت زدگان ظاہر حال گنگ می نماید یعنے مجال سخن نیست۔ ع

در مقامی حرف میگوییم کہ دم نامحرم است

لیکن باطن شان وسعتی تمام دارد کہ حد و نہایتی ندارد۔ ہ

کشیدہ جملہ را ماندہ دہن باز ۔۔۔ زہے دریا دل رند سر فراز
بتی کر حسن در عالم نمی گنجد عجب دارم ۔۔۔ کہ دایم در دل تنگم چگونہ خانمان دارد

لا یسعنی فی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی فی قلب عبدی المومن

سارا دن چلی پا سکھے تل بھور۔ ع

صد مرحلہ پیمایم و بر جاے خودم

روندگان منازل معنی طے مقامات میکنند و باز بدیوار جسم

استقامت می گیرند چه خوش است۔ ع

بے زحمت پا گرد جہان گردیدن

تیلی کی بیل کون گھر مین کوس پچاس ہمین معنی دارد و این وصف اہل دل است که خود سیاح است۔ ع

بنشین و سفر کن که بغایت خوب است

تانت باجی راگ بوجھا اشارت بر ساز آنہد و ساز ناہد میکند که ہائے ہویت نام اوست پس از استماع آن سانہ پردۂ حقیقت بر مستمع منکشف میگردد و خیال غیر را گنجائی نمیدہد۔ ہ

کین حجرہ پر از زمزمۂ چنگ و رباب است	در کنج دماغم مطلب جائے نصیحت

کہ بیان اوست پیٹ کا پہان چیپہ سبحان اللہ حلاوت باطن بے تکلف از ظاہر ہویدا است فا با بر آنکسے که چشیده است۔ ع

در ختی گویدت انی انا اللہ

ہو الظاہر ہو الباطن۔ ہ

من عیان بر سر ہر کوچه و کو می بینم	مغربی آنچه تو اش میطلبی در خلوت

ہاتھ کنگن کو آرسی۔ ہ

چشمی داری و عالم اندر نظر است　　دیگر چه علم چه کتابت باید

گوڑی مار بڈھو رہ چوکے طعن بر زہاد میکند کہ نقد را گذاشتہ بر نسیہ راضی و بنیاز بستہ اند ہمدرین معنی گفتہ

بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری　　ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر است

شکر امروزم بہشت نقد حاصل میکنم　　نسیۂ فردائے زاہد را کجا باور کنم

سو رکھ کی دس رات چھیل کی ایک گھڑی - این مثل نیز بر زہاد است کہ مدام منکشف می باشد و حصول نہ

اے چلہ نشین کمان نہ گشتی　　تیری نزدی نشانہ گشتی

بحقیقت از خود رفتہ را معلوم کہ

نماز بیخودی تکلیف ارکان می تابد　　چو وجد بشتابم یک سجدۂ شوق زمین گیری

ہر شب را شب قدر گویند و ہر روز را نوروز یعنے بہار تازہ چنانچہ قول کاملان است شب خدائی است و روز محمدی باز ار خدا خریدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آرے دل شب داند کہ جگر شان سوختہ کیست و نسیم سحر داند کہ چراغ شان افروختہ کیست و چھیل برائے آن گفتہ کہ لذات ہر مقام یافتہ و از سیر تلوین بہ تمکین رسیدہ و رو تافتہ بین حال ناپدا انکہ

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر نشد   شب بپایان شد کنون کوته کنم افسانہ را

و قول کامل آنکہ ع

ز ہستی تا عدم یک جست میدارد شتر من

بٹیان آون بٹیان جاون کہیت نہ روندون پہلی کماون

ما براہ استقامت میرویم   نے پئے کشف و کرامت میرویم

پس میگوید مرد اہل سفر را الذات و حالات تلوین این راہ کہ معاملہ و معائنہ و مکاشفہ گویند رو مید ہد و ہیچ مرتبہ را در نظر نمی آرد و ما زاغ البصر و ما طغی بلکہ میگوید ع

نیم چو قطبی و غوثی نیم چو بسطامی

و بمرکز اعلے و مرجع معلے کہ مشاہدہ می نامند می رسد روزی در موسم گرما کہ حرارتش با سوز عشق لاف ہمدمی زدی و تپش زمین با سینۂ عشاق خیال ہمسری کردی مسافر شدم یاری ہمراہ با بود خود در وقت ظہر بمنزل رسیدم و یارم در وقت مغرب رسید پرسیدم کہ تا حال کجا بودی گفت کہ ہر جا کہ درختان سبز و اشجار تازہ می یافتم خوابے و استراحتے میکردم ازین سبب بمنزل نرسیدم المجاز قنطرۃ

الحقیقة پس باید دانست که مردان راه جز مقصود اصلی دیگر در نظر نمی آرند بلکه خطره هم نگمارند ؎

فریم میدہند آسودگی آشوق تدبیرے — برنگ غنچه خوابی دیده ام آسیح تعبیرے

الاستقامت فوق الکرامت کہتی پر جھینگر بیٹھا ساہ کہایا وصف اندیشه میکند که ؎

اے برادر تو همین اندیشهٔ — مابقی تو استخوان و ریشهٔ

چون اندیشه بر دل صنوبری که مجمع خزاین است استقامت یافت سشاہ گردید ؏

من تہر کیتین سده سب پانوه ناتھ تو کاوٗ و کیت

آرے دل بادشاه است و جوارح رعیت اوست اما چون خبر یابی از معیت او جوگی شقداری پاوسے تو جہاڑ تو بٹری بواوے معنی مثل ازین فرد باید فهمید ؎

از لب میگویند آیا گر بیابم جرعهٔ — بستانم از دو عالم ہمدم و بیگانه را یا بنهن مارین پرواہی ؎

اے بلبل روضهٔ مقدس — مردار مجو سے ہمچو کرگس

صد حیف کہ یوسف خود را در زندان و چاہ افگندہ نا قدر دانا و کوتہ نظر ا۔ ع

بشناس خویش را کہ تو شاہی نئی گدا ؎

برخود لقب از حواس کردی　　حیوان دگر قیاس کردی

نہنگی نہائے تو کیا نچوڑے۔ اشارت بر اہل تجرید و تفرید سیکند کہ از ہمہ علایق یکتا است معنے لفظ نہائے آنست کہ ہرچند

در دریائے امکان غریق است اما نہ ازین فریق است ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

قول حضرت مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا است قدس اللہ روحہ العزیز

کہ ہیچ طویلہ را در گل نہادم نہ در دل پس از روز حساب باکی ندارند ؎

عاشقانرا روز محشر با قیامت کار نیست　　کار عاشق جز تماشائے جمال یار نیست

آم کھائے کہ پیڑ گننے یعنے نظر بر کیفیت باید کرد نہ بر کمیت *

وکانی کھائین کہ کلھاڑ باندھین درین ہر دو مثل حال نقل مشاہدہ عیان است کہ مجذوب دانند و بالعکس اینہا کہ اہل مکاشفہ کہ ہرچند صاحب کمال اند لیکن جویائے مقام و حال اند و درین نقل

بیان اہل کشف وشہود پیدا ست کو بانی بود زنی داشت حریصہ
سارقہ چنانچہ شیر و دوغ ومسکہ و ہرچہ فرعیات شیر است نمیگذاشت
ومیخورد روزی پدر آن زن رسید شوہرش با پدرش شکوہ کرد کہ
دخترت شیر و روغن وغیرہ نمیگذارد من از دست او بجان آمدہ ام آخر الامر
پدر با دختر نصیحت کرد کہ تو تنہا شیر را خوردہ باشی و بدیگر فرعیات
او دست نیالائی کہ در شیر ہمہ موجود است پس باید دانست کہ اہل
شہود مقامی یافتہ اند کہ ہمہ حالات و فرعیات مراتب تابع اوست
آم کے آم گٹھلی کے دام سبحان اللہ عجب کیفیتی کہ ہمہ یکیہا
وابستہ از دست آرے من لہ المولے فلہ الکل ع

سب رنگ لاہو لال بنان

گھر بین کھانے کو نا نخہ بیٹھے پھر کا بیاہ این مثل است
درست است گھر بین کھانے کو نا نخہ اشارت بر فنائے
سالک است کہ ہیچ ندارد پس جائے کہ فنا است آنجا بے تردد
انوجا بقا است ع

چو گشتم مست ولا یعقل نقاب از چہرہ بکشودی ع

فغانی یار می آید بیا بنگر کہ میدانی ‌‌ ‌ ترا دیدار ارزانی کہ من خود از میان رفتم

نانون نہ جانون تیرا لون چیڑا میرا - اشارت بر غیب میکند کہ بتائے ہم در تعین می آید و شوکتش بر ما غالب یومنون بالغیب لعجبہ اوست ؎

اے عشق ندانم از کجائی ‌ ‌ ‌ بیگانہ نمائے آشنائی

این آشنائی این است مہربانی ؎ ما نام او ندانیم او حال ما نپرسد

درنہی کا کیا کوچ کیا مقام این حال علایق و عوایق بریدہ است کہ سیر معنویش را لواحق صوری خللی ندارد بمرتبہ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب سر افراختہ و ذایقہ موتوا قبل ان تموتوا داشتہ آرے - ؎

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ‌ ‌ ‌ ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

و درنہی اشارت بر آنست کہ قطع و برید تعلقات کردہ —

گدہی کی کون ہین تو بنسیری کا چولا اگرچہ اولئک کالانعام وہلک المثقلون در باب تن پرستان است اما فی الحقیقہ نہ مرتبت علوی و سفلی در تنگ دل شان ودیعت است ؎

در پستست هرچه میطلبی هان غلط مکن		بشناس خویش را که توشاهی نئی گدا
اے شحنۂ این فراز و پستی	۵	آمانه بدین صفت که هستی
کاینجا نرود خبر تو واگر د		کین ره ول صد هزار خون کرد

پاو سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ این مثل را نیز بر معنے اول محمول نمود من فهم فهم پوت بھئے سیانی دار ور کی سیانی وصف وجود ثانی میکند لم یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین ۵

تا وجودت وجود ثانی نیست		در تو از کاہلی نشانی نیست

پس چون وجود ثانی متولد از سالک شده و کمال گرفته الزم والنسب که بجز نسبت دخلی ندارد و لفقصانے خیال نه گمارد حلاوت این مثل از کسب معلوم خواهد شد. دودھ ہو دھ ہو لا چھاچھ ہو دھولی - ع

یکسان ظهور اوست چه در کعبه و کنشت

المقصود قول عارف است که خلق را در حق و حق را در خلق می بیند مفصل را در مجمل و مجمل را در مفصل یعنے یکرنگ است پنج ل خدا خدا ال پنچ معنے مثل هم در حکایت پیدا گردید ۵

یار می دارم کہ جسم وجان صورت اوست | چہ جسم وچہ جان جملہ جہان صورت اوست

پس - ع

ہر جا کہ بامقام نمایم دیار ماست

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیئے - آرے چشمے کہ در نظارہ آفتاب سوزند پس آفتاب را در آب بہ تکلف دوزند یعنے سالک چیزے کہ از ذات یافتہ - ع

جن ڈار ونرکن ہمسنہ مُنہ بہ سِنا پھوہاین

در صفات ہم کہ تنزلات است یعنے چھاچھ بنظر عبرت می نگرد و دیدن فرد سطوت ذات وصفات بازجو ـہ

تا بعزم جلوہ آن بے باک می آید برون | خون ز چشم حلقہ فتراک می آید برون

ہمدرین معنی است ـہ

بہ یئت زندہ می گردند کشتگان نگہ | کہ این آسودگان را باز بے آرام خواہی کرد

نرورکوٹ جو ہارے ع

وگرنہ ناموس راز با سلامے

حال سالک است کہ نفرت بہ خودی خود نماید کہ محکم ترین از حصن و حصار

است تا سفر وتیغ تفنگ وقتال بپاید۔ ع

توخودحجاب خودی حافظ ازمیان برخیز

کاپارا کہین و ہرم الشریعت افعالی آرسے و ہرم یعنے دین موقوف جسم است کہ یافت دین از افعال است و آن بے جسم میسر نیست والطریقۃ اقوالی۔ ع

تر سم کہ من بمیرم و غم در بدر شود

ازین حسرت محافظت او میخواہد والحقیقۃ حالی چون حلاوت ؎

گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببین	شخص را انفاس کو ہم اول وہم آخر است

یافتہ در مرمت آن کو شیدہ مشہور است کہ حضرت یا حضرت غوث الاعظم ہموارہ لباس فاخرہ پوشیدی وطعام لذیذ خوردی و گفتی اسمی کاسم الاعظم وسبحانی ما اعظم شانی قول بایزید است قدس اللہ روحہ واین حال اہل شہود است کاپارا کہین پاپ نہ ہین۔ ؎

مسافران توازقید جسم آزاد اند	چہ احتیاج بکشتی بود شناور را

مسافران منازل معنے را از او در احلہ صوری چہ در کار دیگر بشنو

کلام قدسی است لا ینظر الی ابدانکم و افعالکم و اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم پس ازین قول نیز هویدا گردید که جسم موقوف علیہ نیست بلکہ بے حاصل است و مفصل درین مثل احوال اہل کشف یافتہ می شود و گرنہ درمیان معنے مثلین تناقض رودہد یا کا پیارا کاچھ مین پنہان درین مثل بیان آن شخص است کہ این شفقت را نشناختہ و خود را در علائق کثیف انداختہ و آن آئینست ❊

ترا ز کنگرہ عرش میزنند صفیر		ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتادست

	دوہرہ	

تین لوک کو ٹھاکرہاڈ ہو تم ہین کچھ کوری		تیرو نا تولیت مرلی مین ٹیرت دھو مر دہوری

رمز دیگر شنو لفظ ما محمول بر مقام اصلی است کہ آنرا صور علمیہ گویند ازان زائیدہ در عین آمدہ و پیارا آنکہ چون خواستم کہ خود را ظاہر کنم آدم را آفریدم یا آنکہ آدم را بر نمونہ خود آفریدم خلق آدم علی صورتہ و بہ الانسان سری و صفتی موسوم کردم پس معنی مثل باید دانست کہ باین کمال و ظہور اتم خود را عاجز و حقیر نمودہ و بینا بود و شاد گردیدہ ❊

از حادثات وصف آن صوفیان گریز	کہ بود غم خورند زنا بود شادمان

بیان اوست آرے ہ

کسی مرد تمام ہست از تمامی	کند با خواجگی کار غلامی

چکنا گھڑا وصف دل عاشق است کہ خطرہ ماسوائے برو قیام نگیرد و از ملامت خلق ہیچ گرانی ندارد گھڑین چکین چوسے باہر ہے این مثل نیز حال عاشق است و شرحش درین فرد پیدا است ہ

بظاہرم منکر گرچہ در نظر سبزم	بسان برگ حنا باطنم ہمہ خون است

کاٹے کہڑی اوجہ کاڑہ لیا۔ درین مثل خوشش حالتی است۔ ہ

قائم اینجا است جان در کوئی دوست	خلق را وہم کہ جان در قالب است

کاشفی فرمودہ ہ

چشم و غمزہ و خط سیاہ و زلف دراز	بہیلہ جان کہ جان می داشتم ادا نگذاشت

ٹھالا بنیان پہر بہر تولے۔ ازان قبیلہ است کہ بتمکین رسیدہ دار جست و جوئے معطل گردیدہ و لذت ملک چشیدہ و بنیان آن معنی دارد کہ دوکان ولش از لذت ہر مقام مملو است پس ہیچ

از ملامت و شماتت دشمنان گریزند	گر بود غم خورند تا بود شادان

بیان اوست آرسی ه

کسی مرد تمام است از تمامی	کند با خواجگی کار غلامی

چکنا گھڑا وصف دل عاشق است که خطره ما سوی بر قیام نگیرد
و از ملامت خلق هیچ گرانی ندارد گھڑے پانی چوہے باہری
این مثل نیز حال عاشق است و شرحش درین فرد پیدا است ه

بظاهر منگر جسم در نظر ہم	بسان برگ حنا باطنم همه خونست

کای گھڑی او جہد کاڑھ لیا درین مثل خوش حالتی است ه

قالبم اینجاست جان در کوی دوست	خلق را وہم که جان در قالب است

کاشفی فرموده ه

ز چشم و غمزه و خط سیاه و زلف دراز	بحیله جان که نگہداشتم ادا نگذاشت

ٹھالا بنیان کچھ تو لے ٹھالا ازان قبیله است که بیکارین جیده
وا زجست و جوی معطل گردیده و لابت ملکه چشیده و بنیان آن
معنی دارد که دکان ویش از لذت هر مقام متلذذ است پس هیچ
کاسه ملکه داشته و خود را معطل انگاشته هر دم همان یک حسن

حقیقی را در ہر لباس می سنجد ؎

که من آن جلوهٔ قد می شناسم		تو ہر رنگے که خواہی جامه می پوش

واز خوشی در خودی گنجد و میگوید ؎

عاشقم بر شاہد جائی مقید نیستم
یار گر ہر جائی آمد بنده ہم کم نیستم

لاکھ ایسر پٹک پڑھے تو ایک بھوس لاکی بھی
ترجمه حدیث ست اشارت به شرک خفی میکند که ہر چند بمرتبه
یکے رسیده اما از شرک تمام نه رسیده الشرك فی امتی اخفی من
دبیب النملة التی تدب فی لیلة مظلمة علی صخرة السوداء

گر نیست ہمین تجاب باقی		اے کاش نبود ے عراقی

اذ کر لیلة اللبن خطاب با ابا یزید بسطامی بود اہیر یا سے آن گفته
که محرومان چراگاه فضای انس را شبانی میکند و میر ساند اپنید ہیری
بن سرک نه دیکھی آرے از خودگذشتن معراج مرد انست ؎

بیفشان بال و پر از امیزش خاک
بپر تا کنگرهٔ ایوان افلاک

دلا بر سعی دیگران منشین که برای تو نه رفته اند واز گفته کسان خورسند

مشو که برائے تو نگفته اند کانو کا جوگی آن کانو کا سده درین مثل

اشارت است به نفخت فیه من روحی میکند که درشهر وجود از کثافت

نفسانی لطف او یافته نمی شود و با آنکه در مقام علوی بشرافت و برا

تجلی و منور است دیگر شنو درین مثل صفت انسان کامل است

کانو کا جوگی یعنی در مقام ناسوت که امکان است بحکم

انا بشر مثلکم طعنه بدخواهان و بے بصران گشته و در دار القرار وجوب

از سلطنت انا احمد بلا میم بر سند شاهی نشسته کافرے با حضرت

رسول الله صلی الله علیه وسلم درایامے که حضرت قاسم وفات

یافته بود این ابتر گفته و هذا ساحر او مجنون و مهتر جبرئیل علیه السلام

در لامکان از پس پرده لالی وحی از وصفته صلی الله علیه وسلم سبحان الله

چه رهبر رفته ه

گه چون نگسیم و گه همائیم	با هیچ نسیم و جمله باهم

بلی سے کہ مجنون چهینکا ٹوٹا گرچه فی الحقیقت حریص آمال است

و عاشق هم حریص جمال و جویان وصال پس عاشق میگوید که آنچه نابود

بوجود آمد وازغیب بشہود آرے مرد طالبے بود کارے کہ از یاد وے

سعی نمی کشود خود بخود از ہر رنگے جلوہ فرمود ے

خلعت تازہ براے قد دلجوے کسے است		ہر لباسے کہ بہ پیش نظرت می آید

اپنا دام کھوٹا تو پرکھانون کیا دوس اپنا دام اشارت

از عمل سالک است کہ کشودی از دنیا فتہ وقلب گشتہ ع

	قلب سیاہ بود از ان رحرام رفتہ	

پس ترک اعتراض از مرشد می کند ومیگوید اگرچہ حضور رشید علی السویہ

برفع ظلمت ونور یداست اما روے گاذر سیاہ وروے جامہ

سپید است ے

	طبیب عشق مسیحا دم است ومشفق لیک چو درد در تو نباشد دوا کرا بکند	

اکرون اور بچھونک ے

	دلے داریم اندوہی سحر داریم سودائی نمیدارم جز اندوہی وسودائی من محزون	

مری پوت کی بڑی بڑی آنکھیں قول عاشق است

کر خطابے از دل کردہ ؎

سلیمانان مراد قصے وصلے بود ۔۔ کہ باوے گفتمے گر مشکلے بود
ولے ہمدرد و یارے مصلحت بین ۔۔ بتدبیرش امیدِ ساحلے بود
کنون ضائع شد اندر کوہ جانان ۔۔ چہ دامن گیر یارے منزلے بود

العاقل تکفیہ الاشارۃ دیگر شنو مری پوست استادہ
ہرگی جسم است کہ موتوا قبل ان تموتوا پس جائے کہ این چنین
موت است لازم وانسب کہ چشمانش حق بین وجلوہ چین باشد
شرکت کی ہانڈی بزار مین پھوٹی ازین مثل اشارت
بلیغ خفی کردہ شرکت آنکہ اضداد واستعداد وقابلیات دروے
پیدا است و ہانڈی عبارت بحال جامعیت نمودہ وبازار اشارت
بہ ممکنات کردہ پھوٹی یعنی در ظہور آوردہ فرد

ہمہ رنگے زبیرنگی ست گر بینی بچشم جان ۔۔ بہار رنگ کہ میزاید چہ از دلہا چہ از گلہا

ع

یکے مومن یکے را کافر او کرد

سہاگ کی بھون چڑی دونی اشارت بہ افتادگی وخاکساری میکند

پس باید دانست آنجا که افتادگی و خاکساری بیشتر یافت ہم بشنیدی ساده
آن معنی را دارد امر معروف خائن نیست شعر مارے پیٹ تازی کو
کان ہو نحو درین مثل ارشاد ریاضت است شعر یعنی جسم تازی
یعنی دل پس کہ شیر ونہرے کہ در حالت ریاضت بجسم میرسد دل
متنبہ میگردد و درپے آن کار انکاے نماید آرے یافتن حلاوت
دل موقوف بر ریاضت جسم است ؎

اندرون از طعام خالی دار		تا درو نور معرفت بینی

و دل را با تازی برابرے آن مناسبت دادہ کہ در ترکتاز
فضاے انس مہمیز با دارد فاما ؎

وے کہ و لدل میدان کبریا باشد		نہ در طریق ہوا مرکبے یا باشد

دیگر بشنو دل را شعر میگوید و روح را تازی دانی اگر خود را بیازی مجمل آنکہ
ضربی کہ بدل در حالت شغل میرسد حضوری روح پیدا می گردد حمایت
کی گدھی عراقی کو لات مارے آرے ع

شیران ز اوب پاے ببوسند غنم را

لفظ حمایت آنکہ عارفی کہ در کس و ناکس تعبیہ ذات دیدہ بے تردد

مصروف ونثار آن گردیده روزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میفرمود کہ با
اہل بیعت مقابل نباید شد و مدارا سے شراب وطعام نباید کرد ہمدرین بود
کہ شلغمی در باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ نشست فی الفور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حلواے گرم پختہ پیشش برد و از دست مبارک
خود لقمہ در دہن او سے انداخت و او بر ہر لقمہ گریہ میکرد و ناخوشیہا
می نمود کہ لقمہ را سختی چون ہوا اندازی کہ دہنم درد میکند و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بسیار ملول می شد و عجز و عذر می فرمود باید دانست
کہ حمایت ذات درین حال نمودار بودہ وگرنہ شلغم را خود امر فرمودہ
چنانچہ بالا گفتہ کینی نہ کوٹھی نہ ترکش کمان ٹانگون درین مثل
حال درویشان اہل ظاہر است کہ کارے وکردارے ندارند و
شمارے خواہند گفتہ نہ پوچھے بات میں مجھ بہن سہاگن نانو
ہمین این حال است اولہ ے

زخود رفتن ہم آغوشی ست با آن دلستان ما		بلے حراب نمایند عفو احسان دیدارا

نانو لپوری اکلی اپن حنیف بران کسے کہ نامش انسان و قول و فعلش
حیوان ای ابدی دیدی مردم کہ چرا آمدہ حیوان نہ کہ بہر چرا آمدہ کونکی

کاکر مصرع۔

هر آن ذوقے که من دارم بگفتارم نمے آید

آرے در مغز جان سرشته اند بر روے کاغذ کم نوشته اند من عرف الله
کل لسانه سونان اور سگنده وصف انسان کامل است که هر چند
بالقوه مخزن اسرار الٰہی ست اما بالفعل ہم متجلی بجا بیه جمال نامتناهی است
اندھلا بانٹے ریوڑی پھر پھر اپنوں دے بشنو اندھلا
یعنی غیر را نه بیند و بر حال یگانگی نشیند پس هر عرفان که مے کمار دو هر
ذوقے که مے برار دو هر که جان مے سپار د بدوست سپاده باشد
فاینما تولوا فثم وجه الله موڈ منڈایا اور اولی پڑی بایدوانست
که موڈ منڈایا عبارت از فقر و طلب میکند یعنی طمع دیگر از سر
بدر کرده اولی پڑی اشارت از سودا و واردات و تصدیعات
و امتحان این راه میکند ع

اینقدر بس که براہ است سر و سودا دارم

مشهور است که اره بر سر زکریا علیه السلام راندند بات پرائی
جو کہے اپنا کھینچا پیچھے جاے مقوله کامل است بات پرائی

اشارت بغیر ما سوا کرده یعنی غیرت معشوق سخن غیر را گنجائی نمیدهد بر تقدیر
اگر بوقوع هم آید موجب کشمکش عارف است چنانچه خطاب بایزید بسطامی
رحمة الله علیه شده بود اذکر لیلة اللبن دیگر شنوبات پرائی
اشارت بالوهیت میکند یعنی در اظهار آن حالتے است که بر
منصور حلاج رفته قدس الله روحه آرے سهنان دری پیار
مین کوکهه پری هوئی معنی این مثل در حکایت حل گشته و حاصلش
آنکه مصرع -

در زیر گلیم تست هشدار	

روکهین راج نه پائے ٥

عرفی اگر بگریه میسر شدے وصال		صد سال میتوان بتمنا گریستن

جهان روکهه ناتهه تهان انڈهی روکهه میگوید جهان
روکهه ناتهه یعنی صحرائے لامکان و فضائے بے نشان که تعینے
و نشانے ندارد همین تشخص شخصی پیدا است که شجرة زیتونة لا شرقیة
و لا غربیة الآیة وصف اوست قول حسن واعظ رحمة الله اول حاصلش
که تا تو در میان نامدی کرانه پیدا نشد ٥ بهر جا آمده کونی

محیط مطلق و پایانش از و بجز احدیت		یقینم می شود هر دم که با شیم ساحلها

جب گھر آئے پاہنے تب گئے کروندے کھان۔ رمتفد
سلوک میگوید یعنی جو انے مور دوم مرکز عرفان و طفل و پیریا از ین
حالت حیران بس ہو سکے کہ مہبط انوار الہی باشد گذاشتہ در طلب
باطل نفسانی چون رفتہ ۵

ہر نفس تو رسیدہ مہمانے است		پاس دارش کہ بہتر از جانے است

گھر کا قاضی دو دڑے اگلے ۵

من از بیگانگان چندان ننالم		کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

روزے لیلی را آثار شدہ بود عہدے در میان آوردہ اگر صحت یا بم
دیگے بپختہ از دست خود یک یک کفچہ در کاسہ ہر یک فقرا و غربا
بیدا دکسے بمجنون اطلاع داد کہ لیلی امروز فرصت یافتہ طعام
بفقرا میدہد ترا ہر گونہ رفتن و از دست او طعام ستدن و او را دیدن
لازم است بہر حال فی الفور مجنون کاسہ گرفتہ خوشان و شادان پیش
رسید کاسہ فرا کرد لیلی بر کاسہ اش کفچہ چنان زد کہ پارہ شد
و کہے اینجا کچھ پر آمد و خوشیہا کرد غرض بسن رمز یگانگی و رین ۔۔۔

الہی شوخ خونریز ہے بسان گو تیغ استغنا		سر امید من ببرید و در دامانم انداز د

ہ

تو نظر باز نہ ورنہ تغافل نگہ است		تو سخن فہم نہ ورنہ خموشی سخن است

مری پچھیا پاڈے کی نا و تحقیق است مری پچھیا اشارت ہو تو قبل انتمو تو ہیکند آرے نیاز تو ہمین کہ خود را در بازی تا باد و ست بسازی مصرعہ

	تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز	

اگون دو ڑ پچھون چھو ڑ حال کامل است کہ ہر مرتبہ را پس پشت دادہ طے مراتب کردہ ہ

اگر طالبی کا ین ہن طے کنی		نخست اسپ باز آمدن پے کنی

مردے کہ وصف ہیجا بہ ہیچ پشت دادہ روے نیاوردہ منقبت علی ست کرم اللہ وجہہ یعنی ہر مرتبہ را کہ پس پشت کرد باز بہ ورو ے نیاورد و چوے پاڈے کی پوتھی سوے لکھ بچن اشارت بدل و زبان صدیقان است کہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب وصف ایشان است نفاق را گنجائی نیست اونٹ کی چوری

نهورے نهورے طرفہ تماشاست نهورے نهورے اشارت بمراقبہ میکند یعنی مراقبان معانی چون سر در گریبان کشند حلاوت عرفان کہ علو الدرجات است در بر میگیرند و چوری عبارت از انکہ دیگران نمی فهمند کہ چہ میکنند ۔ دوهرہ

احمد نت اونگهے رهین لوگ جانین اونگهائه بورا لوگ نہ جانیے ونگهے اونگهے جاته	

تیتر کے منهہ پچهین اشارت بگفتار دل کردہ کہ همہ لذات تابع اوست جوئی ستی جو بهانڈے سیمٹے ٥

هم خدا خواهی وهم دنیاے دون		این خیال است و محال ست و جنون

آرے چهوڑے گانو کا کیا ناتا وهن چلی سوک سامنے از همین قبیل است و معنی هر دو مثل یکے است ٥

اگر میل این راہ داری درست		بکام نهنگ است منزل نخست

کهیتی کهسم بستی اشارت بہ ممکنات می کند یعنی رونق اسمی و صفات بے مسمی و ذات نیست و نفخت فیه من روحی ٥

چہ یک ساعت کند پنهان ازان رو		فتند در عرصہ نابود شان گو

ازمعنی مثل گفتگوے معطلہ غلط شدہ اندا ندھلے کو اپنا گھر سو کوس
مین سو جھے وصف نابیناست کہ بالا گذشتہ واکثر جا گفتہ شدہ
پس عجب نابینائے کہ مقام اصلی خود را کل شئے یرجع الی اصلہ ہموارہ
می بیند کول کوئے بلرام سیکا آرے

توقائم بحجود نیستی یک قدم		زغیبت مدد میرسد دمبدم

میری سین آگ لیائی نانو دھر اپلیسا اندر ارشاد بہ تنبیہ انانیت
سیکند واشارت بربار امانت می سازد کہ ہرچہ ہست ازوست
از خود شمردن نادانیست کہ الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق
لہ اثر باید دانست کہ غیراز جلوہ رایت بی یبصر بی دیگرے وجلے
و نامے ندارد بے ینطق و بی یسمع و بی یبصر بیان اوست آرے
کھانے کو علاوالدین چیرنے کو فروز گفتن لائق نیست
چونکہ ہرچہ ہست ازوست و بدوست وہموست بدیگرے
منسوب نمودن نادانی است ع

	عبارت را اشارت گفت بہ خیز	
	مصرعہ	

نظارۂ جمال خدا جز خدا نکرد

عزیز من رموزات معارف در عبارت نمی گنجد تعلق از اشارت است پس از علم رسمی حصول نہ تھو تھا پچھکیئے اڑ اُڑ جاے واین بیچارہ کہ درین امر عاجز است وحیران کو استعدادے وطاقتے کہ بدیگران ارشاد نماید آپ ہی ہا با مانگنی دوار کھڑے درویش لیکن ذوقی وجدانی در آنی کہ سرہ برکند این کس معطل می ماند وتاب اخفاے آن نمیدارد کون کہے را جادھا نا بیٹھے پس لازم وانسب آنست گوینده ہمانست نہ این ناتوان ہیچدانست اسی کی ڈسینڈ ی مہتیا سرخروے یا آنکہ تیل تیلی کا بہگت بہیا جو کی گفتن و منسوب نمودن کارنادان است آرے ؎

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند		فی الحقیقت از دم نائی کند

مرے پرسودرے وہ وہ چہ خوش است ناز معشوق جز نیاز عاشق بر نتابد ؎

من اندر خاک سیہ انش لگد کوب بلا گشتم		ہنوز آن شہسوار من بہ جولانگہی ارد

مختصر آنکہ مصرع -

نزدیکان را بیش بود حیرانی

یعنی نزدیکان مردگان حقیقی کھانے کو اونٹ لادنے کو غریبی
عبارت از نفس میکند کہ حریص آمال است و درپے لجاجت و سماجت
کمال آنزو سازکہ اگر علمے در اختیارش دہند قانع نشود و در بارکشی یاد
حق تحمل نمی آرد مصرع

خلاف نفس کافر کن کہ رستی

پس باید کہ خصائل نامحمودہ اش تراشی کہ در سوختگیش عین فرخندگی است
سکے تو کسان کا سیکھے تونائی کا اینجا کسان را بانفس مشابہ
کردہ یک تماشائے است در نوشتن مے ایدمن فہم و نالی
باسالک مناسبت دادہ کہ خیال غیرمی تراشد
ہین تیری لچری کہا نو تو میری لڑکی کہلاؤ نا در مثلے کہ [illegible] انش [illegible]
این باشد یعنی اے رحمٰن رحیم من از لذات [illegible] تو و حلاوت [illegible]
امید و بیم تو متلذذ شوم و ہر بارے و تعل[illegible] کہ ہست بتو سپردم ہمہ زمعنی
بزرگے فرمودہ رباعی

تو آن نہ کہ بہ زخدا و نہ پروری	مصر[illegible]	فرزند بندہ ایست خدا را تو غم مخور

گر مقبل است گنج سعادت برای اوست	ور مدبر است رنج زیادت چه می بری

درین مثل معنی توکل پیدا است آرے نجی المخففون ہویدا ہ

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

آہ صد آہ رباعی

طفل تا گیرا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود
چون دو پشتی کرد و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود

میرے میان کی الٹی ریت ساون مانس اٹھا و بھینٹ

حال سالک است ساون مانس اشارت بر جریان اشک کردہ
وا اٹھا و سے بھینٹ بہ قیام عبارت دل منسوب نمودہ یعنی سرانجام
و قیام عاشق درزاریست مصرع

کہ ما و عاشق زاریم و کار ما زاریست

سوداز دگان را جز زاری کارے نیست و بغیر این وسیلہ در حریم جانان
بارے نہ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا ہ

زین واقعہ ہیچ دوست دستم نگرفت	جز دیدہ کہ ہرچہ داشت در پایم ریخت

واین خود ہویدا است کہ درین حال چشم را آب و تاب بے نمایش افتادہ است

میرے سیان کی اُلٹی ریت اشارت بزبان معشوق نمودہ آرے
ڈھار گاے کی دولاتین سہئین رمز نادر رفت جیسا مُنھ
تیسی تھپیڑ آرے تکلموا الناس علی قدر عقولہم بوالہوسان و
اہل خرد سخن عرفان ہمچو دری پیش خیران فی الواقعہ خرد اچہ یارا ۵

ای کہ از دفتر عقل آیت عشق آموزی		ترسم این نکتہ بتحقیق ندانی دانست

بوڑھے سمجھ منہا سے فی الواقع ۵

عشق ہر جا کہ سر برافرازد		پیر صد سالہ را جوان سازد

چہ خوش است مصرع

	ہر گہ کہ یاد روے تو کردم جوان شدم	

سوت کے بنولے ہو جاپہ بڑھیا بیٹھہ بن رہی حال شوریدہ
راست سوت عبارت از تعلق و تدبیر است یعنی ماند یا نماند مصرع

	جیسی ہو سنو آج جا ہو ما دھو جو کی بیت جن جا ہو سیر من تین	

و بڑھیا بمعنی کبری کہ درین حال کمال دارد و بیٹھہ اشارت بہ لبس جدید
کہ ہر آن لباس تازہ و صفات بے اندازہ در نظرش مے آید المقصود
ہمہ را باخت ہر دم با جمال نا متناہی کہ چنان حروف از یک سیاہی است

ساخت خرید و فروخت دارد ہ

خریداران جانان جان فروشند   بگرد ہندوش ایمان فروشند

اوچھی لڑائی کا کالا منہ فی الواقع جہاد کبیر باید تا لشکر ہستی بر باید ہ

سپستان صفہای مژگان بہم خود را   عزیزان ہمہ یاران دعا دوستان ہوئے

منواں گنگا نہایا ہے کھا کھدائی کسکی ہے لافت من ہم سیر شد

در تذکرہ نوشتہ کہ حضرت جنید علیہ الرحمہ بعد بیست سال نزد وی

آمدند و گفتند تمام عالم بندہ من است اندہلون کا ہاتھی بیان این

مثل در مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ مبین است عاشقی اور ملان

جی کا ڈر آرے ہ

تعلق حجاب است و بے حاصلی   چو پیوند ہا بگسلی واصلی

بھولے جوگی اور دونا لا سچہ باید دانست بھولے جوگی اشارت

بہ محویت میکند یعنی ہر چند سالک را محو بیشتر یافت معنی ہم

بیشتر ہ

کسان را درین بزم ساغر دہند   کہ دارو بیہوشیش در دہند

آگ کھاسے سو انگارا اگلے سبحان اللہ وقت کہ آتش ما اللہ

الموقدة التی تطلع علی الافئدہ در دلہا زبانہ میزند و در زبانہا بیانہا نمودار میگردد ہ

شعلۂ بر شعلہ بینی سوار		بر زبان چون حرف عشق آرد گذار

روزے حضرت بہاء الدین سہروردی قدس اللہ روحہ ہمدرین معنی سخن می فرمود ناگاہ شعلۂ آتش از زبان مبارکش جدا شد و در ہوا ناپدید گردید آہ صد آہ مصرع

	دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند	

دیس چوری پردیس بکیہ حال کامل است یعنی در امکان ہر اسان است و خراب الدنیا سجن المومنین و در لامکان نہایت سیراب و فیض یاب مصرع

	گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است	

رتبۂ علوی را کہ پردیس گفتہ و دیس نگفتہ مقدمہ سلوک است کہ سافر معنوی عبارت از وست و طریقہ عروج در گفتگوست و الا نہ وطن اصلی ہوست کل شی یرجع الی اصلہ خصوصًا نزد ما مردم ناداں کہ با تعلق چنداں متعلق شدہ ایم کہ سوائے امکان دیگر از جان رفتہ و نا یاد است

راجا چھوڑی نگری جس بھاوی تس لہو ستولہروان دین است
لیہہ پروسن چھوپتر انت آٹھ کرتی رار لطیفہ رہروان یقین
گنگا گیین منڈا این سدہ ہرکرا مجالست کہ مجانست با این قوم
کند کو ہرچہ مجالست از مرتبہ شناوری درین بحر کردن آسان نیست ع

	یکام نہنگ ست منزل نخست	

اینجا من مانی گھر جانی نیست قاضی نیا و نگر نیکی تو گھر نہ جان
دینگی چنانچہ قول دیوانہ مصرع

	چہ داشگیر یارب منزلی بود	

لگتی کو نپٹ دل ہی میٹھا اشارت بر نفس است کہ اعتبار نیک ندارد
تیر نہ کمان اللہ کی امان باید دانست کہ تیر و کمان اشارت بر بدی
است و انجا کہ تیر را گنجائی نیست عین سلامتی و امان است چھیری
چھوسون سینان کی الونین درین مثل نیاز عاشق است و استغنای
محبوب ہ

یارب مباد کس را مخدوم بی عنایت		بی قدر بود و بود و منت ہر جا بشی کہ کردم

نی نی پیٹ چلی چھون پر ہوئس احوال ایشان است کہ خندید

شکست پیشتر ہے پابند بست زیادہ تر ساز نارچنانچہ کسے گفتہ دہرہ

ہر یا ہر سون ہیت کر جیون کسان کی ریت		دام چوگنے دکھ کہان تو وکھیت بن سوت

ملان کی دوڑ مسیت تا ئین بشنو مسیت اشارت بدل است

یعنی مرد آگاہ راہموارہ توجہ طرف دل صنوبری است ہ

کس ندانست کہ آن شوخ لگا شانہ کیست		بردر دل شنیم و یک آواز دہیم

ٹوٹی باہنہ کل جندی بدانکہ ٹوٹی باہنہ یہ رفع علائق ولواحق کردہ

یعنی از ہمہ گسستہ در خود پیوستہ آرے لمولفہ

در خود چو نظر کنی جہان را بینی		کون و مکانین و زمان را بینی
بیخود جو بخود رسی خدا میداند		جان را بینی تو جان جان بینی

اس ہاتھہ کا مانڈا اس ہاتھہ مصرع

	ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد	

مانک کہا تا مسیت مین سونونان جانم ہنگر مانک کہا

از مظہر کہ مرائی جمال اوست کردہ و مسیت بدل مناسبت دادہ

آرے اہل دلان را ہر دم افطار از نگاہ است افطار و ابرو سیہ

بیان اوست و ہموارہ در دل آرامگاہ است کہ لی قلب ان

عصیتہ فعصیت اللہ در شان او ہو نہوئے کیہون توکرے
کاکیہون درین مثل ماضی و مستقبل را گنجائی نمیدہد واز دم حال ارشاد
مے کند ٥

از آمدہ و رفتہ دگر یاد مکن		حالی خوش باش و آنکہ مقصود است

ذمان چار کی چاندنی پھر اندھیارا پاکھ بیان واردات است
کہ بر سالک میگذرد و چاندنی عبارت از تجلیات تلوین مے کند
و اندھیارا اشارت بر نور ذات کہ لایزال است مے نماید و معنے
اش آنکہ در حالت کسب از اشتیاق تمام و طلب بالا کلام میگوید یعنی
تلوین را طے نمودہ تمکین سے مے رسم ٥

ہر کرا دو روز او یکسان بود		سو و عمر او ہمہ تاوان بود

کانے چوٹ کنوڈے کہیت درین مثل حال نظربازان
است کانا چشم یک بین و حق بین وارد و دو بین نیست پس وی ہمہ
از غیر نزد وش ضرب کی شدید و کنوڈے کہیت ازین قبیل است بہ
دانا ست پدید العاقل تکفیہ الاشارہ ٥ جہینگا سول روہو رہو
کانونین بشنو جوانمردے کہ بہ نقطہ وحدت رسیدہ ہمہ مراتب تجلیات

تابع اوست من له ہمولی فاله الکل پرہیہ جو جب تم جہتئی موتن سپاکر تب جاک موتن جہتہی چلتی سیل نہ دیجی آز قول کامل است یعنے ہردم کہ ہست دریا دمولی مے آید و میرود احتیاج بقید نیست مصرع

	یاد شش کنم ار شود فراموشش	

سوختن تے تکلف و ساختن بے تصرف رمزے عجیب گھر بیاہ ہو کنڈون کو جاے مصرع

	درست ہر چہ مطلبی ہان غلط مکن	

پس میگوید یعنی بظاہر مقید مشو لمولفہ ؎

کوہ ما یا لالہ و گل رو کسد		حیف لعل بے بہائے درست

گھرآئے سانپ نہ پوجیے بانبی پوجن جاے این ہر دو مثل یک معنی دارد ؎

روز ست بتو بود م و نمے دانستم		شب با تو غنودم و نمے دانستم

کودکی چھوڑی پیٹ کے آس این مثل رنگین است و معنیش بالعکس عوام است یعنی کو و را اشارت بظاہر کردہ کہ بیحاصل است و پیٹ بباطن مراد نمودہ و حصول جاویدگی از وکشودہ لکھین و ھنا بانچین تار

مردے کہ بمرتبۂ الوہیت رسیدہ ہر امرے کہ از وبوقوع آید جز خدا دیگرے نداند
جوگی کا کی میت جوانمردان کہ سیر تلوین میکنند اسلفتہ و خصوصیتے
ہیچ ازان منظور نمیدارند اگرچہ نمایش ولذات آن ترہات حلقہ بگوش
ایشان است اما تابع بودن نہ کار درویشان است المقصود با ہیچ مقامے
استقامت نمیکنند کہ پھوٹ پڑا وہ سونا چاہیے ٹوٹیں کان
کہ گرم روان را در تنزلات تلوین آمدن و ماندن ازان قبیلہ است کہ
بھولے بانجھن گاے کھاے چون باین سخنان سی آنزمان
حلاوت آن معلوم نمائی منظر سر سری نہ بینی چنانچہ اندھا بگلا
کیچ کھاے کار جان باختن است و خود را از خود دور انداختن نہ
آنکہ درین امر مصلحت ساختن کہ خرگوش سون جانون یا کو سون
پاچاٹ
و در جان دادن چندان جاہنا نثار تو سازند اوڈن مار کھو ریا دیکھ بلینڈی
دوس یعنی امر علوی را دیکنی و بر جانبازی سخن می آری و مرتکب غیر ما سوے
اللہ میشوی جانم زنہار زنہار کار امروز را بفردا نہ گذاری کہ گھوڑا اچھا ہے
بنائیگے گون تک بھرتی آئیو بس باید کہ نہ و دانی نابینائی و خیال جہانی
و نادانی را از دل بزداے کوڑھ مین کھاج ہر چند بیچو اہم کہ باشارت

عرفان بے محابا مشہیر نشوم وازتا بیر سرو ہم کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
وازین راہ فاش گفتن مصلحت نمے بینم کو ٹھو سے کھل آتری بھٹی
بلدھون جوک راز پوشیدہ را باہل آنہ یعنی با حیوان چون بازم
فاما درآنی کہ تعبیہ شوق وتسلط ذوق مستولی میگردد ڈھینگا ڈھینگا
بلو کا راج کار وبار اختیار از دست میرود مصرعہ

	تیرے ست ولی کمانش در دست کسی است	
	لمولفہ مصرع	
	گفتگوئے باکماندار ی مجال تیر نیست	

آرے سخن عشق آمدنی ست آوردنی نیست والا نہ حال این عاجز معلوم کہ کبکی
تبلن کبکا پلا مصرع

	عمرے باید کہ یار آید بکنار	

کالے ہین بنیا آج ہین سیٹھ بودن دشوار است ولیقین است
کہ پوس ہے تین پھاک سبتدی را حال سنتی گفتن سزاوار است
کہان راجا بھوج کہان گنگا تیلی مصرع

	چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا	

المقصود ہرگونہ درین امر قاصرم اما بحکم آنکہ بھیڈ پسے اٹھی مچھلی پڑی

مصرع

که عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

از بے استعدادی خود قاصرم و یک چند سطرے کہ نوشتہ ام انڈھلی کی بٹیر یا آنکہ کوبری لات بنگئی تعجب نیست باٹ کا جامان موسنج کی بجیا قال موافق حال خود زدہ ام الٰہی ہرچہ گفتہ ام برائے تو گفتہ ام و بتو گفتہ ام و از تن گفتہ ام ؎

گرم جرم بینی مکن عیب من	تو ئی سر برآوردہ از جیب من

الٰہی از جلال تو حیرانم و در جمال تو نگرانم کہ بھوبن پریت نانہہ الٰہی از کبریائی تو دلم ترسناک است چنانچہ لکڑی کے ڈر بندری ناچے الٰہی از حالت خود کہا و رنبا سے تو ہری سے پاتن کروا سے نہایت غمناک ؎

ہمچو من ناقابلے و صاحب آدم دیدہ بود	زین سبب ابلیس ملعون سجدہ بر آدم نکرد

الٰہی ہمتے بخش کہ سوگز واروں ایک گز نہ پھاڑوں یعنی پردہ تعداد کثرت دیدہ بر مرکزے مستقیم و آرمیدہ شوم الٰہی در لذات جمال خود

چنان حریص کن که چنے چبانے کے انگلی چاٹے یعنی سرموہم
تبرک نماند و هیچ ازان نگذارم اسلئے هر عملے و فعلے که میکنم لایق درگاه
تو نیست عبادتم نادرست و ارادتم سست چنانچه چیل
مانڈے لے گئی پتا تمھاری ناتوان الٰهی طاقتم طاق است لذت
شوق و ذوق را بر من شاق مگردان که ادھیلے کی بڑھیا ٹکا
منڈوائین الٰهی عاجزم و ناتوان الٰهی بر کردارم خورده مگیر که ایک
گھر ڈائن بھی چھوڑے و تو رحیمی و غفوری و ستاری الٰهی حلاوت
روحی ارزانی فرمائے که از سرکشی نفس در آزارم چنانچه دہی کھات
سون موسل الٰهی عبادت نفسانی ازان قبیل است که چھیری نے
دوده دیا مینگنی بھرا کیفیت روحانی کرامت فرمائے ما گیان
تیری اولی ه

هیچو مرغ نیم بسمل مانده ام در دام تو	یا بکش یا دانه ده یا از قفس آزاد کن

این بیچاره را چه چاره تن به تقدیر تسلیم است فالحاصل از علم رسمی که
گفتگوے بیحاصل است یعنی سارا دن بیسا چکنی بھر کر اٹھایا فراغت
نمودم و اختتامے کردم سوت نہ کپاس کولی سون لٹھم لٹھا

نہ قوت وجدان و نہ طاقت بیان بیش ازین احتیاج ندیدم و قلم
دو زبان و سخنان لسان ابیچیدیم بس آ رسیدم چھوٹی نند پیائی ہین

خواہی بفراق کوش و خواہی بوصال		من فارغم ازین ہر دو مرا عشق تو بس

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیآت اعمالنا اللھم احفظنا
من شر ما قضیت برحمتک و فضلک و کرمک یا ارحم الراحمین
آمین
دوہرہ نہایت مرغوب دل آرام

	دوہرہ	

پیلی پار ڈگڈ گی باجی سنیوری پھری		اندھلی نیرا باٹ پر کلا دو ٹیوری لنگری

باید دانست پیلی پار اشارت بما سوی اللہ است و ڈگڈگی ایمائے بر صداے
ہویت بلکہ عین نداست و پھری مقصود ازینسمع شنوائی خود بر داشت
و اندھلی ہمان معنی دارد کہ ممکن در نظرش نماند جلوہ بے پیچ مشاہدہ کرد
و چور عبارت از ذات است اگرچہ کسے نمے بیند و او کار ہا میکند
و چور را با محبوب نسبت دادہ اند

مصرع

شوخ دزدیست کہ در دست چراغے دارد	

فالحاصل مردے کہ از حکم بے بیصر جلوہ دیدہ و یافتہ آنرا بجز ترانہ
بے بیسمع شنیدہ نشود و غیر از پاشکستہ برین حال نہ دود

مصرعہ

بردند شکستگان ازین میدان گوے

تمت

حورِ مقصورات

یا

اسلام مین تعلیم یافتہ مستورات

...جسمین ابتدای اسلام سے زمانہ حال تک کی تعلیم یافتہ خواتین کی سوانح عمریان

...ن شتر

...ین ... عفت اور عصمت کا سچا فوٹو۔ اُنکے علم وفضل کے کرشمے۔ اُنکا

...فصیح۔ پاک۔ اور آبدار کلام۔ اُنکے استقلال کے ساتھ جوانمردیان۔

اُنکے تخت سلطنت پر جلوہ افروزیان یعنے تمامی اسلامی دنیا عرب وعجم شام

وروم مصر وایران اور ہندوستان کی مخدرات کے حالات لکھے گئے ہین

قیمت علاوہ محصول ڈاک ایکروپیہ چار آنہ (۱۴؍) ہے۔ جلد طلب فرمائیے

ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا فقط

المشتہر

سید افتخار عالم۔ قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ۔ ممالک مغربی وشمالی